https://ataunnabi.blogspot.com/

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

تنہا داری

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

باہتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

ناشر

عطاری پبلشرز (مدینہ المرشد) کراچی

فون نمبر: 2446818

فون نمبر موبائل: 0300 - 8271889

فون: 2316838 - 0300-8229655

Scanned by CamScanner

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

Scanned with CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

کتاب کا نام

تجہا داری

مصنف

فیض ملت، آفتاب اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین
حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

با اهتمام

حضرت علامہ مولانا حمزہ علی قادری

اشاعت

محرم الحرام 1424ھ، مارچ 2003ء

صفحات

288

قیمت

[redacted] روپے

کمپوزنگ

الرحمان گرافکس

فون: 2316838 فون موبائل: (0320-5028160)

پروف ریڈنگ

ابوالرضا محمد طارق قادری عطاری

فون موبائل: (0300-2218289)

☆☆☆☆☆☆

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	پیش لفظ	5
۲	مقدمہ	7
۳	افضلیت کی وجہ	8
۴	انبیاء وامام الانبیاء (علی نبینا وعلیہم السلام)	9
۵	معجزات	11
۶	لطیفہ از حضرت بلال رضی اللہ عنہ	16
۷	حضرت آدم (علیہ السلام) اور محمد مصطفےٰ ﷺ	19
۸	علم آدم وعلم سید ولد آدم ﷺ	27
۹	جنت کے مالک مصطفےٰ ﷺ	35
۱۰	جنت کے دروازہ پر حضور ﷺ کا نام	37
۱۱	حضرت سلیمان (علیہ السلام) کی انگوٹھی	38
۱۲	حضرت ادریس (علیہ السلام) اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ	47
۱۳	حضرت نوح (علیہ السلام) اور احمد مجتبیٰ ﷺ	50
۱۴	کشتی نوح (علیہ السلام) کی پناہ نام مصطفےٰ ﷺ	55
۱۵	حضرت ہود (علیہ السلام) اور حضور ﷺ	56
۱۶	سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) اور نبی کریم ﷺ	71
۱۷	تعمیر کعبہ	83
۱۸	حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ	102
۱۹	حضرت یعقوب (علیہ السلام) اور رب کے محبوب (علیہ السلام) کے معجزات	103
۲۰	حضرت یوسف (علیہ السلام) اور رسول اکرم ﷺ کے معجزات	104
۲۱	پیراہن یوسف (علیہ السلام) کا کمال	115

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
116	سرورِ کائنات ﷺ کی قمیص مبارک کی برکات	۲۲
118	حضرت لوط علیہ السلام اور حضور ﷺ	۲۳
119	حضرت یونس علیہ السلام اور رسول کریم ﷺ	۲۴
120	معجزات حضرت شعیب علیہ السلام اور رسول کریم ﷺ	۲۵
121	معجزات حضرت موسیٰ علیہ السلام	۲۶
125	یدِ موسیٰ علیہ السلام و یدِ مصطفےٰ ﷺ میں فرق	۲۷
160	پانی کے چشمے	۲۸
164	نقشۂ رحمت	۲۹
168	کون سا پانی افضل ہے	۳۰
170	خطبات نبوی ﷺ کی اثر انگیزی	۳۱
174	حضرت داؤد علیہ السلام اور حضور پرنور ﷺ	۳۲
193	حضور ﷺ کے غلاموں کی شیروں پر حکومت	۳۳
196	حضرت سلیمان علیہ السلام اور مالک کون ومکان ﷺ	۳۴
206	جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے	۳۵
208	سلیمان علیہ السلام اور حضور ﷺ کی بادشاہت میں فرق	۳۶
226	حضرت زکریا علیہ السلام اور شافع روز جزا ﷺ	۳۷
229	حضرت یحییٰ علیہ السلام اور احمد مجتبیٰ ﷺ	۳۸
232	مسیح علیہ السلام کی مسیحائی اور شفاخانۂ محمدی ﷺ	۳۹
295	عقیدۂ سلف صالحین رحمہم اللہ	۴۰
242	احیاء الموتٰی از امام الانبیاء ﷺ کی فہرست	۴۱
269	مرزائیوں کا اعتراض	۴۲
276	خضر علیہ السلام اور امام الانبیاء ﷺ	۴۳
282	ترتیل یعنی ذوالکفل علیہ السلام اور نبی پاک ﷺ	۴۴

﴿پیش لفظ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد! بعض لوگ حضور نبی پاک ﷺ کے لئے اس وہم میں مبتلا ہیں کہ آپ کی مدح وثناء میں مبالغہ نہ کیا جائے تا کہ غلو نہ ہو اور غلو اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے یہ وہم اس لئے غلط ہے کہ نبی پاک ﷺ کا اسم مبارک محمد (ﷺ) ہی ایسا ہے کہ اس کا تقاضا ہے کہ آپ کی جتنی تعریف وتوصیف کی جائے کم ہے۔ مبالغہ تو تب ہو جب کہ وہ اوصاف آپ میں نہ ہوں اور غلو بھی تب ہوگا جب آپ کو مدح وثنا میں بڑھایا جائے جب آپ کی مدح ثناء کی حد ہی نہیں تو غلو کیسا؟ اس تصنیف میں فقیر نے آپ کے صرف وہ جملہ اوصاف عرض کئے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیگر انبیاء علیہم السلام جیسے صفات بخشے بلکہ ان سے بڑھ کر آپ ﷺ کے لئے کہا گیا ہے

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اس مصرعہ کے آخری لفظ پر اس تصنیف کا نام ہے ﴿تنہاداری﴾

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

Scanned by CamScanner

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین○ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیٰ آلہ وخلفائہ واصحابہ وازواجہ واولیاء اجمعین○

امابعد! معجزات نبویہ حضرت امام اجل علامہ محی الدین محمد یحییٰ بن موسیٰ حلبی کی عربی تصنیف لطیف ہے۔ جس میں جلیل المرتبت انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات کا انہوں نے تذکرہ فرما کر یہ ثابت کیا ہے کہ جملہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جملہ معجزات ہمارے نبی پاک صاحب لولاک سرور کائنات فخر موجودات باعثِ تخلیقِ کائنات، منبع کمالات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی واحد ذات بابرکات میں موجود ہیں اور انکا ذکر فرمایا ہے، ویسے معجزات پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں مگر یہ کتاب "آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری" کی مصداق ہے۔

فقیر نے چاہا کہ اس کا ترجمہ مع چند مختصر اور مفید اضافے لکھ دوں۔ تاکہ عاشقانِ رسول ﷺ کے لئے بہترین تحفہ اور فقیر کے لئے آخرت کا زادراہ ہو۔

وما توفیقی الاباللہ العلی العظیم وصلی اللہ علیٰ حبیبہ الکریم وعلیٰ آلہ اصحابہ اجمعین۔

۱۹ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور پاکستان

﴿مقدمہ﴾

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے فرمایا ہے کہ وہ یوں عقیدہ رکھیں "ولا نفرق بین احد من رسلہ" یعنی ہم خداوند کریم کے رسولوں میں سے کسی رسول کے درمیان تفریق نہیں ڈالتے اور چونکہ لفظ من بیانیہ ہے۔ اور لفظ احد کا وقوع نفی کے تحت ہے اس سے احد میں تعدد ہوا۔ پس تو مطلب یہ ہے کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے بھیجے ہوئے ہونے کے لحاظ سے ہم ان تمام رسولوں میں کوئی فرق نہیں ڈالتے۔ بلکہ ہر ایک ان میں سے اللہ کا رسول ہے ہاں دوسرے وجوہ سے وہ ایک دوسرے سے افضل ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تلک الرسل" یعنی یہ رسولوں کی جماعت جو اس آیہ کریمہ میں مذکور ہے۔ یا وہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جو نبی پاک ﷺ کے علم میں ہیں یا مطلق انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت "فضلنا بعضھم" ہم نے بعض پر خاص فضیلتوں کا انعام واکرام کیا "علیٰ بعض" دوسروں پر۔ چنانچہ ان انعامات کو اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے۔ "منھم من کلم اللہ" یعنی ان میں سے بعض وہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بزرگی عطا فرمائی کہ ان سے بلاواسطہ کلام فرمایا۔

فائدہ: جس سے ثابت ہوا کہ جن انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ بلا واسطہ کلام فرماتا ہے ان کو دوسروں پر فضیلت ہے۔ جب کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے تو شب حیرت میں کوہ طور پر اور حضور نبی پاک احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ سے معراج کی شب میں وقت قرب قاب قوسین اوادنی کے کلام فرمایا اور ان میں سے ایک مقام دوسرے سے اعلیٰ اور افضل ہے۔ لہٰذا ان دونوں نبیوں میں سے ایک نبی دوسرے نبی سے افضل ہوا۔ ورفع یعنی اللہ کریم نے رفعت دی۔ بعضھم ان میں سے بعض کو دوسروں پر اس طرح ان کو فائز فرمایا اور ہمارے نبی پاک ﷺ علی الاطلاق جملہ انبیاء بلکہ جملہ مخلوق سے افضل واکمل ہیں۔ تفصیل کے لئے امام اہلسنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ کی تصنیف "تجلی الیقین" کا مطالعہ فرمایئے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books

https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

افضلیت کے وجوہ

(۱) قرآن وحدیث سے سرور کائنات فخر موجودات جناب محمد مصطفےٰ ﷺ کی فضیلت ثابت ہے (۲) نبی پاک ﷺ کی فضیلت دوسرے رسولوں پر یہ ہے کہ دعوت عام ہے جو کہ تمام انسانوں اور جنوں کو شامل ہے (روح البیان وغیرہ اویسی غفرلہ) (۳) وجہ فضیلت یہ ہے کہ آپ کے معجزات بہت ہی زیادہ ہیں۔ جو کہ ایک ہزار یا اس سے بھی زیادہ تعداد میں ہیں اور آیہ کریمہ میں اس جگہ رسول اکرم ﷺ کی وضاحت نہ کرنا آپ کی شان بڑھانا مقصود ہے۔ گویا آپ اس وصف کے ساتھ مختص ہیں کہ محتاج تصریح ہی نہیں۔ جس طرح پہلے بعض میں حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ دونوں کی شان بڑھانا مقصود ہے۔ **وآتینا عیسی ابن مریم البینت** یعنی حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو ہم نے معجزات عطا فرمائے۔ جیسے مُردوں کو زندہ کرنا۔ اور مادر زاد اندھوں کو بینا کر دینا اور کوڑھیوں کو تندرست کر دینا (وغیرہ) **وایدنا ہ بروح القدس** ، یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام یا انجیل کے ذریعہ ہم نے طاقت دی آیہ۔ کریمہ مذکورہ میں عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت کی دلیل ہے لیکن اس سے بڑھ کر نبی کریم ﷺ کا کمال بڑھ کر ہے جیسا کہ فرمایا حضور ﷺ نے **لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ نبی مرسل ولا ملک مقرب** ، میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک ایسا وقت بھی ہے کہ جس میں نہ کسی نبی مرسل کو گنجائش ہے نہ کسی ملک مقرب کو۔ (۴) نبی پاک ﷺ کی امت کے علماء کرام کو بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام جیسے کارنامے نصیب ہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "**علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل**" اور اس پر آپ کو فخر بھی ہے۔

جیسا کہ حضرت مولانا پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ نے نبراس صفحہ ۲۸۵ میں لکھا کہ حضرت ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ حضور سرور عالم ﷺ حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام کو فرما رہے ہیں کہ تمہاری امتوں میں غزالی جیسا عالم ہے۔

فائدہ: اس سے گویا سرکار ﷺ نے اپنے ارشاد گرامی "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" کی تصدیق دونوں پیغمبروں سے کرائی۔

ازالہ وہم

تنہا داری کے مضامین سے یہ نہ سمجھنا کہ معاذ اللہ اس سے دوسرے انبیاء و رسل کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی کمی یا نقص مدنظر ہے۔ توبہ توبہ۔ ایسا تصور کفر ہے۔ بلکہ یہاں صرف اور صرف اپنے نبی پاک ﷺ کے کمالات و معجزات بے مثال کا اظہار مطلوب ہے اور بس بلکہ غور سے دیکھا جائے تو ہمارے اس موضوع سے الٹا دوسرے انبیاء و رسل عظام علیٰ نبینا وعلیہم السلام کی شان و کمال کا اظہار ہوگا کیونکہ رسول اکرم ﷺ تمام شانوں کا مرکز ہیں اور سب کے ظہور کا مظہر۔ اسی لئے ہم ذرہ برابر بھی کسی نبی علیہ السلام کی قدر و منزلت گھٹانے کے روادار نہیں۔

حکایت

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے سامنے کسی نے یہ مصرعہ پڑھا

شان یوسف بھی گھٹی ہے تو اسی در سے گھٹی

آپ نے ناراض ہو کر فرمایا کہ یوں کہو

شان یوسف بھی بڑھی ہے تو اسی در سے بڑھی

مزید تفصیل دیکھئے فقیر کی "شرح حدائق بخشش" میں۔

انبیاء و امام الانبیاء (علی نبینا وعلیہم السلام)

یہ مسلّم ہے کہ جتنے فضائل و کمالات تمام انبیاء علیہم السلام میں ہیں اس طرح مجموعی طور حضور نبی پاک ﷺ میں ہیں

لکل نبی فی الانام فضیلۃ ☆ وجملتھا مجموعۃ لمحمد

ترجمہ: ہر نبی علیہ السلام کو لوگوں پر فضیلت ہے اور ان انبیاء علیہم السلام کی تمام فضیلتیں نبی کریم ﷺ میں ہیں۔ کسی نے کیا خوب فرمایا

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ترجمہ: اے نبی کریم ﷺ آپ حسن یوسف علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کا دم اور موسیٰ علیہ السلام کا ید بیضا رکھتے ہیں و دیگر جملہ انبیاء علیہم السلام کے کمالات آپ میں ہیں۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتباہ

انبیاء علیہم السلام کے کمالات و معجزات کی طرح نبی پاک ﷺ میں کمالات و معجزات صرف لفظاً مشابہ ہوں گے ورنہ درحقیقت وہ اس سے کئی گنا بڑھ کر ہوں گے جن کی تفصیل آئے گی (ان شاء اللہ تعالیٰ)

نوٹ: نہ صرف نبی پاک ﷺ کے معجزات و کمالات انہی تک محدود ہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی ان گنت اور بے شمار کمالات و معجزات ہیں جنہیں خدا تعالیٰ جانے یا مصطفےٰ ﷺ۔

نوٹ: یہ حقیقت ہے ہر صاحب کمال کو جو کمال ملا ہے وہ بھی ہمارے نبی ﷺ کے طفیل۔ اسی لئے جملہ انبیاء و رسل کرام علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے تمام کمالات و فضائل اور معجزات ہمارے نبی پاک ﷺ کا صدقہ ہے جیسا کہ حدیث "انما قاسم واللہ یعطی" سے ظاہر ہے اسی لئے اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا ؎

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

یہی امام بوصیری نے بیان فرمایا ؎

وکلھم من رسول اللہ ملتمس
غرفا من البحر اورشفا من الدیم

تمام انبیاء علیہم السلام نبی پاک ﷺ کے بحر کرم اور ابر کرم سے ایک چلو کے طلبگار ہیں۔

سوال

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**اولئك الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ**"

اللہ تعالیٰ نے انہیں انبیاء کو ہدایت بخشی آپ ان کی موافقت کریں۔

اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضور ﷺ کو ان کی پیروی کا حکم ہے اس سے تو آپ کی افضلیت بر انبیاء ثابت نہیں ہوتی۔

جواب

اس آیت میں اقتداء سے صرف ان کی موافقت مراد ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کی

ہر صفت میں موجود ہو اس طرح سے آپ ان سب کی صفات کے جامع ہوں گے تو اس سے آپ کی افضلیت کا اظہار ہوگا۔ چنانچہ خازن میں ہے۔ "**ثم ان اللہ امر نبیہ ﷺ ان یقتدی بھم وجمع لہ جمیع الخصا ل المحمودۃ المتفرقۃ فیھم فثبت بھذا البیان انہ ﷺ افضل الانبیاء لما اجتمع فیہ من ھذہ الخصال التی کانت متفرقۃ فی جمیعھم**"

(خازن جلد ۲ صفحہ ۱۲)

ترجمہ: پھر اللہ عزوجل نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ وہ انبیاء کی موافقت کریں تو اللہ نے نبی علیہ السلام میں تمام انبیاء کرام کے خصال حمیدہ کو جمع کر دیا۔ پس یہاں سے ثابت ہوا کہ آپ افضل المرسلین ہیں۔ کیونکہ آپ میں وہ تمام کمالات مجتمع ہیں جو انبیاء میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے۔

﴿معجزات﴾

(۱) حضور علیہ السلام کے معجزے دو قسم کے ہیں ایک داخلی دوسرے خارجی۔ داخلی معجزے تو یہ ہیں کہ حضور ﷺ از سر تا قدم معجزہ ہیں ؎

دیئے معجزے انبیاء کو خدا نے
ہمارا نبی معجزہ بن کے آیا

پھر ایک ایک عضو لاکھوں معجزے رکھتا ہے۔

(۲) خارجی معجزے بے شمار ہیں۔ چاند کا چرنا، سورج کا واپس ہونا، پتھروں کا کلمہ پڑھنا، درختوں کا صلوٰۃ وسلام پڑھنا، اونٹوں کا دکھ درد سنانا، ستون حنانہ کا فراق میں رونا۔ وغیرہ وغیرہ

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد
ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد

(۳) مخصوص کمالات اور معجزات جو حضور پرنور شافع یوم النشور سرور کائنات باعث تخلیق کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات والا برکات کے لئے ہی مخصوص ہیں جو کسی دوسرے نبی یا رسول میں نہیں پائے جائیں دو قسم ہیں۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

(i) جس کا تعلق صرف آپ کے جسم اطہر سے ساتھ ہے آپ کے جسم اطہر میں ذرا سی بھی کثافت اور ظلمت نہ تھی۔ کیوں کہ آپ محض نور ہیں۔ اس لئے آپ کا سایہ نہیں تھا۔ اور نہ ہی آپ کے جسم پر کبھی بیٹھتی تھی۔

(ii) حضور پرنور ﷺ کو جبرائیل علیہ السلام کی خوشبو اُس کے دیکھنے سے پہلے ہی آجاتی تھی۔ اور وحی کے منتظر رہتے۔ اور وحی کے لئے تیار ہو جاتے تھے۔

(iii) آپ کے دندان مبارک میں ایسی چمک تھی کہ سیدہ طیبہ طاہرہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُس چمک کو اچھی طرح دیکھتی تھیں۔

(iv) آپ نزدیک دور سے ایک جیسا ہی سنتے تھے۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

(v) آپ کی آنکھیں سوتی تھیں۔ مگر دل بیدار رہتا تھا۔ اس لئے آپ سوئے ہوئے بھی اُسی طرح سنتے تھے جیسے جاگتے میں سنتے تھے۔

(vi) آپ کے بالوں مبارک سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

ان کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں
جس راہ چل دیئے ہیں کوچے بسا دیئے ہیں

(vii) آپ مختون (ختنہ کئے ہوئے) پیدا ہوئے تھے۔

(viii) آپ کی پشت انور پر مہر نبوت تھی جس پر **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** لکھا ہوا تھا۔

حجر اسود کعبہ جان و دل!
یعنی مہر نبوت پہ لاکھوں سلام

(ix) جس شب آپ نے جنوں کو وعظ شریف فرمایا۔ تو اس وقت سخت اندھیرا تھا۔ مگر واپسی کے وقت آپ نے اپنی چادر مبارک سینہ مبارک سے ہٹادی تو اندھیرا دور ہو گیا۔ اور چاندنی ہو گئی۔

بڑھ چلی تیری ضیاء اندھیرا عالم سے گھٹا
کھل گیا گیسو تیرا رحمت کا بادل گھر گیا

(x) ایک مرتبہ آپ کوہ ثبیر پر چڑھے۔ تو پہاڑ نے حرکت کی تو آپ نے پہاڑ کو ارشاد فرمایا کہ ٹھہر جا۔ تو اس نے عرض کی، کہ آپ کے قدموں کی ہیبت اور جلالت سے میں ہل رہا ہوں۔

(xi) ایک مرتبہ علی المرتضٰے شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی آنکھیں دکھتی تھیں۔ تو آپ نے اپنا لعاب مبارک آنکھوں میں ڈالا تو فوراً درست ہو گئیں۔ اور بینائی اتنی زیادہ ہو گئی کہ اندھیرے میں ایک میل تک ان کو دکھائی دینے لگا۔

(xii) آپ نے نبوت سے قبل اور بعد میں کبھی عبث فعل کی طرف رغبت نہیں فرمائی۔

(xiii) آپ نے جب رات کے وقت مکہ مشرفہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو دشمن آپ کو اذیت دینے کے لئے کھڑے تھے۔ تو آپ نے ان کی طرف کنکریاں پھینکی اور یہ پڑھا۔ **شاهت الوجوه فهم لا يبصرون** ○ پس خداوند کریم نے ان کو اندھا کر دیا۔ اور آپ ان کو نظر نہیں آتے تھے۔

(۲) مختلف قسم کے معجزات

(۱) چاند کو آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے دو ٹکڑے فرمایا۔ پھر اشارہ ہی سے جوڑ دیا۔

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے منکر دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

(۲) کوہ حرا سے ایک مرتبہ ایک پتھر کو اٹھا کر خانہ کعبہ تک لائے۔ تو وہاں اس پتھر نے **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھا۔ اور کہا کہ وہ شخص کس قدر سخت ہے۔ جو اس ہستی پر ایمان نہ لائے۔ اس کے بعد یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔ "**ثم قست قلوبكم من بعد ذلك**"۔

(۳) آپ سے ایک شخص نے اونٹ کے تنگ کرنے کی شکایت کی اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کی [illegible] کی۔ تو حضور اکرم ﷺ اونٹ کے پاس گئے تو وہ اونٹ اس وقت [illegible] تھا۔ اور اس نے [illegible] کا [illegible] تھا۔ اور تیز [illegible] کو ہلاک کرنے

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والا ہی تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے فرمایا۔ اے اونٹ تجھ کو کیا ہو گیا۔ تو اونٹ نے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھ کر عرض کی کہ یہ لوگ عشاء کی نماز نہیں پڑھتے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو ان پر مسلط فرمایا ہے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس برے فعل سے توبہ کرو۔ کیوں کہ یہ منافقین کی علامت ہے۔ تو ان لوگوں نے اس بُری عادت سے توبہ کی ؎

اپنے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جس کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

(۴) عتبہ بن ابولہب پر شاہ ابرار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب دعا فرمائی کہ: اے اللہ تعالیٰ تو اپنے کتوں میں سے کسی کتے کو اس پر مسلط فرما۔ تو ایک شیر نے آ کر عتبہ کو پھاڑ کر ہلاک کر دیا۔

(۵) رحمت دو عالم ﷺ نے جب اپنے چچا زاد حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے دُعا فرمائی:

اے اللہ کریم اس کو دین کا فقیہ بنا۔ تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اس دعا کی برکت سے سید المفسرین بن گئے تھے۔

وہ دعا جس کا جوبن بہار قبول
اس نسیم اجابت پہ لاکھوں سلام

انتباہ: سرور کون و مکان نبی غیب دان ﷺ کے فضائل و کمالات اور معجزات درج کئے گئے ہیں اس کی مثال سمندر سے ایک قطرہ ہے بلکہ اس سے بھی کم۔

ازالۂ وہم

جتنا معجزات اور کمالات حضور سرور عالم ﷺ کے بیان کیے جائیں اس سے نہ سمجھنا کہ بس آپ کے کمالات و فضائل مکمل بیان ہوئے یہ وہم و خیال اور جنون ہے کیونکہ عقیدہ صحیحہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کی جملہ مخلوق کی ہر شے کی انتہا ہے لیکن نبی پاک شہ لولاک ﷺ کی ذات اقدس کے کمالات اور فضائل و مناقب کی نہ حد معلوم ہے نہ انتہا کی خبر۔ سیرت نگاروں نے جو کچھ لکھا اور بیان کرنے والوں نے جو کچھ بیان کیا وہ

آپ کے اوصاف حمیدہ و اخلاق جمیلہ کے بحر ذخار اور سمندر بے کنار سے ایک قطرہ یا سمائے فضائل کے ستاروں سے ایک ستارہ ہیں

دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ماہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

قصہ ہائے یار دارد بس مقام
صد قیامت بگذر ایں ناتمام

حضرت شاہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نے آیۃ **قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی** الخ: کی تفسیر میں فرمایا کہ کلمات ربی سے رسول اکرم ﷺ کے اوصاف جمیلہ و کمالات عمیمہ مراد ہیں۔ (مدارج جلد اول) اس مسئلہ کی تشریح فقیر اویسی غفرلہ نے اپنے رسالہ "شہد سے میٹھا محمد نام" میں مختصراً لکھی ہے۔

نکتہ

سیدنا بایزید بسطامی قدس سرہ نے فرمایا جہاں تمام ایمانداروں کے مراتب کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے اولیاء کے مراتب کی ابتدا ہوتی ہے پھر جہاں سے اولیاء کے مراتب کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے شہداء کی ابتداء ہوتی ہے۔ جہاں شہداء کے مراتب کی انتہا ہوتی ہے وہاں صدیقوں کے مراتب کی ابتدا ہوتی ہے۔ جہاں صدیقین کے مراتب کی انتہا ہوتی ہے۔ وہاں انبیاء علیہم السلام کے مراتب کی ابتداء ہوتی ہے اور جہاں انبیاء علیہم السلام کے مراتب کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے حبیب خدا ﷺ کے مراتب کی ابتداء ہوتی ہے

خدا اور مصطفےٰ کی کنہ سے ادراک عاجز ہے
خدا کو مصطفےٰ اور مصطفےٰ کو بس خدا جانے

اسی لئے فرمایا گیا ہے۔

لایمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی، قصہ مختصر

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لطیفہ از حضرت بلال ﷺ

ایک یہودی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ تمہارے رسول ﷺ کے شان کمالات کی حد کہاں ختم ہوتی ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جواباً فرمایا کہ تیری نظروں میں دنیا محبوب ہے، پہلے تو اپنی محبوب دنیا کی حد بتا پھر میں اپنے محبوب ﷺ کے متعلق بتاؤں گا۔ یہودی نے کہا کہ مجھے یہ امکان کہاں کہ میں دنیا کی حد بیان کروں۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بیوقوف یہ دنیا جو متاع قلیل ہے اور جس کی قدر و منزلت اللہ کے نزدیک مکھی کے برابر بھی نہیں ہے جب تو اس کی حد بیان کرنے سے عاجز ہے تو بھلا وہ ذات ستودہ صفات جن کی خاطر کون و مکان، زمین و زمان، جن و انس جنت و نار، نشیب و فراز، چاند و سورج وغیرہ اللہ نے پیدا فرمائے اس کی شان کی حد کو بیان کرنے کی کس کو طاقت ہے؟ یہودی لاجواب ہوا۔ بہرحال ہمارے نبی پاک ﷺ کے فضائل و کمالات لامحدود ہیں۔

فائدہ :۔ آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اس باب میں ہم سابقہ انبیاء علیہم السلام کے فضائل کے بالمقابل اپنے نبی علیہ السلام کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں تاکہ قارئین کو معلوم ہو کہ آپ مجموعہ کمالات کے جامع ہیں۔ مثلاً انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کہا ہے:

یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔

ترجمہ: اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ کیا۔

اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو اتنے اونچے مقام پر پہنچایا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو اپنا خلیفہ فرمایا ہے۔ جیسا کہ مذکور ہے کہ آپ اپنے صحابہ میں تشریف فرما تھے اور دجال کا ذکر فرما رہے تھے کہ وہ ایسا ہے ویسا ہے۔ اس سے صحابہ کو خوف لاحق ہوا آپ نے فرمایا: تم مت اس سے ڈرو، اگر میں تم میں ہوا تو میں تمہارے لئے کافی ہوں گا اور اگر میں تم میں نہ ہوا تو اللہ تمہارے اوپر میرا خلیفہ ہے۔

اور یہ بھی آیا ہے کہ جب حضور ﷺ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے اوپر کسی کو خلیفہ بنائیں تو آپ نے فرمایا:

"میرے بعد خلیفہ اللہ ہے" [illegible]

فائدہ : یہ تقریر تصوف کے بہت بڑے باکمال بزرگ مصنف التصرف کی ہے [illegible]

ازالۂ وہم [illegible]

یہاں خلیفہ بمعنی نائب ہے اور خلیفہ بمعنی کارساز اور جملہ امور کی کفالت کنندہ بھی۔ [illegible]

نائب خدا [illegible]

ہاں حضور سرورِ عالم ﷺ خدا تعالیٰ کے علی الاطلاق نائب ہیں یہاں تک کہ جملہ انبیاء علیہم السلام آپ کی نیابت میں اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ (فتوحات مکیہ)

مثلاً اگر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو یہ بزرگی عطا کی ہے کہ وہ اپنی قوم کو لے کر دریا سے گذر گئے اور پانی نے ان کو ضرر نہ پہنچایا تو مصطفےٰ ﷺ کی شان کمال یہ ہے کہ قیامت کے دن آپ کے امتی اور غلام دوزخ کی آگ کے اوپر سے گذریں گے تو ان کا دامن جو پسینہ سے گیلا ہوگا وہ تک خشک نہ ہوگا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا: "میری امت کا ایک طائفہ صراط پر اس حال میں گذرے گا کہ ان کے کپڑے پسینہ سے تر ہوں گے۔

(۲) اگر موسیٰ علیہ السلام کے عصا میں جادوگروں کے عصا اور ان کی رسیاں نابود ہوگئیں تو شان مصطفےٰ ﷺ یہ ہے کہ قیامت کے دن گنہگاران اُمت کے بے حد و حساب گناہ آپ کی شفاعت میں نابود ہو جائیں گے۔

(۳) موسیٰ علیہ السلام نے عمر میں حق تعالیٰ کے ساتھ دو بار کلام کیا ہے تو حضور ﷺ کی شان ملاحظہ کیجئے کہ آپ کو رات دن میں پانچ بار حق تعالیٰ کے ساتھ مناجات کا شرف حاصل رہا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے لئے مناجات کی جگہ مخصوص تھی مگر اُس کے مقابل حضور پُر نور ﷺ کے لئے مخصوص کلام کے لئے شب معراج لامکان پہ بلایا وغیرہ وغیرہ۔ تو اس معنی پر اصل اور حقیقی خلیفۂ الٰہی تو ہوئے ہمارے حضور نبی پاک ﷺ اور دوسرے انبیاء علیہم السلام آپ کے نائب اور خلیفہ ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ **ان اکرم خلیفۃ اللہ علی اللہ ابوالقاسم** ﷺ (رواہ البیہقی خصائص کبریٰ صفحہ ۱۹۵ جلد ۱)

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے خلیفہ نبی پاک ﷺ ہیں۔

تنہاداری

فقیر کی یہ تصنیف نبی پاک ﷺ کے جمیع صفات کا مجموعہ تو نہیں لیکن بفضلہٖ تعالیٰ بہت صفات کاملہ کا ذکر آ گیا ہے بالخصوص حضرات انبیاء علیہم السلام کے فضائل وکمالات کے بالمقابل صفات اور فضائل وکمالات اکثر کا بیان ہے۔ اس میں پہلے علامہ محی الدین محمد یحییٰ بن موسیٰ حلبی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ سے لیا گیا مضمون ہوگا اس کے بعد حضرت علامہ سید محمد محمود رضوی مرحوم کی جامع الصفات کی تلخیص مع اضافات فقیر اویسی غفرلہٗ ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ فقیر کی یہ کاوش قبول فرمائے۔ فقیر کے لئے زادِ راہ آخرت اور ناشرین کے کاروبار میں برکت اور مستفیدین کے لئے توشہ ہدایت بنائے۔ (آمین)

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ

۱۹ جمادی الثانی ۱۳۹۵ھ

﴿حضرت آدم علیہ السلام اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم﴾

آدم علیہ السلام

مولانا حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سیدنا ابوالبشر آدم علیہ السلام کے تین معجزات مشہور تھے۔

1) آیت: **فازلھما الشیطان عنھا فاخرجھما مما کان فیه وقلنا اھبطوا بعضکم لبعض عدو ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین ٥**

ترجمہ: جب شیطان نے حضرت آدم اور حوا علیہما السلام کو لغزش دی اور جہاں رہتے تھے وہاں سے انہیں الگ کر دیا۔ اور فرمایا نیچے اترو آپس میں ایک تمہارا دوسرے کا دشمن ہے۔ اور تمہیں ایک وقت تک زمین میں ٹھہرنا اور برتنا ہے۔ لکھ کر مندرجہ ذیل معجزہ تحریر فرمایا۔

۱) معجزہ

اس ارشاد الٰہی کے بعد سیدنا آدم علیہ السلام ہندوستان میں سراندیپ پہاڑ پر اترے اور جدہ میں حضرت حوا (رضی اللہ عنہا)۔ بعد ازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو چند کلمات القا ہوئے جن کے پڑھنے سے ان کی لغزش خدا تعالیٰ نے معاف فرمائی۔ پھر حضرت حوا سے ملاقات کرنے کا حضرت آدم علیہ السلام کو شوق پیدا ہوا تو رب کریم کی بارگاہ میں ان سے ملاقات کرنے کی دعا عرض کی تو اسی وقت زمین سمندر، پہاڑ ان کے درمیان سے غائب ہو گئے۔ یہاں تک حضرت آدم علیہ السلام نے حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو دیکھ لیا اور دونوں ایک ہی جگہ اکٹھے ہو گئے۔

علم غیب

یہ معجزہ علم غیب پر مشتمل ہے۔ نبی پاک ﷺ کے علم غیب پر مشتمل معجزات کا نہ شمار ہے اور نہ حساب۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبی پاک ﷺ معجزات

ہمارے نبی پاک صاحب لولاک ﷺ کی خاطر بھی زمین اور پہاڑ اٹھا دیئے گئے۔ جس کی تصدیق نبی ﷺ کے اس فرمان سے ہوتی ہے کہ مجھے مشرق سے مغرب تک سب کچھ نظر آتا ہے اور زم چھڑ لی سب کچھ میں دیکھتا ہوں۔ جہاں تک مجھے نظر آتا ہے وہاں تک میری امت کی بادشاہت پہنچے گی کیوں کہ میرے سامنے زمین اٹھا دی گئی تھی۔

علمِ غیب

نبی پاک ﷺ کے اس دعوائے علم غیب کا انکار سب سے پہلے منافقین نے کیا چنانچہ فتح مکہ کے وقت سید انبیاء ﷺ نے اپنی امت کو ملک فارس و روم کی سلطنت کا وعدہ دیا تو یہود و منافقین نے اس کو بہت بعید سمجھا اور کہنے لگے کہاں محمد مصطفےٰ ﷺ اور کہاں فارس و روم کے ملک، وہ بڑے زبردست اور نہایت محفوظ ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: "**قل اللهم مالك الملك توتي الملك**" اور آخر کار حضور کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہا اور اسے دنیا نے دیکھا اور آج تک فارس و روم کی سلطنتیں مسلمانوں کے پاس ہیں۔

(۲) معجزہ آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ درندے کلام کرتے تھے۔ جب حضرت آدم علیہ السلام حضرت حوا رضی اللہ عنہا کے ساتھ ہابیل کو تلاش کر رہے تھے۔ تو ایک ایسی قوم کے پاس سے گزرے جنہوں نے آپ سے درندوں کی شکایت کی۔ آپ نے [illegible] کرنے کا حکم فرمایا۔ [illegible] درندوں نے جواب عرض کیا کہ ان میں دو [illegible] خشکی اور [illegible] ان عادتوں کی وجہ سے ہم ان کو ستاتے ہیں۔

فائدہ: علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ بالا معجزہ آدم علیہ السلام لکھ کر اس کے بالمقابل نبی پاک ﷺ کا معجزہ ذیل بیان فرمایا۔ [illegible]بیہ جلد

(۲) معجزہ مصطفیٰ ﷺ

سید الانبیاء جناب محمد مصطفےٰ ﷺ سے بھی درندوں نے کلام کیا۔ انصار کے کتے سے جب حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے دو صحابیوں کو تو نے کیوں تنگ کیا۔

تو کتے نے عرض کی کہ یہ دونوں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے بغض رکھتے تھے۔ اور دونوں پر اللہ کریم نے مجھے مسلط فرمایا ہے۔ چنانچہ جب شیخین کریمین رضی اللہ عنہما سے ان دونوں آدمیوں نے بغض چھوڑ دیا اور خلوص دل سے تائب ہو گئے۔ تو اس کتے نے نبی اکرم ﷺ کے فرمان پر ان کو ستانا چھوڑ دیا۔ پھر سرور کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دشمنان شیخین سے یہ کتا بھی بہتر ہے۔

فائدہ: گستاخ اور بے ادب، جانوروں سے بدتر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان

شر الدواب عند الله الصم البكم الذين لا يعقلون○

ترجمہ: بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جو بہرے گونگے ہیں جن کو عقل نہیں۔

یہی وجہ ہے جب نوح علیہ السلام نے کشتی تیار فرمائی اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ اس میں جو دو دو (اس میں کتے وغیرہ بھی شامل تھے) کو بٹھاؤ لیکن کافروں کو نہ بٹھاؤ۔ حضور نبی پاک ﷺ نے آنے والی نسلوں سے اپنے بے ادب اور گستاخ لوگوں کی نشانیاں بتا کر فرمایا "**هم شر الخلق والخليقة**" وہ تمام مخلوق سے بھی بدتر ہیں یاد رہے کہ الخلق سے انسانی مخلوق اور الخلیقہ سے جانور، چرند، پرند اور درندے مراد ہیں۔ اور واقعی گستاخ نبوت ہو یا گستاخ صحابہ و اہل بیت یا گستاخ اولیاء و علماء ہو یہ جانوروں سے بھی زیادہ شریر واقع ہوئے ہیں جیسا کہ سابقہ صدیوں میں پہلے بھی ہوا لیکن ہم نے اپنے دور کے گستاخوں کو آنکھوں سے دیکھا کہ یہ کیسے رذیل ترین ہیں کہ کلاشنکوف اور دیگر اسلحہ سے کس طرح بے دردی سے مسلمانوں کو قتل کرتے پھرتے ہیں۔

(۳) معجزہ آدم علیہ السلام

جب قوم آدم علیہ السلام پانی کی قلت کی وجہ سے تنگ آگئی تو آپ جبل نبی پہاڑ پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی تب حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ علیہ السلام اپنے پروردگار کے حکم سے اپنا ہاتھ مبارک پہاڑ پر رکھیے۔ جب آپ نے اپنا ہاتھ مبارک رکھا تو فی الفور اس جگہ سے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔

معجزہ مصطفیٰ ﷺ

مدنی تاجدار محمد رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل امین علیہ السلام کے اشارہ کے

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مطابق مٹی پر اپنا دستِ مبارک رکھا تھا۔ تو خداوند کریم کے حکم سے وہاں سے پانی جاری ہو گیا تھا۔

تفصیل

حضرت سید المفسرین سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے جھگڑے اور ان کا امتحان لینے کے لئے چالیس آدمی مدینہ منورہ سے آئے جب آپ کے پاس حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا حضرت آدم علیہ السلام آپ سے افضل ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم غلط کہہ رہے ہو۔ بلکہ ان سے میں افضل ہوں۔ اس پر تورات سے دلیل مانگی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو بلا کر۔ اور تورات سے فیصلہ کر لو۔ جب عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو نبی پاک ﷺ نے ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ کیا تم آدم علیہ السلام کو مجھ سے افضل کہتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہاں! آپ نے فرمایا۔ دلیل پیش کرو۔ تو انہوں نے کہا حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ کریم نے اپنے یدِ قدرت سے پیدا فرمایا۔ اور اپنی روح پھونکی اور ان کو آپ کا اور تمام انسانوں کا بھی باپ بنایا۔ اس دلیل کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک حضرت آدم علیہ السلام میرے باپ ہیں۔ لیکن چند چیزیں اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی عطا فرمائی ہیں جو حضرت آدم علیہ السلام کو عطا نہیں ہوئیں۔ (i) میرے ہاتھ میں میرا شیطان ایمان لایا۔ (ii) میری ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن میرے دین پر معین اور مددگار ہیں۔ لیکن حضرت آدم علیہ السلام کا شیطان کافر ہی رہا۔ اور آپ کے دستِ راست پر ایمان نہ لایا۔ آپ کی زوجہ نے لغزش پر آپ کی معاونت کی۔ (iii) روزانہ پانچ بار پکارنے والا (مؤذن) مشرق سے مغرب تک **اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ۔ اشھد ان محمد رسول اللّٰہ** پکارتا ہے۔ یہ نہیں پکارتا کہ **اشھدان ادم رسول اللہ**۔ (vi) حمد الٰہی کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہے۔ نہ آدم علیہ السلام کے ہاتھ میں۔[1]

---

[1] امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے فرمایا:

جس کے زیر لوا آدم و من سوا
اس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام

فائدہ: یہ دلائل سن کر سب لوگ ششدر رہ گئے اور نبی پاک ﷺ کی تصدیق کی اور اقرار کرنے لگے کہ تورات میں بھی یہی ہے۔ اس کی تائید مزید اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے۔ تو میں اس وقت بھی نبی تھا۔ اور وہب بن منبہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جان لو حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال پہلے اللہ کریم نے نورِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا۔ پھر آپ کا نور سلطنتِ خداوندی میں پھرتا رہا۔ پھر عرشِ معلیٰ کے نیچے جا کر خدا کی بارگاہ میں سجدہ کرتا رہا۔ بعد ازیں اللہ کریم نے نورِ محمدی کو تین حصوں میں منقسم فرما کر ایک حصہ عرش میں اور ایک کرسی اور ایک حضرت آدم علیہ السلام میں رکھا۔ اور جو حصہ حضرت آدم علیہ السلام میں رکھا۔ اس کے پھر چار حصے کئے۔ ایک دل میں جو معرفت کا مخزن ہے۔ اور ایک دماغ میں جو عقل کا مخزن ہے۔ اور ایک آنکھ میں جو اللہ کریم کی رؤیت کا مخزن ہے۔ تاکہ جملہ مخلوق نورِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم سے ہی دیکھے۔[1]

فائدہ: اس روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ **اول ماخلق اللہ من نوری**۔ یعنی سب سے پہلے اللہ کریم نے جو شے پیدا فرمائی وہ میرا نور ہے۔ لیکن یہ روایت اس روایت کے معارض ہے۔ **اول ماخلق اللہ العقل**۔ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو شے پیدا فرمائی وہ عقل ہے۔ اور یہ دونوں روایات اس روایت کے معارض ہیں۔ **اول ماخلق اللہ القلم**۔ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو شے پیدا کی وہ قلم ہے۔ تو اگر ان تمام احادیث شریفہ میں لفظ اول کے معنی حقیقی صرف ایک حدیث میں لئے جائیں۔ اور دوسری حدیث میں مجازی کے لئے جائیں۔ جیسا کہ محدثین کرام علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں۔ یا اس طرح کہا جائے کہ جب تک ان تینوں چیزوں کو اللہ کریم پیدا نہ فرما چکا۔ اس وقت تک اول کا اختتام نہ ہوا جیسے معقولی (منطقی) حضرات بیان فرماتے ہیں۔

---

[1] کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا۔

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمد کا نور ہے

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو مطابقت اور موافقت بہت ہی مناسب ہوتا اگر ہر ایک کے اندر اول سے حقیقی سجدے کے معنے مراد لئے جائیں تو

پھر تطبیق حسن کلام سے

حضرت عارف جامی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا کہ

صلے اللہ علی نور کزو شد نورہا پیدا
زمین در حب او ساکن فلک در عشق او شیدا

کمالاتِ آدم وسید ولد آدم ﷺ

سیدنا آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے چند کمالات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائے ہیں منجملہ ان کے انکا مسجود ملائکہ ہونا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں "فسجد الملائکۃ کلھم" تمام ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ لیکن حضور سرورِ عالم ﷺ نے غیر اللہ کو سجدہ کرنے سے منع فرمایا ورنہ آپ کو سجدہ کرنے کے لئے سب اہلِ ایمان کا جی چاہتا ہے چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیانات ملاحظہ ہوں۔

امام ابو نعیم ثعلبہ بن مالک سے راوی کہ ایک اونٹ نے جب بارگاہِ نبوی ﷺ میں سجدہ کیا تو صحابہ کرام نے بارگاہِ نبوت میں عرض کی: نحن احق ان نسجد للنبی ﷺ (خصائص جلد ۲ صفحہ ۵۲)

حضور جب جانور سجدہ کرتے ہیں تو ہم زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کو سجدہ کریں۔

اس حدیث سے روشن ہے کہ صحابہ کرام حکم نبوی کی تعمیل میں پیشانیاں تو نہ جھکاتے تھے مگر قلوبِ صحابہ حضور ﷺ کے لئے جھکے ہوئے تھے

سر بر سجدے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

بلکہ جس طرح تمام مسلمان کعبہ کی طرف سجدہ کرتے ہیں۔ کعبہ جہتِ سجدہ ہوتا ہے اور سجدہ خدا کو ہوتا ہے۔ اسی طرح عرفائے کرام حقیقتِ محمدیہ کو سجدہ کرتے ہیں جہتِ سجدہ آپ ہوتے ہیں اور سجدہ خدا کو ہوتا ہے۔ یعنی

پوجا ہے ہم نے تجھ کو محرابِ بے خودی میں
سو حسن آ گئے ہیں آدابِ بندگی میں

سجدہ کیسے ہوا؟

سیدنا آدم علیہ السلام کی یہ تعظیم و تکریم کس لئے ہوئی اور آپ کو یہ فضل و شرف کیوں حاصل ہوا۔ تمام فرشتوں حتیٰ کہ ملکوتیوں کے شہنشاہ جبرئیل امین نے بھی اپنی جبین نیاز جھکا دی۔ اس کے متعلق امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ان الملئکۃ امروا بالسجود لآدم لاجل نور محمد ﷺ
(تفسیر کبیر جلد ۲ صفحہ ۲۱۳)

ترجمہ: سیدنا آدم علیہ السلام کے لئے ملائکہ کو سجدہ کا حکم اس لئے ہوا کہ ان کی پیشانی میں نورِ محمدی تھا۔

حضرت امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں

کان ﷺ ھو المقصود من خلق آدم علیہ السلام وفی انہ لم یکن سجود الملائکۃ الا لنور محمد ﷺ

تخلیق آدم سے مقصود حضور ﷺ ہیں اس لئے یہ سجدہ حقیقت میں نورِ مصطفےٰ ﷺ کو تھا۔ (افضل القریٰ صفحہ ۳۳)

یعنی جب نورِ نبوی کو زمین و آسمان پر پیش کیا گیا تو کسی نے بھی اس کے تحمل کی جرأت نہ کی تو انسانِ کامل نے اس امانت کے بار کو اٹھایا جس کی طرف یہ آیہ کریمہ مشعر ہے کہ

انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض والجبال فابین ان یحملنھا (قرآن حکیم)

ہم نے نورِ نبوی کو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا تو وہ اس امانت کے بار کے تحمل سے ڈر گئے

تو یہ نور محفوظ رہا یہاں تک کہ سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا۔ اس وقت رب العزت نے اس نور کی تعظیم و توقیر کے لئے قدسیوں کو سجدہ کا حکم دیا تو نوری جبینیں سجدہ کے لئے جھک گئیں اور یہ سجدہ حقیقتاً نورِ مصطفےٰ ﷺ کو ادا کیا گیا۔ آدم علیہ السلام کو ہوا۔ جہتِ سجدہ آدم علیہ السلام ہے اور سجدہ نورِ نبوی کو ہوا۔ لہٰذا

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حقیقت میں مسجود ملائکہ حضور ہی ہیں۔ ثابت ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ ہوا تو حضور علیہ السلام کے صدقے۔

آدم علیہ السلام سے بڑھ کر

آدم علیہ السلام کو سجدہ ایک وقت تک محدود رہا لیکن نبی علیہ السلام کو دائمی طور پر یہ اعزاز ملا کہ درود وسلام اللہ تعالیٰ وملائکہ واہل ایمان سے دائمی ہے۔

آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں ہے:

قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا

ترجمہ: ہم نے ملائکہ سے فرمایا: آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو انہوں نے سجدہ کیا۔

اس آیت میں آدم علیہ السلام کی فضیلت کا نمایاں بیان ہے کہ آپ مسجود ملائکہ ہوئے ہیں لیکن اسجدوا امر کا صیغہ ہے۔ تکرار کا مقتضی نہیں ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو سجود ملائکہ سے جو شرف حاصل ہوا تھا۔ وہ مستمر نہ تھا۔ ایک وقت اور ایک آنِ واحد کے لئے تھا۔

نبی پاک ﷺ پر درود کے ورد کو دوام واستمرار ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی** ۔(قرآن حکیم)

ترجمہ: اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔

فائدہ: اس آیت میں ہمارے حضور کی شانِ رفیع اور منصب عالی کا بیان ہے کہ آپ پر اللہ، اس کے ملائکہ اور مومنین درود بھیجتے ہیں۔ لفظ یصلون دوام واستمرار چاہتا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور کا ہر فضل مستمر ہے اور صلوٰۃ برنبی ملائکہ کا اشغال دائمی ہے۔ نیز رب العالمین نے صلوات کو اپنی ذاتِ قدسی سے نسبت دی ہے اور حضور کے فضل وشرف کے اظہار میں رب العالمین نے اپنی ہستی کو شریک فرمالیا۔ اس لئے حضور کی شان بلند کی رفعت اور بھی برتر ہو جاتی ہے اور یہ امر ظاہر ہو جاتا ہے کہ جو فضیلت ہمارے حضور کو صلوٰۃ سے حاصل ہوئی تھی۔ اور صلوٰۃ کا مرتبہ سجود سے بہت تفوق اور برتری رکھتا ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی اسی مضمون کو خصائص کبریٰ میں یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

ان ذالک وقع وانقطع وتشریفہ ﷺ بالصلوٰۃ مستمرا ابدا وثانیا ان ذالک حصل من الملائکۃ وتشریفہ حصل من اللہ والملائکۃ والمؤمنون۔

ترجمہ: حضرت آدم کو جو سجدہ ہوا وہ منقطع ہو گیا اور حضور کی تشریف بالصلوٰۃ دائمی ہے۔ حضرت آدم کو سجدہ صرف ملائکہ نے کیا۔ اور حضور کے فضل وشرف کے اظہار میں خود خالق کائنات شریک ہے۔

﴿علم آدم وعلم سید ولد آدم ﷺ﴾

حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی علمی وسعت قرآن مجید اور تفاسیر میں بہت کچھ بیان کی گئی ہے۔

آدم علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں ارشاد ہوتا ہے کہ: **علم آدم الاسماء کلھا**۔ ہم نے آدم کو جمیع اشیاء کا علم عطا فرمایا۔

اسی آیت میں حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر بطور شاگرد ربانی کے فرمایا گیا ہے۔ جس سے آپ کی یہ فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ جس نفسِ قدسی کی تعلیم خود علام الغیوب نے فرمائی ہو ان کا علم وفضل کتنا بلند ہوگا؟

سرور عالم ﷺ

حضور اکرم ﷺ کی شان میں بھی لفظ علم وارد ہوا ہے اور آپ کو بھی تلمیذ رب العالمین ہونے کا شرف حاصل ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔

ترجمہ: محبوب جو تم نہ جانتے تھے ہم نے تم کو سکھایا اور تم پر خدا کا بڑا فضل ہے۔

قرآن حکیم سے ثابت ہے کہ نبی علیہ السلام نہ لکھنا جانتے تھے اور نہ پڑھنا۔ لفظ علمک یہ بتا رہا ہے کہ آدم علیہ السلام کو صرف اسماء کی تعلیم ہوئی تھی اور حضور کو اسم ومسمیٰ دونوں کی دی گئی ہے۔ اور آپ کو امی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی تعلیم خطیرۂ قدس

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں تکمیل کو پہنچی ہے اور آپ ﷺ نے کسی کے آگے زانوئے ادب تہہ نہیں فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب رب العالمین نے حضور ﷺ کو اپنے تلمذ میں لے لیا تو آپ نے جہاں علوم و معارف کے دفتر کھول دیئے

جو فلسفیوں سے حل نہ ہو سکا اور نکتہ وروں سے حل نہ ہوا
وہ راز اک کملی والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

(جامع الصفات)

اس کی مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی تصنیف "پڑھا لکھا نبی ﷺ" میں پڑھیے۔

نبی پاک ﷺ استاذ الکل

آدم علیہ السلام کی علمی وسعت سبحان اللہ لیکن ہیں تو وہ بھی حضور ﷺ کے شاگرد۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

يعلمهم الكتاب والحكمة ويعلمكم مالم تكونوا تعلمون۔

ترجمہ: یہ نبی تمہیں کتاب و حکمت سکھاتے ہیں اور ان علوم کی تعلیم دیتے ہیں جو تم نہیں جانتے تھے۔

فائدہ: اس آیت میں حضور ﷺ کا ذکر بطور استاذ عالم کے فرمایا گیا ہے یعنی ہمارے نبی شاگرد رب العالمین اور استاذ عالم ہیں۔ کتاب سے مراد شرائع الٰہیہ ہیں اور لفظ حکمت میں تمام علوم و فنون داخل ہیں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ استاذ ہر علم و فن ہیں

امی دقیقہ داں عالم
بے سایہ سائبان عالم

نسیان آدم علیہ السلام

آدم علیہ السلام کی علمی وسعت کے ساتھ ان کا نسیان بھی ظاہر کیا گیا ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

ولقد عهدنا الى ادم من قبل فنسى۔

ترجمہ: ہم نے آدم سے پہلے عہد لیا تھا۔ مگر وہ بھول گئے۔

فائدہ: اس آیت میں جہاں حضرت آدم علیہ السلام کے علم میں نسیان کا ثبوت ہوتا ہے۔ وہاں ان کی حمایت اور آپ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے سے بھی روکا جا رہا ہے۔ اور فرمایا جا رہا ہے کہ ہم نے جو عہد آدم علیہ السلام سے لیا تھا اس کا خلاف تمرد و سرکشی اور بغاوت پر مبنی نہ تھا بلکہ ان سے فعل کا صدور جو ہوا نسیان ہوا تھا لہٰذا اب کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ آپ کی شان میں کوئی غیر مناسب جملہ کہے۔

نسیان نبی پاک ﷺ

حضور ﷺ کا علم نسیان سے پاک ہے چنانچہ حضور سرور عالم ﷺ کی شان میں ارشاد ہوتا ہے۔

سنقرئك فلا تنسى۔

ترجمہ: محبوب ہم تم کو پڑھاتے رہیں گے اور تم کو نسیان نہ ہوگا۔

فائدہ: آیت مذکورہ سے ظاہر ہوا تھا کہ آدم علیہ السلام کے علم میں نسیان موجود تھا۔ اور یہ ظاہر ہے کہ نسیان عوارض بشریت سے ہے۔ لیکن حضور ﷺ کے متعلق یہ اعلان ہو رہا ہے کہ میرے محبوب کا علم نسیان سے پاک ہے۔ اور عوارض بشریت کو رسالت نبویہ سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

انتباہ: بعض لوگوں نے حضور ﷺ کے لئے نسیان ثابت کرنے کی کوشش کی ہے وہ خطا پر ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "**این النسیان فی النبی آخر الزمان**" اور "**النسیان فی الانسان**"۔

سوال

آیت بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ علم نبی ﷺ نسیان سے پاک ہے مگر احادیث صحیحہ میں آپ کے فعل میں سہو کا ذکر آیا ہے۔ چنانچہ حدیث ذوالیدین سے حضور ﷺ کا دو رکعت پر سلام پھیرنا۔ اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آپ کا ظہر کی پانچ رکعتیں پڑھ جانا مذکور ہے۔

جواب

آیت و حدیث متعارض نہیں ہیں کیونکہ نسیان کا تعلق علم سے ہے۔ اور سہو کا تعلق فعل سے ہے۔ لہٰذا حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ فعل نبوی میں سہو واقع ہوا علم میں

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نہیں۔ بلکہ حضور کے افعال بھی سہو سے پاک ہیں اور نماز میں جو سہو ہوا اس کے متعلق شراح احادیث فرماتے ہیں۔ یہ تعلیم امت کے لئے تھا۔ (جامع الصفات)
اسکی مزید تحقیق کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "النسیان فی الانسان"۔

﴿علم آدم کی وسعت﴾

جمہور مفسرین آیہ علم آدم الاسماء کی تفسیر میں فرماتے ہیں: **علمه جمیع اسماء المسمیات بکل اللغات**۔ (کبیر)

ترجمہ: اللہ نے آدم علیہ السلام کو تمام مسمیات کے اسماء ہر لغت اور ہر زبان میں سکھائے۔

اور ہر قسم کی صنعت و حرفت، ماکولات و مشروبات، حیوانات و جمادات، نباتات و معدنیات، فلکیات و عنصریات اور آپ کی قیامت تک پیدا ہونے والی اولاد و شہر و قری بستیاں نعیم جنت غرض کہ دنیا کی ہر چیز کے نام سکھائے اور نہ صرف اسماء کی تعلیم ہوئی بلکہ ان اشیاء کے بنانے کا طریقہ و استعمال بھی تعلیم فرمایا۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ آپ سات لاکھ زبانیں اور ایک سو پیشوں میں ماہر تھے۔ (خازن، کبیر، روح البیان)

فائدہ: اس تشریح سے سیدنا آدم علیہ السلام کے علم کی وسعت معلوم ہو جاتی ہے کہ اللہ نے آپ کو وسیع و کثیر علم عطا فرمایا۔ لیکن حضور سید المرسلین ﷺ کے علم پاک کی وسعت و کثرت کون بیان کر سکتا ہے۔ خود رب العزت فرماتا ہے: **علمك مالم تكن تعلم**۔ محبوب جو تم نہ جانتے تھے ہم نے تم کو سکھا دیا۔

اس آیت میں ہمارے حضور کے اس علم و فضل کا اعلان ہے جس کی وسعت و کثرت کا بیان ناممکن ہے ہاں یوں سمجھ لیجئے کہ آیتِ بالا میں **لفظ ما** عام ہے جس کے عموم و اطلاق میں علم آدم بھی داخل ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام کا یہ وسیع و کثیر علم حضور کے بحر علم کا ایک قطرہ اور آپ کے دفتر معلومات کی ایک سطر ہے۔ اور کیوں نہ ہو حضور کا علم تو اتنا وسیع ہے کہ لوح و قلم کا علم حضور کے علم کا ایک ٹکڑا بن گیا ہے۔ اور عالم غیب و شہادت حضور کے سینہ بے کینہ کی وسعت میں سما گئے ہیں۔ علامہ بوصیری فرماتے ہیں۔

فان من جودک الدنیا وضرتها
ومن علومک علم اللوح والقلم

حضور دنیا و آخرت آپ کے جود و کرم سے ہے اور علم لوح و قلم آپ کی معلومات کا ایک جزو ہے۔

خیر یہاں ہمیں آپ کے علم پاک کی وسعت کو بیان کرنا مقصود نہیں ہے اور نہ وہ بیان ہی ہو سکتا ہے اس وقت ہم آپ کی توجہ مندرجہ ذیل حدیث کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔

دیلمی مسند الفردوس میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے راوی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میرے لئے پانی اور مٹی کے درمیان پیش کی گئی۔
وعلمت الاسماء كلها كما علم ادم الاسماء كلها۔ (مواہب جلد ا صفحہ ۳۱۰)
ترجمہ: اور میں نے بھی حضرت آدم کی طرح جمیع اشیاء کے نام جان لئے۔

فائدہ: آیت و حدیث بالا سے بخوبی ظاہر ہو جاتا ہے کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کو اسماء کی تعلیم ہوئی تھی تو ہمارے حضور کو بھی ہر شئے کے نام ہر لغت اور ہر زبان میں تعلیم ہوئے اور آپ آدم علیہ السلام کی اس صفت علم کے بھی جامع ہیں۔

نبی پاک ﷺ کا صدقہ﴾

حضرت آدم علیہ السلام کی یہ وسعت علمی حضور نبی پاک ﷺ کا صدقہ ہے چنانچہ حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: و تعلیم کرد حق تعالیٰ برکت ایں نور آدم را اسمائے جمیع مخلوقات وامر کرد ملائکہ را بسجود وے۔

چونکہ نور نبوی پیشانی آدم میں جلوہ گر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی نور کے سبب آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے نام بتائے اور فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا۔

فائدہ: اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ نور مصطفےٰ ﷺ ہی تھا جس کے سبب سے آدم علیہ السلام عالم اسماء ہوئے۔ جس کے نور کے سبب سے آدم علیہ السلام عالم اسماء ہوئے اس کے علم کے مقابل آدم علیہ السلام کا علم قطرہ نہ ہوگا۔ تو کیا ہوگا کسی نے کیا خوب فرمایا

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نسبت آدم با چوں نسبت مصدر بفعل
فہم ایک بفعل از نحوی پرس ایں نکتہ را

ترجمہ: آدم علیہ السلام کو نبی پاک ﷺ سے وہی نسبت ہے جو فعل کو مصدر سے ہے میں نے مجملاً کہا ہے اس کی تفصیل کسی محقق نحوی سے پوچھ لو۔

یعنی جیسے فعل مصدر سے مشتق ہوا ہے یونہی حضرت آدم علیہ السلام نبی پاک ﷺ کے نور سے پیدا ہوئے۔ اسی لئے جب آدم علیہ السلام اپنے زمانہ میں حضور نبی پاک ﷺ کو پکارتے تو کہتے **یا ابا ی معنی وابنی ظاهراً**
اے معناً میرے والد اور ظاہراً میرے بیٹے۔

کلمات برآدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام

قرآن مجید میں حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں ارشاد ہے: **فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه ؕ**

ترجمہ: آدم نے رب کی طرف سے چند کلمات پائے تو ان کی توبہ قبول ہوئی۔

اس آیت سے ظاہر ہے کہ اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو وحی سے مشرف فرمایا اور فعل ناخوش آئندہ کے اثر سے آپ کو پاک ٹھہرایا۔ اور ان کلمات کو نازل فرمایا۔ جن کے سبب ان کی توبہ قبول ہوئی۔

کلمات مصطفیٰ ﷺ

حضور ﷺ کے احوال میں بھی کلمات کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ زمانہ رسالت کے برکات و حسنات کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

یمح اللہ الباطل ویحق الحق بکلمته۔

ترجمہ: اللہ ان کلمات کے ذریعہ باطل کو مٹائے گا اور حق کو روشن فرمائے گا۔

فائدہ: اس آیت میں ان کلمات کا ذکر ہے۔ جو حضور اکرم ﷺ کو مرحمت ہوئے ہیں اور ان کلمات کی تاثیر و فیض کا بھی ذکر ہے جو امت نبویہ کو ان سے حاصل ہونے والے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کلمات سے حق کا بول بالا اور باطل کا منہ کالا فرمائے گا اور امت محمدیہ علیہ التحیۃ والثناء کی توبہ قبول ہوگی۔

نبی پاک ﷺ کے صدقے

بلکہ حضرت آدم علیہ السلام پر نبی پاک کا عظیم احسان کہ آپ کے صدقے ان کی توبہ قبول ہوئی اس لئے کہ آدم علیہ السلام نے زمین پر آنے کے بعد تین سو برس تک حیاء سے آسمان کی طرف سر نہ اُٹھایا اگرچہ حضرت داؤد علیہ السلام کثیر البکاء تھے آپ کے آنسو تمام زمین والوں کے آنسوؤں سے زیادہ ہیں مگر حضرت آدم علیہ السلام اس قدر روئے کہ آپ کے آنسو داؤد علیہ السلام اور تمام اہل زمین کے آنسوؤں کے مجموعہ سے بڑھ گئے۔ (خازن)

طبرانی و حاکم و ابو نعیم و بیہقی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی کہ جب حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب ہوا تو آپ فکر توبہ میں حیران تھے اس پریشانی کے عالم میں یاد آیا کہ وقت پیدائش میں نے سر اُٹھا کر دیکھا تھا کہ عرش پر لکھا ہے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** میں سمجھا تھا کہ بارگاہ الٰہی میں وہ رتبہ کسی کو میسر نہیں جو محمد مصطفیٰ ﷺ کو حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام اپنے نام اقدس کے ساتھ عرش پر مکتوب فرمایا لہٰذا آپ نے اپنی دعا میں **ربنا ظلمنا** الآیہ کے ساتھ یہ عرض کیا "**اسئلک بحق محمد ان تغفرلی**" ابن منذر کی روایت میں یہ کلمے ہیں "**اللھم انی اسئلک بجاہ محمد عبدک وکرامته علیک وان تغفرلی خطیئتی**" یعنی یارب میں تجھ سے تیرے بندہ خاص محمد مصطفیٰ ﷺ کے جاہ و مرتبت کے طفیل میں اور اس کرامت کے صدقہ میں جو انہیں تیرے دربار میں حاصل ہے مغفرت چاہتا ہوں۔ یہ دعا کرنی تھی کہ حق تعالیٰ نے اُن کی مغفرت فرمائی۔

مسئلہ: اس روایت سے ثابت ہے کہ مقبولان بارگاہ کے وسیلے سے دعا بحق فلاں اور بجاہ فلاں کہہ کر مانگنا جائز اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔

(خزائن العرفان از تفسیر عزیزی وغیرہ)

سکونت جنت

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کی سکونت کا اعزاز بخشا چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام کے احوال میں فرماتا ہے:

یا آدم اسکن انت وزوجك الجنته۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: اے آدم تو اور تیری بیوی اس جنت میں رہو۔

فائدہ : آیت بالا سے ظاہر ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کو سکونتِ بہشت کا منصب عطا ہوا۔

اعزاز مصطفیٰ ﷺ

سیدِ عالم نورِ مجسم ﷺ کو ایسا رفیع منصب ملا جس سے تمام مقبولانِ بارگاہ محروم رہے اور آپ کی وہاں تک رسائی ہوئی جہاں تک اس سے قبل کسی فرزندِ آدم کا تو کیا خود حضرت آدم کا قدم نہ پہنچا۔ محمد مصطفےٰ ﷺ محبوب ہیں۔

آپ کو خلوت گاہِ قدس میں جگہ ملی ہے اور یہ مقام ہے اور ایسا اعزاز و اکرام ہے جو ہمارے نبی کی خصوصیات سے ہے

جس کوشایاں ہے عرشِ خدا پر جلوس
ہے وہ سلطانِ والا ہمارا نبی

مقام مصطفیٰ ﷺ

نبی پاک ﷺ کا مقام قابَ قوسین اور لی مع اللہ ہے اور جنت کی سکونت تو یہ عام درجہ ہے کیونکہ جنت وہ مقام ہے جہاں پر اعلیٰ اور ادنیٰ ہر جنتی مسلمان جائے گا۔ اور ہر مسلمان کو جنت میں جگہ ملے گی۔ مگر سید المرسلین کا وہ مقام ہے جہاں نبی مرسل اور ملک مقرب کی بھی رسائی نہیں ہے۔ گویا ابو البشر کا مقام عام ہے اور سید الانبیاء کا خاص ہے اور یہ خاص اس عام سے بہا سکنوں درجہ افضل و اعلیٰ بہتر و بالا ہے اور نہایت ہی تفوق و برتری کا حال ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔

(جواہر جلد ۳ صفحہ ۱۵۲۷)

میرے لئے خدا کے حضور ایک ایسی ساعت ہے جہاں ملک مقرب اور نبی مرسل کی بھی رسائی نہیں ہے۔

عرش کیا اس کے فرشتوں کو بھی معلوم نہیں
شب معراج جہاں پہنچے ہیں رفعت والے

جنت کے مالک مصطفےٰ ﷺ

بلکہ جنت تو نبی پاک ﷺ کی جاگیر ہے جسے چاہیں عطا فرمائیں۔ سکونت اور ملکیت میں فرق ہے، آدم علیہ السلام کو سکونتِ بہشت کی اجازت ملتی ہے اور سید المرسلین کو جنت کا مالک بنا دیا جاتا ہے۔ وہ صرف جنت میں رہتے تھے اور حضور جنت عطا فرماتے ہیں وہ ساکنِ جنت تھے اور یہ مالکِ بہشت ہیں۔ وہ ساکنِ جنت تھے اور یہ معطیِ جنت ہیں۔ فردوس لٹاتے ہیں اور مقامِ اعلیٰ علیین پہنچاتے ہیں۔

تجھ سے بڑھ کر نہیں کونین میں ہمت والے
تو نے فردوس لٹایا ہے سخاوت والے

عطائے جنت

امام مسلم ربیعہ بن کعب سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں ایک شب جب کہ میری قسمت کا ستارہ چمکا میں نے حضور کے لئے وضو کا پانی حاضر کیا۔ آپ نے خوش ہو کر فرمایا:

فقال لی سل فقلت اسئلک مرافقتک فی الجنۃ قال اوغیر ذالک قلت ذٰلک۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۸)

ترجمہ: ربیعہ کچھ مانگو۔ میں نے عرض کی حضور یہ مانگتا ہوں کہ جنت میں آپ کے ہمراہ رہوں۔ فرمایا کچھ اور۔ میں نے عرض کی بس یہ ہی۔

سائل ہوں ترا مانگتا ہوں تجھ سے تجھی کو
معلوم ہے اقرار کی عادت تیری مجھے

فائدہ : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور معطیِ جنت ہیں۔ ربیعہ کو جنت عطا فرما رہے ہیں۔ اور مالکِ جنت بھی ہیں۔ کیونکہ جنت وہی دے سکتا ہے جو مالک ہو یا مالک کی طرف سے ماذون و مختار۔ اسی لئے علامہ قسطلانی فرماتے ہیں:

وکنیۃ ابو القاسم لانہ یقسم الجنۃ بین اھلھا۔ (مواہب، جلد ۱، صفحہ ۱۹۵)

ترجمہ: حضور کی کنیت ابو القاسم اس لئے ہے کہ آپ قاسمِ جنت ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شرح لفظ "سَل"

ذرا لفظ "سَل" کی عظمت ورفعت اور عموم واطلاق پر غور کیجئے۔ شہنشاہ کونین کس بے نیازی سے فرما رہے ہیں کہ "ربیعہ مانگو" یہ نہیں فرماتے کہ فلاں چیز مانگو بلکہ ارشاد ہوتا ہے۔ جو جی میں آئے مانگو۔ کیونکہ لفظ سل میں عموم واطلاق ہے اور اتنا عظیم دعویٰ وہی کر سکتا ہے جس کے قبضہ قدرت میں ساری خدائی ہو۔ پھر ربیعہ کے مانگ لینے پر حضور فرماتے ہیں کہ ربیعہ کچھ اور بھی مانگ لو۔ جو اس امر پر دال ہے کہ جنت ہی کیا ہم ہر چیز عطا فرماتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ ہر چیز وہی دے سکتا ہے جو ہر چیز کا مالک ہو

منگتا تو ہے منگتا کوئی شاہوں میں دکھا دو
جس کو میری سرکار سے ٹکڑا نہ ملا ہو

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

از اطلاق سوال کہ فرمودہ کہ سل بخواہ و تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست ہر چہ خواہد وہر کرا خواہد بہ پروردگار خود بدہد۔ (اشعۃ اللمعات)

کہ حضور نے کسی خاص چیز کے مانگنے کو نہ فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ کارخانہ الٰہیہ کی باگ ڈور حضور کے دستِ اقدس میں ہے آپ جسے چاہتے ہیں جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔

بلکہ آپ کی شان تو یہ ہے کہ

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتا کا بھلا ہو

ابن عساکر حضرت کعب احبار سے راوی ہیں کہ آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند کو یہ وصیت فرمائی کہ میرے پسر تم میرے خلیفہ ہو۔ لہٰذا ذکر خدا کے ساتھ ذکر مصطفےٰ بھی کرنا۔ کیونکہ جب میں نے سمٰوٰت کا طواف کیا تو آسمان کے ہر گوشہ پر حضور کا نام منقوش پایا ہے۔

وان ربی لما اسکننی الجنة فلم ارَ فی الجنة قصرا ولا غرفة الا اسمه مکتوب علیه ولقد رایت اسم محمد مکتوبا علی نحور حور العین وعلی ورق اٰجام الجنة وعلی ورق شجرة طوبیٰ وعلی ورق سدرة المنتهیٰ وعلی اطراف الحجب وبین اعین الملائکة فاکثر ذکره فان الملئکة تذکره فی کل ساعاتها۔

جب میرے رب نے مجھے جنت میں سکونت عطا فرمائی تو جنت کے ہر قصر ہر محل ہر غرفہ حور عین کی پیشانی شجر ہائے جنت واوراق سدرہ وطوبیٰ حجب کے اطراف اور ملائکہ کی آنکھوں کے درمیان حضور ﷺ کا نام نامی مکتوب پایا ہے۔ لہٰذا ان کے ذکر سے غافل نہ رہنا کیونکہ ملائکہ بھی اس نبی معظم کے ذکر سے رطب اللسان رہتے ہیں۔ (خصائص کبریٰ جلد اصفحہ)

فرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ عرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

جنت کے دروازہ پر حضور ﷺ کا نام

ابن عساکر حضرت جابر سے راوی: حضور ﷺ نے فرمایا:

مکتوب علی باب الجنة لا اله الا الله محمد رسول الله۔

ترجمہ: جنت کے دروازہ پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مسطور ہے۔

جنت کی ہر چیز پر حضور ﷺ کا نام

ابو نعیم حلیہ میں حضرت ابن عباس سے راوی: سید عالم ﷺ نے فرمایا:

مافی الجنة شجرة ولا ورقة الا مکتوب علیها لا اله الا الله محمد رسول الله۔

ترجمہ: جنت کا کوئی درخت کوئی پتہ ایسا نہیں ہے جس پر لا اله الا الله محمد رسول الله لکھا نہ ہو۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿عرش اور سموات پر حضور ﷺ کا نام﴾

ابن عساکر حضرت علی سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شبِ معراج:

مامررت لسماء الا وجدت اسمی فیھا ورایت علی العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

ترجمہ: میں جس آسمان سے گزرا، اس پر میں نے اپنا نام مسطور پایا اور میں نے عرش پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا دیکھا۔

﴿حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی﴾

امام طبرانی حضرت عبادہ بن الصامت سے راوی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

کان نقش خاتم سلیمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کے نگینہ پر **الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** منقوش تھا۔

﴿حضرت آدم علیہ السلام کے کندھوں پر﴾

امام طبرانی حضرت جابر سے راوی:

بین کتفی آدم مکتوب محمد رسول اللہ خاتم النبیین۔

ترجمہ: آدم علیہ السلام کے دونوں کندھوں کے درمیان محمد رسول اللہ خاتم النبیین مسطور تھا۔ (خصائص کبریٰ)

سبحان اللہ! اللہ رب العزت جل مجدہ نے اپنے نام کے ساتھ حضور ﷺ کا نام بھی مسطور فرمایا ہے جو اس طرف اشارہ ہے کہ ان اشیاء کا بنانے والا خالق حقیقی خدا ہے اور اسی خالق و مالک حقیقی نے حضور اکرم ﷺ کو مالک و مختار بنایا ہے اور تمام اشیائے زمین و زماں آپ کی ملکیت میں دے دی ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے

تماشا تو دیکھو کہ دوزخ کی آتش
لگائے خدا اور بجھائے محمد

تعجب کی جا ہے کہ فردوسِ اعلیٰ
بنائے خدا اور بسائے محمد

جنتی طعام ﴾

آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا کہ سکونتِ جنت کے دوران میں اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو نعیم جنت سے انتفاع کی اجازت بھی دے دی تھی۔

چنانچہ ارشاد ہے:

فکلا منھا رغدا حیث شئتما۔

ترجمہ: اور کھاؤ اس میں بے روک ٹوک۔

اس آیت سے آدم علیہ السلام کی یہ فضیلت ظاہر ہوتی ہے کہ جنت میں آپ کی غذا جنتی طعام تھا۔

مہمانِ رحمٰن ﴾

سیّد المرسلین حبیب رب العٰلمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نرالی شان ہے۔ آدم علیہ السلام جنت میں جنتی طعام تناول فرماتے ہیں اور حضور کو رب العزت جل مجدہٗ اپنے دستِ قدرت سے کھلاتا پلاتا ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:

ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی۔ (مسلم شریف)

ترجمہ: مجھے میرا رب کھلاتا پلاتا ہے اور میں خلوت گاہِ قدس میں شب گزارتا ہوں۔

انتباہ: جنتی طعام سے وہ طعام بہت برتری اور تفوق رکھتا ہے جو رب العزت جل مجدہٗ کی مہمانی میں حضور تناول فرماتے ہیں ؎

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

بہشتی تحفے ﴾

اعزاز و اکرام کو دیکھئے کہ آدم علیہ السلام جنت میں رہ کر جنتی طعام تناول فرماتے ہیں۔ اور حضور کی یہ شان ہے کہ خود رب العزت جل مجدہٗ زمین پر بذریعہ جبرائیل خدمت نبوی میں جنتی طعام ارسال فرماتا ہے۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبرائیل امین خدمتِ نبوی میں

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حاضر ہوئے۔ عرش بھی، آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے۔

وارسلنی الیک بھذا القطف فاخذہ رسول اللہ ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۵۶)

ترجمہ: اور مجھے اس ٹکڑے کے ساتھ بھیجا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو قبول فرمالیا۔

انتباہ : جنتی طعام سے وہ طعام بہت ہی فوقیت رکھتا ہے جو اللہ عزوجل نے خاص طور پر جبرائیل امین کے ذریعہ حضور کی خدمت میں ارسال فرمایا۔

(۲) امام بخاری حضرت ابن عباس سے راوی۔ حضور نے فرمایا: ابھی میں نے جنت کو ملاحظہ فرمایا:

فتنا ولت عنقودا ولو اخذتم لا کلتم منہ مابقیت الدنیا۔

(خصائص، جلد ۱، صفحہ ۸۹)

ترجمہ: اور جنت کے ایک خوشہ کو پکڑا۔ اگر میں وہ توڑ لیتا تو تم اس کو قیامت تک کھاتے رہتے اور وہ ختم نہ ہوتا۔

فوائد : اس حدیث سے کئی باتیں ثابت ہوتی ہیں:

(i) یہ کہ حضور کی ایسی مقدس آنکھیں ہیں جو زمین سے جنت کو دیکھ لیتی ہیں۔

(ii) اور آپ کے ایسے نورانی ہاتھ ہیں جو زمین سے جنت تک پہنچ جاتے ہیں۔

(iii) قُرب و بُعد، زمان و مسافت کے قوانین سے حضور ﷺ مستثنیٰ ہیں۔

(iv) آپ کو یہ اختیار ہے کہ مدینہ میں تشریف رکھتے ہوئے جنت میں تصرف فرمائیں۔

(v) اور جنت کے میوہ جات صحابہ کو عطا فرمائیں۔

(vi) جنت کی اشیاء کو فنا نہیں ہے۔

(۳) امام طبرانی حضرت صدیقہ طاہرہ طیبہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی، حضور ﷺ نے فرمایا: شب معراج میں جنت میں داخل ہوا جنت کے ایک درخت کو دیکھا اس درخت سے زیادہ خوب صورت اس کے پتوں سے زیادہ سپید، اس کے پھلوں سے زیادہ خوش ذائقہ کسی چیز کو نہ پایا۔

فتنا ولت ثمرۃ من ثمرا تھا فاکلتھا ۔ (خصائص، جلد ۱، صفحہ ۱۷۶)

ترجمہ: میں نے ثمرات جنت سے ایک پھل توڑا اور تناول فرمایا۔

فائدہ : اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ اگر حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں نعیم

جنت سے انتفاع کی اجازت تھی تو حضور ﷺ کو بھی اختیار تام ہے اور جس طرح آدم علیہ السلام نے جنت میں جنتی طعام تناول فرمایا۔ اسی طرح حضور ﷺ نے بھی شب معراج جنت کے پھل تناول فرمائے ہیں۔

بلکہ آپ کے طفیل جنتی پھل سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کو دنیا میں ایسے نصیب ہوئے جیسے بی بی مریم رضی اللہ عنہا کو۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "اسلام اور عیسیٰ علیہ السلام"۔

خلیفۃ اللہ ونائب ربانی

یہ وہ اعزاز واکرام ہے کہ جس کی وجہ ملائکہ کرام کو سر بسجود ہونا پڑا۔ یہی وہ اعزاز ہے کہ جس سے **لقد کرمنا بنی آدم** کا تاج بنو آدم کو ملا۔

کتنی بلند قدری ہے کہ سیدنا آدم علیہ السلام کو نابت کا منصب ملا۔ نیابت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا۔ روئے زمین کی خلافت ان کو عطا ہوئی۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

انی جاعل فی الارض خلیفۃ ۔

ترجمہ: ہم زمین میں خلیفہ بنانے والے ہیں۔

شانِ مصطفےٰ ﷺ

حضور سید المرسلین ﷺ کو یہ شرف و بزرگی اور یہ فضل و برتری حاصل ہے کہ سیدنا آدم نائب فی الارض ہیں۔ اور حضور ﷺ نائب فی العالمین ہیں۔ انھیں زمین کی خلافت ملی ہے اور انہیں کائنات کی خلافت بخشی گئی ہے۔ اور عالم علوی میں تصرف کی طاقت دی گئی ہے وہ فرش کے خلیفہ ہیں اور حضور عرش و فرش دونوں کے خلیفہ ہیں نہ وہ صرف خلیفہ ہیں۔ اور حضور خلیفۃ اللہ الاعظم ہیں۔

امام بیہقی حضرت عبداللہ بن سلام سے راوی ہیں کہ:

ان اکرم خلیفۃ اللہ علی اللہ ابوالقاسم ﷺ ۔

ترجمہ: اللہ عزوجل کے سب میں بڑے بزرگ خلیفہ حضور ﷺ ہی ہیں۔

﴿خلیفہ کی تعریف﴾

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی **انی جاعل فی الارض** کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تحقیق من گردانیدہ ام درزمین خلیفہ را کہ خلافت من نماید دراشیائے زمین تصرف دراسباب آں اشیا کہ مربوط بآسماں ست نیست پس ہر چند کہ آں خلیفہ از عناصر زمین پیدا ے شور ودرمحل کون وفساد ساکن ومستقر گرود امادر روے روح آسمانی نیز خواہم دمید کہ بسبب آں روح بر مکان آسماں وموکلان کواکب وتیز حکمرانی نماید آنہا رابکار خود مصروف ساز دباز اوراقدرے دادند کہ نمونہ قدرت او خواست باں معنی۔ چنانچہ قدرت کاملہ الٰہی سبب وجود حقائق متاصلہ ثابت الآثار است ہم چناں قدرت ایں خلیفہ پس درجمیع آثار آنہا حکایت وانموذج صفات علیائے الٰہی گشت ومعنی خلافت تحقق شد۔ (تفسیر عزیزی جلد اول)

ترجمہ: یعنی اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہم زمین میں ایک خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو ہمارا نائب ہو اور اشیائے زمین میں تصرف کرے اور زمین کی اشیاء میں تصرف جب ہو سکتا ہے جب کہ ان کے اسباب میں جو آسمان سے مربوط ہیں تصرف کیا جائے۔ اس لئے اگرچہ وہ خلیفہ عناصر زمین سے پیدا ہوا ہو اور محل کون وفساد میں سکونت رکھے مگر میں اس میں آسمانی روح کو پھونکوں گا۔ جس کے سبب وہ ساکنانِ افلاک اور موکلانِ کواکب پر حکومت اور اس کو اپنے کام میں مصروف رکھے گا۔ پھر خدا نے خلیفہ کو ایسی قدرت عطا فرمائی جو اس کی قدرت کا نمونہ ہے بایں معنی کہ جس طرح اللہ کی قدرت کاملہ حقائق متاصلہ کے وجود کا سبب ہوتی ہے اس طرح اس خلیفہ کی قدرت کا حال ہے پس خلیفہ تمام صفات اور ان کے آثار میں خدا کی صفات علیہ کا نمونہ ہو گیا۔ اور خلافت کے معنی محقق ہو گئے۔

فائدہ: شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کی اس تفسیر سے خلیفہ کے معنی ومفہوم بوضاحت معلوم ہو جاتے ہیں کہ خلیفہ خدا کی قدرتوں اور صفتوں کا مظہر ہوتا ہے۔ خلیفہ کی صفات خدا کی صفات علیا کی مظہر ونمونہ ہوتی ہیں۔ اللہ عزوجل خلیفہ میں آسمانی روح پھونکتا ہے۔ جس کے سبب خلیفہ زمین وآسمان کی چیزوں، افلاک کے رہنے والوں، چاند، سورج اور کواکب کے موکلوں پر حکومت کرتا ہے اور تمام اشیاء کے اسباب وعلل اس کے تحت تصرف ہوتے ہیں۔

صاحب روح البیان کی تقریر*

آدم علیہ السلام حق تعالیٰ کے معنا خلیفہ اور نائب اس لئے ہیں کہ عالم میں سوائے انسان کے کوئی ایسا چراغ نہیں کہ نور اللہ کی روشنی سے روشن ہو کر بطور خلافت زمین پر اس کی صفات کے انوار کو ظاہر کرنے کیونکہ انسان میں اللہ تعالیٰ کے نور سے فیض قبول کرنے کی استعداد ہے کیونکہ اس کے قلب کے فانوس میں راز حقانی کا چراغ رکھا گیا ہے اور وہ فانوس جسد کے طاق میں ہے اور قلب کے فانوس میں روح کا تیل (زیتون) ہے۔ قریب ہے کہ اس کا تیل صفاتِ عقل سے بھڑک اٹھے اگر چاہے نور کی آگ نہ چھوئے اور راز حقانی کے چراغ فتیلۂ خفا ہیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ کا ارادہ ہوتا ہے کہ زمین میں کسی کو خلیفہ بنائے تو سرِّ انسانی کے چراغ کو اپنے جمال کے نور سے جلوہ دیتا ہے پھر اپنے نور سے جس فتیلۂ خفاء کو چاہتا ہے روشن کرتا ہے پھر وہ نور الٰہی کی آگ سے روشن ہوتا ہے۔ پس وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔ اسی وجہ سے وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کا خلیفہ ہوتا ہے۔ اس کے صفات کے انوار عالم میں ظاہر کرتا ہے۔ عدل واحسان اور رافت ورحمت کے ساتھ ان کے مستحقین کے لئے اور قہر وغضب وانتقام ان کے مستحقین پر۔ چنانچہ فرمایا:

یاداؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الھویٰ فیضلک عن سبیل اللہ۔

اور اپنے حبیب ﷺ کے لئے فرمایا:

وبالمؤمنین رؤف رحیم۔

اور پھر اپنے محبوب ﷺ اور مومنین کے حق میں فرمایا:

محمد رسول اللہ والذین معہٗ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔

ایسے صفات کا ظہور نہ حیوانات پر ہوا اور نہ ملائکہ پر۔ ثابت ہوا کہ خلافت انسان کا خاصہ ہے اور نور الٰہی کے فیضان کو قبول کرنا بھی اس سے مخصوص ہے۔ اگر ملائکہ اس کے اہل ہوتے تو وہ ان اوصاف ذمومہ بہیمیہ میں مبتلا نہ ہو جاتے۔ دیکھئے انبیاء علیہم السلام ایسے رذیل صفات وخسیس اخلاق سے محفوظ ومعصوم ہیں۔ اگرچہ ان کے صفات بشریہ کو یہ اوصاف لازم تھے لیکن تجلی حق کے نور سے اُن کے دل کے چراغ روشن

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو چکے اوران کے قلوب کے نور سے ان کے اجسام کے فانوس نوریاب ہوئے ظاہراً بھی اور باطناً بھی۔ اوران کی زمین (اجسام وارواح) اپنے رب کے نور سے جگمگارہی ہے۔ بنا بریں ان صفاتِ رذیلہ کے ظلمات کو ظہور کی مجال بھی نہیں کیونکہ ان پرانوارِ حق کا غلبہ ہے۔

ازالۂ وھم

رب العزت جل مجدہٗ شہنشاہِ حقیقی ہے انبیائے کرام اس کے نائب اور خلیفہ ہیں۔ اس کی نیابت وخلافت کے فرائض کی انجام دہی میں ان سے ایسے عجیب وغریب عادت افعال کا ظہور ہوتا ہے جن کو دیکھ کر عقلِ انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ اور سلیم طبیعتیں ان کے رسول برحق اور نبی اللہ ہونے کا یقین کرلیتی ہیں اورانبیاء کے ان خارقِ عادت افعال کو معجزہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل کے نائبوں کے تصرفات ومعجزات کی کثیر مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عصا سے اژدہا اور دریا سے سڑک کا کام لیا۔ سلیمان علیہ السلام نے بے مثال حکومت کی۔ آپ کی حکومت انسانوں سے تجاوز ہوکر جنات وحوش وطیور پر بھی تھی۔ ہوا آپ کے تابع اور طیور وحوش اور جن پہرہ کا کام دیتے تھے۔ داؤد علیہ السلام نے لوہے کو نرم اور پرندوں کو اپنی شیریں زبانی سے مسخر کرلیا تھا۔ الغرض انبیاء کرام سے ایسے خارق عادت افعال کے صدور کا سبب یہ تھا کہ وہ خدا کے نائب اوراس کی قدرتوں کے مظہر تھے اوراللہ نے ان میں آسمانی رُوح پھونک کران کو اپنی قدرتوں کا نمونہ بنا دیا تھا۔ اور یہ حضرات اسی آسمانی روح کے سبب کائنات میں تصرف فرماتے تھے۔

بات دُور نکل گئی۔ ہمیں یہاں یہ بیان کرنا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام خدا کی صفات کے مظہر، اس کی قدرتوں کے نمونہ اوراس کے نائب وخلیفہ ضرور تھے۔ مگر جس عظمت کی خلافت اور جس شان کی نیابت ہمارے حضور ﷺ کو حاصل ہے وہ کسی میں نہ تھی۔ اور نبی صفاتِ الٰہی کے مظہر تھے مگر سید المرسلین ﷺ خدا کی ذات اور صفات دونوں کے مظہر اتم ہیں۔

اسی لئے ارشاد ہے:

من رأنی فقد رأی الحق۔ جس نے مجھے دیکھ لیا۔ اس نے خدا کو دیکھ لیا۔

کشفِ راز من رأنی یوں ہوا
تم ملے تو حق تعالیٰ مل گیا

نائبِ اکبر

اورانبیاء صرف خلیفہ اور نائب تھے اور حضور ﷺ نائبِ اکبر وخلیفۂ اعظم ہیں۔ ساکنانِ افلاک وموکلانِ کواکب پر آپ کی حکومت ہے اورساری کائنات آپ کے زیرِ فرمان ہے۔ بلکہ یوں کہئے کہ موکلانِ کواکب اوراشیاءِ زمین وآسمان میں تو تصرف سے صرف خلیفہ کے اختیارات بتائے گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ تو خلیفۂ اعظم ہیں۔ لہٰذا سرکار کی عزت وعظمت آپ کی حکومت وسلطنت آپ کے تصرفات واختیارات کا کیا کہنا ہے

محبوبِ خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے
اس شان کا دنیا میں کوئی آیا نہیں ہے

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ھو صلی اللہ علیہ خلیفۃ اللہ الاعظم الذی جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ طوع یدیہ وارادتہ یعطی من یشاء۔ (الجواہر المنظم صفحہ ۵۲)

ترجمہ: نبی کریم خدا کے ایسے بزرگ خلیفہ ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے کرم کے خزانے اپنی نعمتوں کے خوان آپ کے ارادے کے زیرِ فرمان کردیے ہیں۔ حضور جسے چاہیں عطا فرمائیں۔

اصلِ ہر کل المیت کل سعادت کل امارت کل
حکومتِ کل ولایتِ کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

خلافتِ کبریٰ

خداوند قدوس حضور ﷺ کی خلافتِ کبریٰ کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ: اللہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے۔

فائدہ: آیت بالا میں نبی ﷺ کی خلافتِ کبریٰ ونیابتِ عظمیٰ کا مفہوم ایک عجیب

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جس طرح ایک استاذ کامل یہ کہتا ہے کہ میری علمی لیاقت قابلیت معلوم کرنا چاہتے ہو تو میرے فلاں شاگرد کو دیکھ لو۔ وہ میرے علم و فضل کا نمونہ ہے۔ یا فلاں کتاب کا مطالعہ کر لو وہ کتاب میرے علم کا خزانہ ہے۔ اسے پڑھ کر تمہیں میری قابلیت کا اندازہ ہو جائے گا۔

بلاتمثیل اسی طرح اس آیت میں رب العزت جل مجدہ ارشاد فرماتا ہے کہ:

اے انسان! تو میری ذات وصفات کو کیا جان سکتا ہے۔ اور میری، حقیقت اور میری کہنہ تک کیا پہنچ سکتا ہے۔ اگر میری ذات میری صفات میری ہیبت میری سلطنت میرا جبروت میری سطوت میری کریمی میری رحیمی میری سخاوت میرا علم غرض یہ کہ میری تمام صفات علیا کا نظارہ کرنا چاہتا ہے تو میرے محبوب محمد مصطفے ﷺ کو دیکھ لے۔ وہ میری ذات وصفات کے مظہر اتم اور میری تمام قدرتوں کے نمونہ اور نائب اکبر و خلیفہ اعظم ہیں۔

ہے تو اسم ذات احد پر درود
نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام
مصدر مظہریت پہ اظہر درود
مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام
وصف جن کا ہے آئینۂ حق نما
اس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام

﴿ابن تیمیہ کا استدلال﴾

گھر کی گواہی﴾

ابن تیمیہ جن کے فضل کو منکرین عظمت رسول ﷺ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ وہ اپنی کتاب "الصارم المسلول" میں لکھتے ہیں۔ کہ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی طاعت کو حضور کی طاعت اور اپنی نافرمانی کو حضور کی نافرمانی قرار دیا ہے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ اور رسول کا حق ایک دوسرے کو متلازم ہیں۔ اور رسول کی عزت اور خدا کی عزت کی جہت ایک ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے۔

اقامه الله مقام نفسه فی نهيه وامره واخباره وبيانه فلا يجوز الفرق بينه وبين الله تعالىٰ فی شيئ من هذه الامور۔ (الصارم صفحہ ۴۰)

اللہ عزوجل نے امر و نہی اخبار و بیان میں حضور کو اپنا قائم مقام کیا۔ لہٰذا مذکورہ بالا امور کی کسی چیز میں یہ جائز نہیں ہے کہ خدا اور رسول میں فرق کیا جائے۔

فائدہ: ان آیات واحادیث اور تفاسیر سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ خدا کی ذات وصفات دونوں کے مظہر اتم ہیں اور اللہ کے نائب اکبر و خلیفہ اعظم ہیں۔ اور وصف خلافت و نیابت جس شان سے حضور میں نظر آتا ہے کسی میں نظر نہیں آتی

اللہ کی سرتابقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ

﴿حضرت ادریس علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم﴾

ادریس علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے "انه كان صديقاً نبياً" ان کی شان میں فرمایا کہ میرے صدیق نبی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔

معجزات ادریس علیہ السلام﴾

حضرت ادریس علیہ السلام کے تین معجزات مشہور ہیں۔

1)...... ستاروں کی پہچان۔ اور ان کی چالوں کو جاننا۔

2)...... درختوں کے پتوں کی تعداد اور ان کی تسبیحات کی تعداد کو جانتے تھے۔

3)...... ملائکہ کے اسماء شریفہ جانتے تھے۔ کیوں کہ وہ آپ کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور یہ بھی علم رکھتے تھے کہ ان کی تسبیحیں اور اعمال انبیاء کرام علیہم السلام کی تسبیحوں اور اعمال سے زائد ہیں۔ اور یہ علم آپ کو جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ حاصل تھے۔

﴿معجزات مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

(ا) جس وقت یہود نے ستاروں اور ان کی رفتار کے بارے میں نبی پاک ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے یہودیوں کو جواب ارشاد فرمایا تو آپ کا جواب سن کر حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اپنے ساتھیوں سمیت ایمان کی دولت سے مشرف ہو گئے

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس وقت کفار نے سرکار دو عالم ﷺ کی آزمائش کی اور دریافت کیا کہ درختوں پر اس سال کتنے پتے موجود ہیں۔ تو حضور ﷺ نے اپنے علم سے اتنے پتے ہی بتادیئے جتنے درختوں پر موجود تھے۔ یہ اعجاز دیکھ کر سب کافر اُسی وقت ایمان لے آئے۔

جو فلسفیوں سے حل نہ ہوا اور نکتہ وروں سے کھل نہ سکا
وہ راز مدینے والے نے بتلا دیا چند اشاروں میں

(4) شب معراج کو جب رسول مقبول ﷺ اپنے رب کریم کے پاس قاب قوسین اوادنی کے مقام پر پہنچے تو آپ کو ملائکہ اور ان کے اسماء کا علم حاصل ہوا نیز یہ بھی علم ہوا کہ ان کے اعمال انبیاء کرام علیہم السلام کے اعمال سے زائد ہیں۔

رفعت شان

سیدنا ادریس علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑا بلند وقدر والا بنایا اور ان کی رفعت شان کا ذکر قرآن مجید میں بیان فرمایا۔

تعارف

حضرت ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے پردادا ہیں۔ آپ کا نام حنوک یا خنوخ ہے چونکہ آپ صحف آسمانی کا کثرت سے درس دیتے تھے اس لئے آپ کا نام ادریس ہوگیا۔ آپ کی شان میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

ورفعناہ مکانا علیا۔ ہم نے ادریس کو مکانِ علیا پر اٹھایا۔

اس آیت میں سیدنا ادریس علیہ السلام کی بلندی شان کا بیان ہے۔ مکانِ علیا کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں۔

اوّل: یہ کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کو زندہ آسمان پر بلا کر جنت میں داخل فرمایا۔

دوم: یہ کہ اس سے مراد مرتبہ کی بلندی ہے۔ یعنی اللہ نے آپ کے مرتبہ کو اس طرح بلند فرمایا کہ آپ پر تیس صحیفے نازل فرمائے۔ اور بہت سے علوم وفنون آپ کے ہاتھ سے ایجاد ہوئے۔

رفعت مصطفےٰ ﷺ

اگر مکان علیا سے مراد آسمان پر بلانا ہے تو اس بنا پر سرور عالم ﷺ کو جو شرف وبلندی اور تقرب حاصل ہے وہ نہایت ہی اہم وافضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان

پر بلایا۔ اور حضور ﷺ کو مقام قاب قوسین سے مشرف فرمایا۔

نہ حجاب چرخ مسیح پر نہ کلیم طور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی ادھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

اور اگر مکان علیا سے مراد مرتبہ کی بلندی ہے تو حضور ﷺ کو جس شان کی بلندی حاصل ہے اس کی نظیر ناممکن ہے اور یہ کہنا محتاج دلیل نہیں ہے کہ حضور امام الانبیاء اور امام المرسلین ہیں۔ حضور کی شان میں ارشاد ہے: **ورفعنا لک ذکرک**۔ محبوب ہم نے آپ کے ذکر کو بلند فرمایا۔

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

امام ابونعیم حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی کہ سیّد عالم نور مجسم ﷺ نے جبریل امین سے اس آیت کے متعلق استفسار فرمایا۔ یعنی یہ فرمایا کہ اللہ نے میرا ذکر کیسے بلند فرمایا۔ جبریل امین نے عرض کی:

اذا ذکرت ذکرت معی۔ (خصائص، جلد۲، صفحہ۱۹۶)

ترجمہ: اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ جب میرا ذکر کیا جائے گا تو آپ کا بھی ذکر ہوگا۔

فائدہ: ثابت ہوا کہ جہاں ذکر خدا ہے وہاں ذکرِ مصطفےٰ بھی ہے۔ ذکرِ خدا، ذکرِ مصطفےٰ کے بغیر بیکار ہے۔ حضور کا ذکر عین ذکر الٰہی ہے اگر کوئی ذکر الوہیت کے ساتھ اقرار رسالت نہ کرے تو کافر ہے۔

ذکرِ خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو
واللہ ذکر حق نہیں کنجی سقر کی ہے

حضور ﷺ کا ذکر دنیا وآخرت میں بلند ہے

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رفع اللہ ذکرہ فی الدنیا والاخرۃ فلیس خطیب ولا متشھد ولا صاحب صلوٰۃ الا وھو ینادی اشھد ان لاالہ الا اللّٰہ محمد رسول اللہ ۔ (خصائص، جلد۲، صفحہ۱۹۶)

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ عزوجل نے حضور کا ذکر دنیا و آخرت میں بلند فرمایا ہے۔ کوئی خطیب کوئی کلمہ پڑھنے والا اور نماز ادا کرنے والا ایسا نہیں ہے جو شہادت الوہیت کے ساتھ شہادت رسالت ادا نہ کرے۔

خطبات میں کلموں میں اقامت میں اذاں میں
ہے نام الٰہی سے ملا نام محمد

انتباہ: رفعت ذکر کی کوئی مثال اس سے بالاتر پائی جاتی ہے۔ کیا کسی شہنشاہ کو اپنی مملکت میں اور کسی ہادی کو اپنے حلقہ اثر میں یہ بات حاصل ہے کہ کائنات کے گوشے گوشے اور دنیا کے ہر خطہ میں اس کا چرچا ہو۔ زمین و آسمان میں اس کا غلغلہ ہو۔ اذان و اقامت، عبادت و اطاعت واعظ و خطبات میں اس کا تذکرہ ہو۔

اذان کیا جہاں دیکھو ایمان والو
پس ذکر حق ذکر ہے مصطفےٰ کا

اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ آپ کا ذکر کوئی سننا پسند کرے یا نہ کرے **ورفعنالك ذكرك** کا وہ اعلان عام ہے جو پردہ ہائے گوش کو چیرتا ہوا قصر قلب میں پہنچ کر رہتا ہے۔ اور صبح کے روح افزا جھونکوں میں اذان کی آواز اور رات کی خوشی میں **اشهدان محمد رسول الله** کے سریلے نغمات سنائی دیتے ہیں۔

فرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ عرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

﴿حضرت نوح علیہ السلام اور احمد مجتبیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

معجزات نوح علیہ السلام﴾

آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ کے پانچ معجزے تھے۔ (۱) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے بطور آزمائش آپ سے سوال کیا کہ ابر کے بغیر بارش ہو۔ تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور اپنے پروردگار سے عجز و انکساری کی تو رب کریم نے بغیر بادل کے بارش برسا دی لیکن اس اعجاز پر لوگ ایمان نہ لائے اور یہ

کہا کہ اے نوح علیہ السلام ہمارے ساتھ آپ نے جھگڑا کیا۔ لہٰذا اگر آپ سچے لوگوں میں سے ہیں۔ جو وعدہ کرتے تھے تو لے آؤ عذاب۔ تب حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی۔

رب لا تذر على الارض من الكافرين ديارا○انك ان تذرهم يضلوا عبادك ولا يلدوا الا فاجرا كفارا○(پارہ ۲۹ رکوع ۱۰)

ترجمہ: اے میرے رب زمین پر کافروں میں سے کوئی بسنے والا نہ چھوڑ۔ بے شک اگر تو انہیں رہنے دے گا۔ تو تیرے بندوں کو گمراہ کر دیں گے۔ اور ان کے اولاد ہوگی تو وہ بھی نہ ہوگی مگر بدکار، بڑی ناشکری۔ خداوند کریم نے آپ کی یہ دعائیں قبول فرمائی اور سب کفار کو غرق کر دیا۔ اور سب کو دوزخ کا عذاب دیا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

مما خطيئتهم اغرقوا فادخلوا نارا○فلم يجدوا لهم من دون الله انصارا○

یعنی اپنی خطاؤں پر ڈبوئے گئے۔ پھر آگ میں داخل کیے گئے۔ تو انہوں نے اللہ کے مقابل اپنا کوئی مددگار نہ پایا۔

معجزات مصطفیٰ ﷺ﴾

جب نبی پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خیبر کو فتح فرمایا۔ تو وہاں کے لوگوں نے آپ سے بارش بغیر بادل کے برسنے کی عرض کی۔ دراصل ان کا یہ عرض کرنا آپ کا اعجاز دیکھنا تھا۔ تو حضور ﷺ نے پروردگار عالم کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ جل جلالہ نے آپ کی دعا کو شرف قبولیت بخشا اور بارش برسائی۔ یہ اعجاز دیکھ کر بعض کفار دولت ایمان سے مالا مال ہو گئے۔

نوٹ: نبی پاک ﷺ کے بارش برسانے کے معجزات بہت ہیں چند معجزات کا ذکر آئے گا۔ (ان شاء اللہ)

معجزہ نوح علیہ السلام﴾

ایک دفعہ حضرت نوح علیہ السلام کسی سفر میں تھے اور آپ کی قوم بھی ان کے ساتھ تھی۔ جب گرمی کی تپش سے زیادہ تکلیف محسوس ہوئی تو ایک درخت وہاں نظر آ رہا تھا۔ اس کے متعلق عرض کرنے لگے کہ آپ علیہ السلام ہمارے قریب اس شجر کو لائیں تب ہم

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کو رسالت اور نبوت کے دعوے میں صادق تصور کریں گے۔ تو اسی وقت حضرت نوح علیہ السلام نے درخت کو اپنے پاس آنے کا حکم فرمایا تو فوراً وہ درخت حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ جس طرح چاہا اس کے نیچے آرام کیا۔

معجزات مصطفی ﷺ

سید الانبیاء ﷺ سے کفار مکہ نے کسی درخت کو جو کہ فاصلہ دراز پر تھا اپنے پاس بلانے کے متعلق کہا۔ تو وہ ان کے قریب آ گیا۔ پھر کفار نے کہا کہ اس کو حکم فرمائیں کہ یہ پھر اُسی مقام پر واپس چلا جائے جہاں سے آیا ہے۔ تو آپ نے حکم فرمایا کہ اے درخت اپنے اصلی مقام پر چلا جا تو پھر وہ اُسی مقام پر چلا گیا۔

حجر کریں سلام جنہیں اور شجر کریں
معلوم ان کا مرتبہ کیا ہم بشر کریں

معجزہ نوح علیہ السلام

قوم نوح نے جب آپ سے پانی کی درخواست کی تو آپ علیہ السلام پہاڑ پر تشریف لے گئے اور ربُّ العالمین سے عجز و انکساری کے ساتھ التجا کی تو اس پہاڑ کے نیچے سے پانی بہنا شروع ہو گیا۔ اور اتنا بہا کہ ان کے گاؤں کے نزدیک تک پہنچ گیا۔ یہ معجزہ دیکھ کر آپ کی قوم میں سے دس آدمی ایمان لائے۔

معجزات مصطفی ﷺ

(۱) ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست پاک مٹی پر رکھا تو پانی بہنا شروع ہو گیا۔

معجزہ نوح علیہ السلام

جب نوح علیہ السلام کی قوم نے عرض کی کہ ان کی جگہیں اور قیام گاہیں پتھریلی ہیں وہ مٹی کی ہو جائیں تا کہ کاشت کے کام میں لا سکیں۔ تو حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی تو وہ سب پتھر با وزن مٹی کے بن گئے۔ تو اس اعجاز پر ۱۲ آدمی ایمان لائے۔

معجزہ مصطفی ﷺ

جب مقام حنین قریش کے قبضہ میں آ گیا تو اس کی سب پتھریلی جگہ مٹی بن گئی۔

معجزہ نوح علیہ السلام

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دو آدمی حضرت نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے ہمارے دو آدمی غائب ہیں۔ آپ بتائیے کہ وہ کس جگہ پر ہیں۔ تا کہ ہم آپ پر ایمان لائیں تو حضرت نوح علیہ السلام نے دعا فرمائی تو اللہ کریم نے اتنی روشنی عطا فرمائی کہ ان دونوں لڑکوں کو یورپ کی جانب اپنی جگہ پر دیکھ لیا۔ اور آپ نے ان آدمیوں کو اس جگہ کی طرف اشارہ کر کے بتا دیا۔ جب وہ آدمی آپ کی بتلائی ہوئی جگہ پر گئے تو لڑکوں کو وہاں موجود پایا۔

معجزات مصطفی ﷺ

حضرت مولا علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کے کھوئے ہوئے اونٹ کو نبی پاک ﷺ نے بارہ میل کے فاصلے سے دیکھ لیا کہ وہ پتھر سے پہاڑ پر بندھا ہوا ہے۔ اس پہاڑ کی طرف آپ ﷺ نے اشارہ فرما کر بتلا دیا۔ جب آدمی وہاں پہنچے تو اُسی اونٹ کو اس پہاڑ پر بندھا ہوا دیکھا۔

تفصیل

سید المفسرین حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چالیس افراد امتحان لینے گئے تھے۔ اور انہوں نے حضور ﷺ سے کہا کہ آپ سے حضرت نوح علیہ السلام افضل ہیں کیوں کہ ان کی کشتی موصل میں ایک جودی نامی پہاڑ پر جا ٹھہری تھی جب کہ پہلے پہاڑوں کی طرح پانی موجیں مار رہا تھا۔ اس کے جواب میں حبیب پروردگار محمد مصطفےٰ ﷺ نے اشارہ فرمایا۔ مجھے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے چیز عطا فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ **انا اعطینٰک الکوثر** ۔ یعنی ہم نے آپ کو کوثر عنایت فرمایا ہے۔ احمد مختار ﷺ نے کوثر کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ عرش معلی کے نیچے ایک نہر کا نام ہے۔ جو ساتویں آسمان پر ہے۔ اور لاکھوں محل اس پر اس طریق سے بنے ہوئے ہیں کہ ان کی ایک اینٹ سونے اور ایک چاندی کی ہے۔ وہاں کی گھاس زعفران ہے۔ اور کنکر یاقوت اور موتی ہیں وہ نہر میرے لئے اور میری امت کے لئے ہے۔ تب ان لوگوں نے آپ کے اس فرمان کی تصدیق کی اور کہا کہ تورات میں اسی طرح ہے۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کشتی نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کے لئے کشتی کا واقعہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ اس کی تیاری کا اللہ تعالیٰ نے خود حکم فرمایا اور طوفان سے اسے اور اس کے تمام مکینوں کو بچایا جیسا کہ مشہور ہے کہ سیدنا نوح علیہ السلام کی نگاہ قہر سے زمین میں تہلکہ مچ گیا۔ طوفان آیا۔ چالیس شب و روز تک زمین سے پانی ابلا اور آسمان سے بارش ہوتی رہی۔ بلند و مضبوط پہاڑ اس طوفان میں ڈوب گئے۔ مستحکم عمارتیں خس و خاشاک کی طرح بہنے لگیں۔ ایسے خوفناک طوفان میں آپ کی کشتی کا صحیح و سلامت رہنا اور چھ ماہ کامل زمین کا طواف کر کے کوہ جودی پر پہنچنا یقیناً معجزہ تھا اور خدا کی زبردست نشانی۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے۔

وجعلنا ھا آیۃ للعلمین۔ ہم نے اس کشتی کو سارے جہان کے لئے نشانی کیا۔

کمالات مصطفےٰ ﷺ

واقعی یہ نوح علیہ السلام کا بڑا معجزہ لیکن نبی اکرم ﷺ کا اعجاز دیکھئے کہ آپ نے پتھر کو پانی پر ٹھہرا دیا۔

معجزہ

ایک روایت میں ہے کہ آپ سمندر کے کنارے تشریف فرما تھے۔ عکرمہ کہنے لگے۔ اگر آپ ﷺ نبی صادق ہیں تو سمندر کے اس پار جو پتھر ہے اسے بلایئے۔ وہ پتھر سمندر کو عبور کرے اور آپ ﷺ کی تصدیق کرے مگر پانی میں نہ ڈوبے۔

فاشار النبی ﷺ فانقلع الحجر عن مکانه وسبح حتی صار بین یدالنبی ﷺ وشهد لهٗ باالرسالة ۔(حجۃ اللہ، صفحہ ۱۵)

حضور نے پتھر کی جانب اشارہ کیا۔ وہ پتھر اپنی جگہ سے اکھڑا اور سمندر کو عبور کر کے آپ ﷺ کی خدمت میں آ گیا اور اس نے آپ ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔

انتباہ: علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ کشتی کا سمندر میں ٹھہر جانا اتنا عجیب نہیں جتنا کہ پتھر کا حضور ﷺ کے حکم سے سمندر کو عبور کرنا اور رسالت کی گواہی دینا عجیب و غریب ہے۔ ہاں وہ نوح تھے۔ جن کے لئے سمندر میں کشتی ٹھہری۔ یہ محبوب

ہیں جو ایک اشارے سے پتھر کو پانی پر روک دیتے ہیں

خدا نے اس قدر اونچا کیا پایہ محمد کا
نہ پہچانا کسی نے آج تک رتبہ محمد کا

﴿کشتی نوح علیہ السلام کی پناہ نام مصطفےٰ ﷺ﴾

معارج میں ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی تیار کرنے پر مامور ہوئے تو فرمان الٰہی پہنچا کہ ایک ہزار ایک سو بیس تختے ترتیب دیجئے اور ہر تختہ پر ایک نبی کا نام لکھئے۔ چنانچہ نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور ہر تختہ پر انبیاء کرام کے نام کندہ کئے۔ مگر جب صبح دیکھا تو تمام نام محو تھے۔ آپ نہایت پریشان ہوئے۔ پھر دوبارہ نام لکھے۔ مگر صبح وہ بھی محو تھے۔ بہت مضطرب ہوئے کہ روز محنت رائیگاں جاتی ہے۔ آخر حکم الٰہی پہنچا۔ اے نوح! ان اسماء کو ہمارے نام پاک سے شروع اور ہمارے حبیب ﷺ کے اسم مبارک پر ختم کیجئے۔ تاکہ نام محو ہونے سے محفوظ رہیں۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا۔ سب سے پہلے نام الٰہی لکھا۔ اور حضور ﷺ کے نام پر ختم کیا۔ جب آپ سرور عالم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی منقوش فرما چکے تو ملاء اعلیٰ نے ندا دی۔

یانوح الان قد تمت سفینتك اے نوح اب تمہاری کشتی تکمیل کو پہنچی۔

علامہ زرقانی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں:

من خواص اسمه ﷺ ان سفینة نوح جرت به ۔

حضور کے نام کے خواص سے ہے کہ کشتی نوح اسی نام اقدس کی برکت سے جاری ہوئی۔

فائدہ: حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی حضور ﷺ کے۔۔۔۔ نام اقدس کی برکت سے بنی اور اسی نام کی برکت سے جاری ہوئی اور سمندر میں نہ ڈوبی۔

آئی یہ ندا اب ہوئی کشتی تیری کامل
جب نوح نے کشتی پہ لکھا نام محمد

عارف جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حفاظت از عذابِ الٰہی

کمالِ نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام کے متبعین طوفان سے محفوظ رہے یہ محدود کمال ہے۔

کمالِ مصطفےٰ ﷺ

سید عالم نورِ مجسم ﷺ بلا تفریق مذہب وملت ساری کائنات کے لئے رحمت کامل ہیں اور آپ ﷺ کی امت عالم گیر عذاب سے محفوظ ومصئون ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ماکان اللہ لیعذ بہم وانت فیھم۔ محبوب ہم آپ کے ہوتے عذاب نہ اتاریں گے۔

یہی وجہ ہے کہ آج شانِ رسالت کے منکر اور سلطنت مصطفویہ کے باغی زمین پر چلتے پھرتے نظر آرہے ہیں۔ یہ صرف اس سبز گنبد والے کا صدقہ ہے ورنہ جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی نگاہِ قہر سے زمین وآسمان میں تہلکہ پڑ گیا تھا۔ اسی طرح حضور نبی کریم ﷺ کے ایک ادنیٰ اشارہ سے باغیانِ سلطنتِ مصطفویہ ایک لمحہ میں صفحۂ زمین سے حرفِ غلط کی طرح مٹ سکتے ہیں۔

نجدی اس نے تجھ کو مہلت دی کہ اس عالم میں ہے
کافر و مرتد پر بھی رحمت رسول اللہ کی

حضرت ہود علیہ السلام اور حضور ﷺ

حضرت ہود علیہ السلام کے فضائل اور معجزات سب کے سب ہمارے محمد مصطفےٰ ﷺ کی ذات اقدس میں موجود ہیں۔

معجزہ

حضرت ہود علیہ السلام کا یہ معجزہ تھا کہ جہاں جانا چاہتے تو ہوا پر سوار ہو کر چلے جاتے تھے۔ لیکن آپ کی قوم نے اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کیا اور اس کے نبی کی نافرمانی کی۔ اور کہا کہ ہم آپ پر ایمان نہیں لائیں گے۔ اور نہ ہی آپ کے کہنے پر ہم

اپنے معبودوں کو چھوڑیں گے۔ تو خداوند کریم نے ہوا سے ان کو ہلاک کر دیا۔

معجزۂ مصطفی ﷺ

جنگ احزاب کے دن منافقین نے نبی کریم ﷺ سے کہا۔ اپنی نبوت کی دلیل دکھائیں تاکہ کفار کو شکست فاش ہو تو سرور کائنات ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ مبارک بائیں ہاتھ مبارک پر مارا تو اسی وقت ایسی ہوا چلی کہ کفار کو شکست فاش ہوئی۔

غزوۂ احزاب

اسے غزوۂ خندق بھی کہتے ہیں کہ اس جنگ میں مدینہ پاک کے گرد خندقیں کھودی گئی تھیں اور غزوۂ احزاب اس لئے کہ اس جنگ میں متعدد گروہ قبائل جمع ہوئے تھے۔ خندق کا مشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ عرض کی فارس والوں کو جب دشمن گھیرتے ہیں تو وہ خندق کھودتے ہیں۔ حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا مشورہ مان کر جبل سلع کی طرف خندق کھودنے کا حکم فرمایا اور بذاتِ خود حضور نبی پاک ﷺ خود مصروفِ عمل ہوئے۔ حالانکہ بھوک کی وجہ سے شکم اطہر پر پتھر باندھے ہوئے تھے اور یہ بوجہ مجبوری نہ تھا بلکہ تعلیم امت کے لئے تھا۔ روح البیان میں ہے کہ اگر آپ پتھر نہ باندھتے تو شکم خالی از غذا کے بعد آپ کی بشریت عالم بالا کو پرواز کر جاتی آپ کے پتھر باندھنے سے حضرات صحابہ میں ذوق وشوق پیدا ہوتا تھا۔ بلاشبہ حق تعالیٰ نے سورۂ احزاب میں ابتدائی آیتیں اس باب میں نازل فرمائی۔

فائدہ: اس غزوہ میں چند عجیب وغریب واقعات وقوع پذیر ہوئے ملاحظہ ہوں۔

(۱) اس غزوہ کا واقعہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے بنی نضیر کے یہودیوں کی جماعت کو جلاوطن کر دیا تھا اور وہ مختلف شہروں میں جا بسے تھے ان کی ایک ٹولی جو خیبر میں جا بسی تھی وہ مکہ پہنچی اور قریش سے کہنے لگی ہم اس لئے آئے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی عداوت اور ان کی قوت شکنی میں عہد وپیمان کریں۔ ابوسفیان نے کہا "**مرحبا بکم واھلا**" ہمارے نزدیک اس سے بہتر کیا بات ہوگی کہ محمد (ﷺ) کی عداوت ودشمنی پر ہماری مدد کی جائے۔ اس کے بعد کعبہ کے پردوں کے قریب آئے اور عہد باندھا۔ ابوسفیان کہنے لگا۔ "اے گروہ یہود! تم اہل کتاب میں ہو

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور علماء واحبار میں سے ہو۔ بتاؤ کہ ہمارا دین بہتر ہے یا محمد (ﷺ) کا دین۔ ہم وہ لوگ ہیں جو خانہ کعبہ کی تعمیر میں کوشش کرتے اور بڑے بڑے کوہان والے اونٹوں کو ذبح کرتے اور بیت اللہ کے حاجیوں کو کھانا پانی اور دودھ دیتے ہیں۔ اور بتوں کی پوجا کرتے ہیں جو ہمارے باپ دادا کی رسم ہے۔ محمد (ﷺ) نے نیا دین ظاہر کیا ہے اور نئی باتیں پیدا کی ہیں۔ بتاؤ ہم راہ راست پر ہیں یا وہ۔ "یہود جو دین و دنیا دونوں کو بیچ ڈالنے والے ہیں کہنے لگے" تم بہ نسبت محمد (ﷺ) کے زیادہ راہ راست پر ہو۔ اس وقت یہ آیت اتری۔

الم ترالی الذین اوتو نصیباً من الکتاب یومنون بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفرواھؤلاء اھدیٰ من الذین آمنو اسیلا اولئک الذین لعنھم اللہ ومن یلعن اللہ فلن تجدلہ نصیرا (یہاں تک کہ) **وکفی سعیرا۔**

اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا ان لوگوں کو جنہیں کتاب کا کچھ حصہ ملا وہ ایمان لائے بتوں پر اور شیطان پر اور کہنے لگے ان سے جنہوں نے کفر کیا کہ یہ ایمان والوں سے زیادہ سیدھا راستہ ہے۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ لعنت کرتا ہے اور جس پر اللہ کی لعنت ہو اس کا ہرگز کوئی مددگار نہیں۔

(۲) جب یہود کا قریش کے ساتھ عہد استوار ہو گیا اور قول و قرار ہو چکے اور وہ ان کی طرف مجتمع ہو گئے تو مکہ سے یہود باہر نکلے اور قبیلہ غطفان کی طرف چل دیے جو قیس کا قبیلہ ہے ان کو بھی برانگیختہ کیا اور معاہدہ کیا کہ ایک سال کی خیبر کی کھجوریں ان کو دیں گے۔ اس کے بعد لشکر قریش باہر نکلا ان کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔ اس کے ساتھ تین سو گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ تھے۔ یہ مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ مرالظہر ان میں قبائل عرب، اسلم، اشجع، ابن مرہ، کنانہ، فزاز، اور غطفان بڑی تعداد کے ساتھ آ کے مل گئے۔ ان سب کی مجموعی تعداد دس ہزار کی ہو گئی ان کے برعکس مسلمانوں کے لشکر کی مجموعی تعداد تین ہزار تھی۔ ان میں چھتیس گھوڑے تھے اس سبب سے اس غزوہ کو غزوۂ احزاب کہتے ہیں۔

(۳) جب حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ عالی جاہ میں یہ خبر پہنچی تو مہاجرین و انصار کو طلب

فرمایا اور احزاب کے بارے میں مشورہ کیا۔ پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ پر خندق کھودنے پر اتفاق ہوا۔ اس کے بعد آپ اُن مقامات پر پہنچے جہاں خندقیں کھودنے کی ضرورت تھی۔ چونکہ مدینہ منورہ کے بعض گوشے عمارتوں اور بازاروں سے مسدود و محفوظ تھے لہٰذا ان مقامات کو جو کوہ سلع کی طرف جانب شرق کھلا میدان تھا خندقیں کھودنے کے لئے اختیار کیا گیا۔ اور لشکر کوہ سلع کے دامن میں ٹھہر گیا اور سرخ چمڑے کا خیمہ حضور اکرم ﷺ کے لئے نصب کیا گیا۔ سب سے پہلے خندقوں کے لئے نشانات لگائے گئے اور ہر دس آدمیوں کے لئے چالیس گز تقسیم فرمائے گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ ہر دس آدمیوں کے لئے دس گز زمین حصہ میں آئی۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ دس آدمیوں کے برابر کام کرتے تھے۔ ارباب سیر بیان کرتے ہیں کہ روزانہ پانچ گز کھودتے تھے اور اس کی گہرائی بھی پانچ گز ہوتی تھی۔ مہاجرین و انصار حضرت سلمان کے بارے میں نزاع کرنے لگے ہر ایک یہی چاہتا کہ حضرت سلمان ہمارے ساتھ شامل ہو کر کام کریں، اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ "**سلمان منا اھل البیت**" سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔

(۴) قیس بن مصعصہ ایک شخص تھا جو بدنظری میں مشہور تھا اور اس کی بدنظر لوگوں کو لگتی تھی۔ حضرت سلمان کو اس نے نظر لگائی تو حضرت سلمان بحکم "العین حق" بدنظری حق ہے بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑے۔ یہ خبر جب حضور ﷺ کو پہنچی تو فرمایا کہ قیس بن مصعصہ کو وضو کرانا چاہیے اور وضو کے پانی کو ایک برتن میں جمع کر کے اس آب وضو کو حضرت سلمان پر بہائیں اور برتن کو ان کی پشت کی طرف ٹیڑھا کریں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئے۔ ایسا ہی واقعہ ایک اور موقع پر کسی دوسری جگہ بھی واقع ہوا ہے کہ عامر بن ربیعہ نے سہل بن حنیف کو غسل کرتے دیکھا تو عامر کی نظر سہل کو لگ گئی۔ انہوں نے کہا میں نے ایسا نرم نازک اور حسین و جمیل جسم والا شخص نہیں دیکھا۔ اگرچہ وہ پردہ نشین عورت ہی ہو۔ عامر کا اتنی بات کہنا تھا کہ سہل زمین پر گر پڑے۔ لوگوں نے حضور اکرم ﷺ کو خبر دیتے ہوئے کہا یا رسول اللہ ﷺ! سہل بن حنیف زمین پر گر پڑے ہیں اور وہ سر نہیں اٹھا سکتے۔ فرمایا کسی نے ان کے بارے

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں کچھ کہا ہے جس کی وجہ سے یہ ہوا۔ لوگوں نے کہا ہاں عامر نے ایسا کہا تھا جس سے سہل زمین پر گر پڑے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کا علاج اس طرح بتایا کہ عامر کو غسل کراؤ وہ منہ دھوئے، دونوں ہاتھ، دونوں کہنیاں، دونوں رانیں، دونوں پاؤں اور اس کی انگلیاں اور زیر تہبند کو دھوئیں۔ پھر اس غسالہ کو سہل پر بہایا جائے۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور وہ اسی وقت ٹھیک ہو گئے۔

(۵) صحابہ کرام خندق کھودنے میں مشغول ہو گئے۔ کھدائی کا سامان مثلاً کدال، پھاوڑہ، چھینی اور ہتھوڑ وغیرہ بنو قریظہ کے یہودیوں سے عاریۃً لیا تھا۔ بنو قریظہ قریش کے ساتھ ہر وقت صلح سے رہتے تھے۔ اور اپنے عہد و پیمان پر قائم تھے۔ قریش کا مدینہ منورہ پر چڑھائی کرنا انہیں ناگوار تھا۔ ہوا اس وقت بہت ٹھنڈی چل رہی تھی اور صحابہ پر بھوک کا غلبہ تھا بایں ہمہ کھودنے میں مشغول تھے اور کندھوں پر اور سروں پر مٹی ڈھوتے تھے ان کے پاس غلام نہ تھے کہ وہ کام کرتے۔ جب حضور ﷺ ان کی یہ محنت ومشقت اور کھدائی میں رنج وتعب اور بھوک کی نقاہت کو ملاحظہ فرماتے تو بآواز بلند فرماتے "**اللھم لاعیش الا عیش الآخرہ۔ فاغفر للانصار والمھاجرہ**"۔

فائدہ: بعض فرماتے ہیں کہ یہ قول حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا ہے جو فضلائے صحابہ اور ان کے شعراء میں سے تھے تو حضور ﷺ نے ان کے شعر کو قبول فرما کر پڑھا۔ اور اسی طرح صحابہ بھی حضور ﷺ کے ہم آواز ہو کر کہتے:

نحن الذین بایعوا محمد
علیٰ الجھاد مابقینا ابدا

یعنی ہم نے محمد ﷺ کی جہاد پر بیعت کی ہے جب تک ہم زندہ ہیں ہمیشہ قائم رہیں گے۔ بعض روایتوں میں آخر میں اتنا زیادہ مروی ہے کہ:

والعن عضلاء و انصارۃ
ھم کلفونا نقل الحجارۃ

اے خدا عضل وقارہ اور اس کے مددگاروں پر لعنت کر کہ انہوں نے ہمیں پتھروں کے بوجھ کی تکلیف دی ہے۔

(۶) صحیح بخاری میں براء بن عازب سے مروی ہے کہ جب روز احزاب ہوا اور حضور ﷺ نے خندق کو کھودا تو لوگوں نے دیکھا کہ خندق کی مٹی کو اٹھاتے تھے یہاں تک کہ آپ کے بطن اقدس کی تابانی کو مٹی نے ڈھانپ لیا تھا۔ اور حضور اکرم ﷺ کثیر الشعر تھے اس وقت آپ کے یہ اشعار لوگوں نے سنے جو ابن رواحہ کے کلمات ہیں آپ فرماتے تھے۔

اللھم لولا انت مااھتدینا
ولا تصد قنا ولا صلینا
فانزلن سکینۃ علینا
وثبت الاقدام ان لاقینا
ان الاولیٰ بغوا علینا
ان ارادوا فتنۃ ابینا

اور "**ابینا ابینا**" کے کلمہ کو بلند آواز سے فرماتے۔ مطلب یہ کہ اے خدا اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ نہ ہم تصدیق لاتے اور نہ نماز پڑھتے۔ تو ہم پر سکینہ نازل فرما۔ اور دشمنوں سے جنگ کرتے وقت قدموں کو برقرار رکھ۔ بے شک پہلے گروہ نے ہم پر چڑھائی کی۔ اگر وہ فتنہ کا ارادہ رکھتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں۔"

(۷) غزوۂ خندق میں حضور اکرم ﷺ کی نبوت کی بے شمار نشانیاں اور علامتیں ظاہر ہوئیں چنانچہ ان میں سے ایک وہ ہے جسے صحیح بخاری میں حضرت جابر سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم خندق کھودنے میں مصروف تھے کہ اچانک ایک بڑا پتھر بہت سخت نکل آیا جس پر چھینی اور ہتھوڑا کچھ اثر نہ کرتا تھا۔ پھر حضور ﷺ کے پاس صحابہ پہنچے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ایک پتھر کی چٹان نکل آئی ہے جو خندق کی کھدائی میں رکاوٹ ڈال رہی ہے۔ اس پر حضور اکرم ﷺ کھڑے ہوئے حالانکہ حضور ﷺ کے شکم اطہر پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا۔ اور ہم نے بھی تین وقت سے کوئی چیز چکھی تک نہ تھی۔ حضور ﷺ نے ہتھوڑا لے کر اس چٹان پر مارا تو وہ ریت کی مانند ریزہ ریزہ ہو گئی یہ روایت بخاری کی ہے۔ مسند احمد نسائی میں بسند حسن براء

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے اس سے زیادہ روایت کی گئی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کا حکم فرمایا تو ہمارے سامنے پتھر کی ایک چٹان ایسی برآمد ہوئی جس پر ہتھوڑا چھینی کچھ اثر نہ کرتے تھے۔ اس کے لئے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا آپ تشریف لائے اور ہتھوڑا لے کر بسم اللہ کہہ کے اس پر ایک ضرب لگائی تو وہ ایک تہائی ریزہ ریزہ ہو کے بکھر گئی اور فرمایا اللہ اکبر مجھے شام کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں خدا کی قسم! بلاشبہ میں نے شام کے سرخ محلات کو اس ضرب میں دیکھ لیا ہے۔ اس کے بعد دوسری ضرب لگائی اور دوسری تہائی کو توڑ دیا اور فرمایا "اللہ اکبر مجھے فارس کی کنجیاں عطا فرمائی گئیں۔ خدا کی قسم میں نے مدائن کے سفید کنگرے اس گھڑی دیکھے ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے مدائن کے کنگروں کی نشانیاں بیان فرمائیں۔ اس پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "قسم ہے اس خدا کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا بلاشبہ وہ کنگرے ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے بیان فرمائے ہیں۔ (مدائن فارس کا ایک شہر ہے جسے نوشیرواں نے آباد کیا ہے) اس کے بعد تیسری ضرب لگائی تو بقیہ پتھر بھی ریزہ ریزہ ہو گیا۔ اور فرمایا "اللہ اکبر! مجھے یمن کی کنجیاں مرحمت فرمائی گئیں خدا کی قسم میں صنعا کے دروازوں کو یہاں سے جہاں اس وقت کھڑا ہوں دیکھ رہا ہوں۔

فائدہ : یہ معجزہ نبی پاک ﷺ کے علم غیب اور اختیار کل کے ثبوت کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔ کہ جس میں معمولی شک کو بھی گنجائش نہیں لیکن منکر بضد ہے کہ وہ نہ علم غیب کو مانتا ہے اور نہ اختیار کو۔

(۸) خندق کی کھدائی سے فارغ ہو چکے تب لشکر کفار نمودار ہوا اور وہ قبائل جو ان کی حمایت اور موافقت میں تھے وہاں آن اُترے یہ دس ہزار تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے کوہ سلع کے دامن میں تین ہزار صحابہ کی جماعت کے ساتھ قیام فرمایا "لشکر اسلام اور لشکر کفار کے درمیان خندق حائل تھی۔ اس کے بعد دشمن خدا، حی بن اخطب، ابو سفیان کے کہنے سے اور اپنی اس ذاتی عداوت سے جو اسے حضور ﷺ سے تھی اور اس عداوت سے جو بنی نضیر کی جلاوطنی سے اسے حاصل ہوئی تھی کعب کے پاس آیا جو بنو قریظہ کی طرف سے صاحب عہد و پیمان تھا۔ اسے قریش کی طرف بلایا، چونکہ بنی قریظہ

حضور ﷺ کے ساتھ عہد کے پابند تھے انہوں نے اس سے انکار کر دیا۔ اور اس پر دروازہ بند کر دیا۔ اور کعب نے حی کو گالی دے کر کہا او بدبخت ہم نے محمد (ﷺ) سے عہد کر رکھا ہے ہم اس عہد کو توڑ نہیں سکتے۔ اس نے پھر دروازہ کھولنے پر اصرار کیا اور حیلے بہانے بنائے اور کعب پر طعنہ زنی کرتے ہوئے کہا "شاید تو اس ڈر سے دروازہ نہیں کھولتا کہ کہیں میری ضیافت نہ کرنی پڑے۔" چونکہ عرب کے درمیان، بخل و خست سے زیادہ شنیع کوئی اور خصلت نہ تھی۔ کعب پر یہ بات بہت دشوار و گراں گزری اس نے دروازہ کھول دیا اور اس کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ہر چند حی، اس کو حضور ﷺ کی مخالفت اور عہد شکنی پر ابھارتا مگر وہ نہ مانتا اور انکار کر دیا۔ لیکن حی بھی حیلہ گری میں آدھا شیطان تھا مکر و فریب میں پھانس کر اپنا مدعا نکال لیا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا کہ وہ بنی قریظہ کی خبر لائیں۔ دوسری روایت میں ہے کہ حضرت سعد بن معاذ اور حضرت سعد بن عبادہ اور دیگر صحابہ کرام کی جماعت کو ان کے ساتھ بھیجا تا کہ بنو قریظہ کو پند و نصیحت کر کے خلاف ورزی اور عہد شکنی سے باز رکھیں۔ لیکن انہوں نے ان سب کو خبیث ترین اور بدترین حالت اور افعال میں مبتلا پایا۔

"ونعم الوکیل" لیکن کمزور دل مسلمانوں کی حالت خوف اور کفار کی شوکت کے رعب سے باہر ہو گئی اور انتہائی رعب و خوف سے ان کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے اس کی خبر دیتے ہوئے فرمایا۔

"اذ جاؤکم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر وتظنون باللہ الظنونا ھنالک ابتلی المؤمنون وزلزلوا زلزالاً شدیداً۔"

ترجمہ: یاد کرو جب تم پر تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے کفار امنڈ کر آئے اور تمہاری آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور تمہارے دل حنجروں میں اٹک گئے اور اللہ کے ساتھ قسم قسم کا گمان کیا۔ اس جگہ مسلمانوں کو آزمائش میں مبتلا کیا اور ان کو خوب شدت کے ساتھ جھنجوڑا گیا۔

اور منافقین اور ضعیف الایمان لوگ کہنے لگے کہ محمد (ﷺ) ہمیں وعدہ دیتے

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تھے کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے ہمارے ہاتھوں میں ہوں گے۔ اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم لاچار و مجبور ہو کے رہ گئے ہیں اس وقت یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

واذیقول المنافقون والذین فی قلوبھم مرض ماوعدنا اللہ و رسولہ الاغرورا۔

ترجمہ: یاد کرو جب منافقوں نے ضعیف الاعتقاد لوگوں سے کہا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے نہیں وعدہ کیا مگر دھوکہ کا۔

ان میں سے کچھ لوگوں نے اجازت چاہی اور بہانے تراشے کہ ہمارے گھر خالی ہیں اور کوئی ان کی محافظت کرنے والا نہیں ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔

واذقالت طائفۃ منھم یااھل یثرب لامقام لکم فارجعوا ویستاذن فریق منھم النبی یقولون ان بیوتنا عورۃ وما ھی بعورۃ ان یریدون الا فراراہ۔

ترجمہ: یاد کرو جب ان میں سے ایک گروہ نے کہا اے یثرب والو تمہارے لئے ٹھہرنے کی جگہ نہیں لوٹ چلو۔ اور ان میں سے ایک فریق نے نبی سے اجازت مانگی کہ ہمارے گھر خالی ہیں حالانکہ وہ خالی نہیں، نہیں چاہتے مگر وہ فرار ہونا۔

• اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ کو تین سو افراد کے ساتھ مدینہ منورہ کے مکانات قلعوں اور گھروں کی حفاظت کے لئے روانہ کر دیا۔ اور قریش نے بیس روز یا چوبیس روز یا ستائیس روز تک باختلاف اقوال، مسلمانوں کا محاصرہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ اس محاصرے سے تنگ آ گئے۔ اس محاصرہ کے دنوں میں روزانہ رات کو حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ ایک جماعت کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے خیمہ کی پاسبانی کرتے تھے۔ مشرکین آتے تھے اور حضور ﷺ کے خیمہ کی طرف رخ کرتے تھے لیکن اتنی طاقت نہ پاتے تھے کہ خندق کو عبور کریں۔

مقابلہ کا بیان

دونوں لشکروں کے درمیان خوب مقاتلہ و محاربہ واقع ہوا۔ خصوصاً حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس غزوے میں ایسا مقابلہ و مقاتلہ کیا جو عقل و فہم کی حدود سے ماورا ہے۔ جیسا کہ احادیث میں وارد ہوا ہے کہ "**لمبارزۃ علی ابن ابی**

طالب یوم الخندق افضل من اعمال امتی الیٰ یوم القیامۃ"

یعنی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یوم خندق مقابلہ کرنا قیامت تک کی میری امت کے اعمال سے افضل ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی مرتضیٰ کے حق میں دعا فرمائی اور اپنی وہ تلوار جس کا نام ذوالفقار تھا ان کو عطا فرمائی۔ جتنی مشقت و محنت حضور اکرم ﷺ اور مسلمانوں کو رنج و تعب اس غزوے میں پہنچا کسی غزوے میں نہ پہنچا تھا۔ اگرچہ احد میں بھی شدتیں، تکلیفیں اور مشقتیں تھیں لیکن وہ سب ایک دن کے لئے تھیں اس وقت صرف قریش تنہا تھے لیکن روز خندق تو تمام قبائل عرب مجتمع ہو کر اپنے آپ کو ہلاک کرنے اور استیصال کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا واقعہ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔ خندق کے دنوں میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کے خیمہ کے برابر کفار نے جنگ شروع کر رکھی تھی۔ اور حضور ﷺ زرہ پہنے پیادہ، یا سوار کھڑے تھے دو روایتیں ہیں۔ سیدہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ "میں ان دنوں حضرت سعد بن معاذ کی والدہ کے ساتھ مدینہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں تھی کہ حضرت سعد بن معاذ تنگ و چھوٹی زرہ پہنے ہوئے گزرے یہ زرہ ہاتھ اور پاؤں کے لئے پوری اور کافی نہ تھی کیوں کہ حضرت سعد بن معاذ مرد عظیم اور طویل القامت تھے۔ ام سعد نے کہا اے میرے بیٹے! جلدی جاؤ اور رسول اللہ ﷺ کے حضور پہنچو۔ میں نے کہا اے ام سعد! اگر وہ اس سے بڑی زرہ پہنتے تو بہتر ہوتا۔ مجھے خوف ہے کہ ان کے ہاتھوں میں کوئی تیر نہ لگ جائے۔ ام سعد نے کہا خدا وہی حکم کرتا ہے جو ہونا ہوتا ہے۔" جب حضرت سعد خندق کے کنارے پہنچے تو حبان بن العرق نے لشکر کفار کی صف سے نکل کر ان پر ایک تیر پھینکا اور کہا "**خذھا وانا ابن العرقہ**" "یعنی لو اس تیر کو روکو، میں عرقہ کا بیٹا ہوں۔" وہ تیر حضرت سعد نے اکحل پر کھایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا "**حرق اللہ وجھک فی النار**"۔ "خدا جہنم کی آگ میں تیرا منہ جلائے"۔ اکحل ایک رگ کا نام ہے جو کہنیوں کے جوڑ میں ہوتی ہے جب وہ کٹ جائے تو آدمی کے جسم کا سارا خون نکل جاتا ہے۔ اس رگ کو "**عرق الحیوۃ**" اور "**ھفت اندام**" بھی کہتے ہیں۔ ہر عضو میں اس کی شاخیں

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہیں۔ ہاتھ میں اس رگ کا نام اکحل ہے اور پشت میں ابہر اور ران میں نساء (فتح نون) "عرق النساء" جو ایک مرض کا نام ہے اس کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہے۔ جب حضرت سعد زخمی ہو گئے اور انہوں نے جانا کہ اس زخم سے میری زندگانی دشوار ہے تو دعا کی اے خدا اگر تیرے رسول ﷺ کو قریش کے ساتھ اور بھی جنگ لڑنی ہے تو تو مجھے نہ مارنا کہ ان کے ساتھ میں مقاتلہ کروں۔ ورنہ اس تیر کو جو مجھے لگا ہے میری شہادت کا ذریعہ بنا لیکن اتنی مہلت دے کہ میں بنو قریظہ کی عہد شکنی کا انجام اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔" اسی وقت ان کے زخم سے خون بہنا موقوف ہو گیا اور حضرت سعد کھڑے ہو گئے۔ بنی قریظہ کا انجام اس کے بعد معلوم ہوگا۔ صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے دعا مانگی۔ "اے خدا، تو جانتا ہے کہ میرے نزدیک کوئی قوم اس قوم سے زیادہ محبوب نہیں ہے جس سے میں جہاد کروں تیرے دین کی خاطر، جس قوم نے تیرے رسول ﷺ کو جھٹلایا اور ان کو گھر سے نکالا، اے خدا ابھی قریش سے اور لڑنا باقی ہے تو مجھے ان کے لئے باقی رکھ کہ میں ان کے ساتھ جہاد کروں اور اگر جنگ اٹھالی گئی ہے اور باقی نہیں ہے تو مجھے اس زخم سے مار دے، اس کے بعد زخم کھلا اور خون جاری ہو گیا اور ان کی دعا مستجاب ہوئی"۔ (رضی اللہ عنہ)

کفار کا زور دار حملہ اور حضور ﷺ کی دعا

ایک روز کفار نے متفق ہو کر خندق کی ہر جانب یکبارگی جنگ شروع کر دی۔ اس دن رات تک جنگ جاری رہی۔ چنانچہ ظہر، عصر اور مغرب کی نماز، حضور ﷺ سے اور تمام صحابہ سے فوت ہو گئی۔ اس کا وقوع "صلوٰۃ خوف" کی مشروعیت سے پہلے ہے۔ یا یہ سبب نسیان سے ہوا۔ مقابلہ بند ہو جانے کے بعد حضور ﷺ نے حضرت بلال کو حکم فرمایا کہ اذان و اقامت کہیں اور ظہر کی نماز ادا فرمائی۔ اس کے بعد ہر نماز کے لئے اقامت کہی اور اسی ترتیب کے ساتھ قضا کو ادا فرمایا۔ اور کافروں پر دعا کی۔ "ملاء اللہ بیوتھم وقبورھم نارا کما شغلونا عن صلوۃ الوسطی" اللہ ان کافروں کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے جنہوں نے نماز وسطی سے ہمیں باز رکھا۔" نماز وسطی سے مراد نماز عصر ہے۔ یہ حدیث اس میں ناطق و صریح ہے کہ صلوٰۃ

وسطی سے مراد، نماز عصر ہے۔ اور وہ اختلاف جو صحابہ اور علماء میں صلوٰۃ وسطی کی تعیین میں ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ اس کا وقوع بر بنائے اجتہاد ہے جو اس حدیث کے اطلاع پانے سے پہلے ہے۔ لیکن مطلع ہونے کے بعد اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اور ظاہر حدیث یہ ہے کہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اور صراحت بھی موجود ہے کہ "حتیٰ غابت الشمس" یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔ اور مسلم کی حدیث میں ہے کہ "حتیٰ احمرت الشمس اواصفرت" یہاں تک کہ سورج سُرخ ہو گیا یا زرد پڑ گیا۔ اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ "بعد ماکادا الشمس یغوب" اس کے بعد قریب تھا کہ سورج غروب ہو جائے، اور ممکن ہے کہ مشغولیت کی بنا پر نماز کا وقت گزر گیا ہو اور بعد مغرب نماز پڑھی ہو۔ بعض روایتوں میں ہے کہ مشرکوں نے انہیں چار نمازوں کے اوقات میں مشغول رکھا۔ اور نماز عصر کے فوت ہونے کا خصوصیت سے ذکر فرمانا اس کی کثرتِ فضیلت کی بناء پر ہوگا۔ (واللہ اعلم)

دعا کا اثر

کفار قبیلوں میں تفرقہ و اختلاف برپا ہوا اس اختلاف و تفرقہ کا سبب یہ تھا کہ نعیم بن مسعود اشجعی غطفانی، حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ اور اس نے کہا "یارسول اللہ ﷺ! میں مومن و مسلمان ہو کر حاضر ہوا ہوں۔ اور کوئی ایک شخص بھی میرے اسلام کی خبر نہیں رکھتا میری خواہش ہے کہ حق خدمت و اعانت، آپ کے صحابہ اور غلاموں کی نسبت سے کے ساتھ بجالاؤں۔ اور ان قبیلوں کے درمیان تفرقہ وجدائی اور اختلاف پیدا کروں کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیتے ہیں کہ میں جو چاہوں کہوں؟" فرمایا کہو "فان الحرب خدعۃ" کیوں کہ جنگ ایک داؤ ہے۔ اس کے بعد نعیم بن مسعود، قریش اور قبائل کے پاس گئے اور ہر ایک سے ایسی باتیں کہیں جن سے ان میں پھوٹ پڑ گئی اور وہ ایک دوسرے سے متنفر اور بیزار ہو گئے ان میں باہمی اختلاف پیدا ہو گیا اور سب کے سب مرکز اتفاق و استقامت سے متزلزل ہو گئے۔ نعیم سب سے پہلے بنی قریظہ کے پاس پہنچے اور کہا "تم جانتے ہو کہ تمہارے ساتھ میری دوستی اور محبت کتنی ہے۔ ذرا غور کرو کہ قریش اور غطفان محمد (ﷺ) کے خلاف لڑنے نکلے ہیں اور تم اس میں ان کی مدد کر رہے ہو اور تم نہیں جانتے کہ یہ کچھ نہ

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرسکیں گے لاچار ہو کر اور غم اٹھا کر اپنے گھروں کو لوٹ جائیں گے اور تم کو محمد (ﷺ) اور ان کے صحابہ کے حوالے کر جائیں گے۔ تم ان کے ساتھ مقابلہ کی قوت نہیں رکھتے وہ تم سب کو کچل دیں گے۔" اس کے بعد وہ قریش اور غطفان کے پاس گئے اور ان سے بھی اسی قسم کی باتیں کیں اور ان کے اتفاق و اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا۔ یہ حضور اکرم ﷺ کی دعا کا اثر ہے جو لشکر احزاب پر آپ نے فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا "اللھم منزل الکتاب وسریع الحساب اھزم الاحزاب ، اللھم اھزمھم و زلزلھم وانصرنا علیھم " اے خدا! تو قرآن کا نازل فرمانے والا ہے اور جلد حساب کرنے والا ہے۔ ان قبیلوں کو شکست دے۔ اے خدا ان کو شکست دے، اور ان کو لڑکھڑا دے، اور ان پر ہماری مدد فرما۔"

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کی جنگ کے آخری تین دنوں میں ظہر و عصر کے درمیان مسجد فتح میں مسلسل دعا مانگی یعنی روز دو شنبہ، سہ شنبہ اور چہار شنبہ۔ چنانچہ حضور ﷺ کی دعا مستجاب ہوئی۔ حضرت جابر فرماتے ہیں کہ مجھے کوئی واقعہ پیش نہ آیا مگر یہ کہ اس گھڑی میں نے دعا کی اور وہ مقبول ہوئی۔

فائدہ : بعض مشائخ فرماتے ہیں کہ چہار شنبہ کے دن ظہر و عصر کے مابین دعا مانگنا وقت قبولیت دعا ہے اور اس وقت میں دعا مانگنی چاہیے۔ گویا کہ انہوں نے اس وقت کو اسی جگہ سے اخذ کیا ہے۔

سیدنا امام احمد، حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں نے روز خندق عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کوئی دعا ہے جسے میں پڑھوں کیوں کہ ہمارے دل منہ کو آرہے ہیں۔ فرمایا یہ پڑھو "اللھم استر عوراتنا وامن روعاتنا" اور ابن ظفر کی کتاب "ینبوع الحیوۃ" میں ہے کہ حضور ﷺ نے یہ دعا مانگی "یاصریخ المکروبین ویامجیب المضطرین اکشف ھمی وغمی وکربتی تری ماانزل بی وباصحابی" آپ ﷺ کی دعا مقبول ہوئی اور حق تعالیٰ نے آندھی اور زلزلہ بھیجا جس سے لشکر کفار چت ہو گیا اور ان کی دیگیں اوندھے منہ گر پڑیں۔ ان کے خیمے اکھڑ گئے۔ اور حق تعالیٰ نے فرشتوں کی ایک

جماعت بھیجی جنہوں نے خیموں کی طنابیں کاٹ دیں اور ان میں آگیں لگا دیں اور ان کے دلوں میں ایسا خوف اور رعب ڈالا جس سے فرار کے سوا کوئی چارہ نہیں دیکھا۔ جس طرح کہ قرآن کریم ان کی حالت کی خبر دے رہا ہے کہ "یاایھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذجاء تکم جنود فارسلنا علیکم ریحا وجنودا لم تروھا وکان اللہ بما تعملون بصیراo وکفی اللہ المؤمنین القتال وکان اللہ قویا عزیزاo"

یعنی اے ایمان والو! اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو تم پر ہوئی جب کہ تمہارے پاس لشکر آیا تو اللہ نے ان پر آندھی بھیجی اور وہ لشکر جو تمہیں نظر نہیں آتا تھا اور اللہ دیکھ رہا تھا جو تم کر رہے تھے۔ اور اللہ جنگ میں مسلمانوں کو کافی ہے۔ اور اللہ قوی و غالب ہے۔

اس کے بعد باد صبا نے میخوں کو اکھاڑ دیا اور ان کو گرا دیا، دیگیں زمین پر الٹ گئیں۔ کفار کے چہرے خاک آلود ہو گئے اور سنگریزوں نے ان پر مار لگائی۔ اور انہوں نے اپنے لشکر کے ہر گوشہ سے تکبیروں کی آوازیں سنیں۔ پھر وہ راتوں رات بھاگ کھڑے ہوئے اور وزنی و بوجھل سامان پھینکتے چلے گئے۔

فائدہ : مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ حق تعالیٰ اپنے حبیب کو رحمۃ للعٰلمین بنا کر نہ بھیجتا تو آندھی ان کے اوپر اس باد عقیم سے زیادہ سخت ہوتی جو قوم عاد پر بھیجی گئی تھی۔

بے ادب بے نصیب ، باادب بانصیب

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ایک عجیب نکتہ بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ احزاب والی رات میں باد صبا نے باد شمال سے کہا آؤ ہم دونوں رسول خدا ﷺ کی مدد کریں باد شمال نے جواب میں باد صبا سے کہا "ان الحرۃ لاتسیر باللیل" حرہ یعنی اصیل و آزاد عورت رات کو نہیں چلا کرتی۔ باد صبا نے کہا حق تعالیٰ تجھ پر غضب فرمائے اور اسے عقیم یعنی بانجھ بنا دیا۔ تو جس ہوا نے اُس رات رسول اللہ ﷺ کی مدد کی وہ باد صبا تھی۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا "نصرت بالصبا واھلکت عاد بالدبور" میری مدد باد صبا سے کی گئی اور قوم عاد دبور یعنی باد شمال سے ہلاک کی گئی۔

فائدہ : صبا وہ ہوا ہے جو مطلع ثریا سے الجدی اور بنات النعش تک چلتی ہے اور اس

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے مقابل دبور اور باد شمال ہے۔ اور یہ وہ ہوا ہے جب تم قبلہ رو کھڑے ہو تو تمہارے سامنے آتی ہے اور تمہارے داہنے ہاتھ ہوتی ہے۔ اور صحیح یہ ہے کہ یہ ہوا وہ ہے جو مطلع شمس اور بنات النعش کے درمیان، یا مطلع شمس سے نسر طائر کے مسقط تک چلتی ہے اور قریب یہ ہے کہ وہ رات میں چلتی ہے۔ اسے قاموس میں ذکر کیا گیا ہے۔

کفار کا حال زار

جب حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ کے حکم سے اُس رات جس رات وہ بھاگے ہیں کافروں کے لشکر میں گئے تو دیکھا کہ ایک ہوا کا طوفان ان میں ظاہر ہوا جس سے دیگوں کے سرپوش اُڑ گئے اور وہ اوندھے گر پڑے ان کے خیمے اکھڑ گئے اور آگ بگولے انہیں ہنکال کر لئے جا رہے تھے ان کے گھوڑے لشکر کے درمیان دوڑنے کودنے اور پھرنے لگے، سنگریزوں کی آوازیں آنے لگیں جو ان پر پڑ رہے تھے۔ ابوسفیان کو دیکھا کہ وہ اپنے خیمہ سے باہر آیا وہ آگ سے تاپ رہا تھا۔ حذیفہ نے تیر کو کمان میں رکھا اور چاہا کہ اس پر پھینکیں لیکن چونکہ انہیں حکم رسول ﷺ تھا کہ کسی پر دست درازی نہ کرنا چنانچہ انہوں نے تیر کو کمان کے چلے سے نکال لیا۔ کاش کہ وہ مار دیتے اور لوگوں کو اس کے شر سے نجات دیتے۔ مگر اس نے آپ ہی چھٹکارا حاصل کیا۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کفار اب دوبارہ ہم پر حملہ کرنے نہیں آئیں گے اب ہم ان پر حملہ کریں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس غزوہ کے بعد انہیں اتنی فرصت اور طاقت ہی نہ ہوئی کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کرنے آتے۔ اور ان کے مقابل لشکر کو لاتے۔ سال آئندہ حضور اکرم ﷺ عمرہ کے ارادہ سے حدیبیہ تشریف لے گئے جو فتح مکہ کا پیش خیمہ اور ابتداء تھی۔ اور تمام فتوحات کا دروازہ تھا۔ کیوں کہ "انا فتحنالك فتحامبينا" (بے شک ہم نے تمہیں واضح فتح دی) کا اسی طرف اشارہ ہے۔

مژدۂ فتح

حضرت حذیفہ فرماتے ہیں کہ جب میں لشکر کفار سے واپس آیا تو راستہ میں بیس سواروں کو دیکھا جو سفید عمامے باندھے ہوئے تھے انہوں نے مجھ سے کہا تم اپنے آقا کو خبر دیدو کہ حق تعالیٰ نے کفار کے لشکر سے آپ کو خلاصی عنایت فرمادی۔ جب میں

حضور اکرم ﷺ کی قیام گاہ پہنچا تو آپ نماز میں مشغول تھے۔ حضور ﷺ کی عادت یہ تھی کہ جب کوئی اہم معاملہ درپیش آتا تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے قریب آنے کا اشارہ فرمایا۔ میں قریب گیا اور آپ نے مجھے بشارت دی اور تبسم فرمایا اس طرح کہ آپ کے دندانِ مبارک کا نور درخشاں ہو گیا۔

سیدنا ابراہیم اور نبی کریم علیہما الصلوٰۃ والتسلیم

ابراھیمی معجزات

مورخین کے قول کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جو اعجاز ظہور پذیر ہوئے وہ پانچ ہیں۔

1)...... کفار نے جب منجنیق کے ذریعہ آگ میں پھینکا۔ اور کہا کہ اپنے معبودوں کی مدد کرتے ہوئے ان کو جلا دو۔ تو اس وقت آپ پر آگ کا سرد ہو جانا اور سلامت رہنا جس کا ذکر قرآن مجید میں مفصل ہے۔

(ا) معجزات مصطفےٰ ﷺ

نبی کریم ﷺ کی ذات مبارکہ سے بھی اس معجزہ کا اظہار ہوا۔ جب کہ آپ نے خیبر کو فتح کر لیا اور وہاں کے رہنے والے قتل سے بچ گئے انہوں نے ایک خندق خیبر کے دروازے پر کھودی اور اس کو آگ سے بھر دیا۔ اور کہا کہ حضور اکرم ﷺ کے سوا کوئی خیبر میں نہ جائے۔ تو آپ اکیلے ہی تشریف لے جا رہے تھے۔ تو آپ کا قدم مبارک جب اُس جگہ پر پڑا جہاں خندق تھی اور آگ تھی تو فوراً آپ کے دم قدم سے وہ آگ چاروں طرف سے گلزار بن گئی۔ اور طرح طرح کی اقسام کے پھل اور پھول وہاں موجود تھے۔ اور ذرہ بھر بھی آپ پر آگ کا اثر نہ ہوا۔

یہ دیکھتے ہی کفار ایمان لے آئے۔ صرف ایک گمراہ نہ ایمان نہ لایا۔

صدقہ مصطفےٰ ﷺ

غور کیا جائے تو ابراہیم علیہ السلام کا معجزہ بھی نبی پاک ﷺ کا صدقہ ہے چنانچہ شاعر نے کہا

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فلولاک فی صلب الخیل لما انطفت
علی جسمه نار وقیل لها ابردی!

ترجمہ: اگر حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پشت مبارک میں نورِ محمدی نہ ہوتا تو ان کے جسم پر آگ نہ بجھتی اور ٹھنڈی ہو جانے کے متعلق نہ کہا جاتا۔

نار گلزار

یہ کمال اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ السلام کے طفیل آپ کے غلاموں کو بھی عطا فرمایا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے نارِ نمرودی گلزار ہوگئی۔ تو حضور ﷺ کے غلاموں کے لئے کئی بار نارِ کفار سرد ہوگئی۔ یعنی وہ ایک بار اور حضور کے غلام کئی بار آگ سے محفوظ و مصئون رہے اور حضور ﷺ کے غلاموں کے جسموں کو آگ نے نہ جلایا۔

ذویب رضی اللہ عنہ

ابن وہب ابن لہیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب اسود عنسی نے دعویٰ نبوت کیا۔ اور صنعاء پر غالب آ گیا۔ تو اس نے حضور ﷺ کے صحابی ذویب ابن کلیب رضی اللہ عنہ کو آگ میں ڈال دیا۔ کیونکہ یہ حضور پر ایمان لے آئے تھے اور آگ نے انہیں نہ جلایا یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"الحمد لله الذی جعل فی أمتنامثل ابراهيم خليل الله ـ"

(خصائص کبریٰ، جلد۲، صفحہ۸۰)

ترجمہ: پاکی ہے اس کو جس نے اُمت نبوی میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے مثل بنائے۔

ابو مسلم خولانی وغیرہ

ابا مسلم خولانی و دیگر صحابہ کرام کو ان کی قوموں نے آگ میں ڈال دیا اور آگ نے انہیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا۔ غرض کہ جو منصب خلیل اللہ علیہ السلام کو ملا اسی کا پَر تو سید الانبیاء ﷺ کے غلاموں کو عطا ہوا۔

حضور ﷺ کا رومال مبارک

اگر خلیل اللہ علیہ السلام کے جسم اقدس کے لئے آگ سرد ہوگئی تو سید الانبیاء

ﷺ کے رومال مبارک کے لئے متعدد بار آگ گلزار ہوگئی۔ یعنی خلیل اللہ علیہ السلام کا جسم سلامت رہا اور محبوب خدا کے رومال مبارک کو بھی آگ نے نہ جلایا۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے ابو نعیم عباد بن عبد الصمد سے روایت کرتے ہیں کہ ہم چند آدمی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاں مہمان ہوئے آپ نے کنیز کو کھانے کا فرمایا جو رومال لائی وہ میلا تھا۔

حضرت انس نے فرمایا:

"سجری التنور فاوقدمة فامرنا بالمنديل فطرح فيه فخرج ابيض كانه اللبن۔"

ترجمہ: تنور جلا اس میں رومال ڈال دے۔ کنیز نے رومال تنور میں ڈال دیا۔ اور تھوڑی دیر بعد دودھ کی طرح سفید رومال تنور سے نکالا۔

حاضرین نے بڑے تعجب سے دریافت کیا کہ یہ کیا بات ہے۔ آگ نے اس رومال کو نہ جلایا بلکہ صاف و شفاف کر دیا۔ حضرت انس نے جواب دیا:

"هذا منديل كان رسول الله ﷺ يمسح وجهه فاذا اتسخ صنعنا به هكذا۔" (خصائص کبریٰ، جلد۲، صفحہ۱۸۰)

ترجمہ: یہ وہ رومال ہے جس سے حبیب خدا ﷺ اپنا چہرہ اقدس صاف فرمایا کرتے تھے۔ جب یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اسی طرح تنور میں ڈال کر اجلا کر لیتے ہیں۔

انتباہ: یہ رومال متعدد بار آگ میں ڈالا جاتا ہے مگر نہیں جلتا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ اس رومال سے اپنا چہرہ مبارک صاف فرمایا کرتے تھے۔ ثابت ہوا کہ خلیل اللہ علیہ السلام کے جسم مبارک کو آگ نے نہ جلایا اور حبیب اللہ ﷺ کے جسم مبارک سے جو چیز مس کر جائے اس کو آگ نہیں جلا سکتی۔

نار گلزار بر عمار رضی اللہ عنہ

ابن سعد حضرت یحییٰ بن حماد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ کو کافروں نے آگ میں ڈال دیا۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور آپ نے آگ کو حکم دیا:

"یا نار کونی برداوسلاما علٰی عمار کما کنت علٰی ابراهیم ۔"

(خصائص کبریٰ، جلد۱، صفحہ۸۰)

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ترجمہ: اے آگ عمار کے لئے تو اسی طرح ٹھنڈی ہو جا۔ جس طرح حضرت ابراہیم پر ٹھنڈی ہوگئی تھی آگ فوراً سرد ہوگئی۔

امتحان میں کامیاب

حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے اور حضرت عمار خلیلِ مصطفےٰ ﷺ ہیں۔ جس طرح اللہ عزوجل نے اپنے خلیل کا امتحان لیا اور آگ میں ڈلوا کر خود ہی ان کی مدد و نصرت فرما کر دنیا پر ظاہر فرما دیا کہ میرا خلیل میری رضا پر راضی ہے۔ اسی طرح بلا تمثیل حضرت عمار کے صبر و استقامت علی الدین کا امتحان ہوا۔ کفار مکہ نے حضرت عمار کو آگ میں ڈال دیا۔ دنیا پر ظاہر ہوگیا کہ خلیلِ مصطفےٰ ﷺ محمد رسول اللہ ﷺ کی رضا پر راضی ہے۔ جس طرح نارِ نمرودی مشتعل ہوئی۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو پیہہ کے ذریعہ آگ میں ڈالے گئے۔ اس خونی منظر کو دیکھ کر بزم ملائکہ میں کھلبلی پڑی۔ عرشِ معلی لرز اٹھا کائنات کا ہر ذرہ بلک پڑا اور حورانِ مہ جبین نے اس منظرِ بے نیازی کو دیکھ کر اپنے کلیجے تھام لئے۔ ملائکہ جنابِ الٰہی سے امداد کی اجازت لے کر خلیل علیہ السلام کے حضور حاضر آئے۔ ملکِ ہوا و نار نے اپنی خدمات پیش کیں۔ مگر خلیل اللہ نے انکار کر دیا۔ بالآخر ربُ العزت جل جلالہ کا حکم پہنچا اور آگ گلزار ہوگئی۔ اسی طرح بلا تمثیل آج سرورِ انبیاء، حبیبِ کبریا ﷺ کے خلیل حضرت عمار کا امتحان ہے۔ نارِ مشرکین مشتعل ہوئی اور خلیلِ مصطفیٰ ﷺ کو آگ میں ڈال دیا گیا۔ عمار آگ میں ہیں۔ رضائے مصطفےٰ پر راضی ہوئے۔ مشرکین خوشیاں منا رہے ہیں۔ کہتے ہیں، اب کون بچائے گا، جسے رسول مانا ہے اُسے پکارو۔ جس کا کلمہ پڑھتے ہو اسے بلا لو۔ غرض کہ ادھر کفار خوشی و مسرت کے شادیانے بجا رہے ہیں اور ادھر ملائکہ محوِ حیرت ہیں۔ حورانِ بہشتی بے چین ہیں وحوش و طیور غمگین ہیں۔ عرشِ مجید کانپ رہا ہے۔ کائنات کا ہر ذرہ لرز رہا ہے۔ اور حضرتِ عمار کی شجاعت اور استقامت علی الدین پر انگشت بدنداں ہے۔

کہ یک دم سلطانِ دارین، محبوبِ ربُ المشرقین والمغربین، مدنی تاجدار، نائب پروردگار، رسولِ اکرم خلیفۃ اللہ الاعظم رحمۃ اللعالمین۔ شفیع المذنبین محمد مصطفےٰ ﷺ نے طلوعِ اجلال فرمایا۔ پھر کیا تھا۔ یہ تو دنیا کی آگ تھی۔ ان کی تو یہ شان ہے کہ

نارِ دوزخ کو چمن کردے بہارِ عارض
ظلمتِ حشر کو دن کردے بہارِ عارض

حضور ﷺ نے بے دھڑک حکم فرمایا کہ اے آگ جس طرح تو خلیلِ خدا کے لئے ٹھنڈی ہوگئی تھی، اسی طرح آج میرے خلیل عمار کے لئے سرد ہو جا۔

الحمد للہ، مصطفےٰ ﷺ کا حکم پاتے ہی آگ گلزار ہوگئی۔ حضرت عمار صحیح و سلامت باہر تشریف لائے۔ یہ امتحان میں کامیاب ہوئے اور کفار و مشرکین طاقتِ نبوی کا سکہ مان گئے۔ وہ جان گئے کہ یہ نائبِ خدا اور رسولِ صادق ہیں۔ ان کا حکم جہان کا ہر ذرہ مانتا ہے۔ اور ساری کائنات ان کے زیرِ فرمان ہے ؎

عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام

نارِ نمرود سے بڑھ کر

نارِ نمرودی ایک ساعت کے لئے تھی بجھادی گئی۔ مگر سید الانبیاء ﷺ کے باعث ایک ہزار برس کی آگ سرد ہوگئی۔ چنانچہ فارس کے آتش کدہ میں ایک ہزار برس سے آگ روشن تھی۔ پارسی اس کی پوجا کرتے تھے۔ جب رحمتِ عالم ﷺ نے صحنِ عالم میں قدم رنجہ فرمایا: "**قد خمدت نار فارس نبینا ﷺ و کان لها الف عام لم تخمد۔**" (حجۃ اللہ، صفحہ ۱۶)

ترجمہ: تو فارس کے آتش کدہ کی آگ جو ایک ہزار برس سے روشن تھی سرد ہوگئی۔

فائدہ: سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے جسمِ مبارک کے لئے آگ گل و گلزار ہوگئی۔ جو ایک ساعت کے لئے تھی مگر محبوبِ خدا ﷺ کی صرف آمد نے ایک ہزار سال کی آگ کو سرد کر دیا۔

(2) حضرت ابراہیم علیہ السلام

جب آپ کو نمرود پر فتحیابی ہوئی اور اُس کے شر سے محفوظ ہوگئے۔ تو آپ نے اپنی رفیقۂ حیات (زوجہ) حضرت سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا جو کہ نہایت ہی حسینہ اور جمیلہ تھیں۔ ملکِ شام کی طرف ان کو ایک صندوق میں چھپا کر روانہ ہوئے اپنی زوجہ محترمہ

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے متعلق آپ کو بہت زیادہ غیرت تھی۔ ملک العجم ہی بادشاہ اس وقت شام کا بادشاہ تھا۔ جو کہ حسین و جمیل عورتوں پر عاشق تھا۔ اس نے اپنے نوکروں کو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو صندوق سے نکال کر اپنے پاس لانے کو کہا۔ چنانچہ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے نوکر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو اس کے پاس لے آئے۔ جب ملکِ العجم نے بُری نیت سے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اسی وقت اُس کا ہاتھ خشک ہوگیا۔ اور کسی طرح بھی اس کو کامیابی حاصل نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بادشاہ کے درمیان حجابات اُٹھا دیئے گئے تھے۔ اس لئے یہ تمام واقعہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حضرت سارہ رضی اللہ عنہا ملیں۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ تمہارے ساتھ بادشاہ نے سلوک کیا، وہ سارا واقعہ میں تمہیں سناؤں یا کہ تم مجھے سناتی ہو۔

(2) معجزہ مصطفےٰ ﷺ

فخر موجودات رسول اکرم ﷺ سے بھی حجاب اٹھا دیا گیا۔ جب کہ بارہ میل کے فاصلے سے حضرت علی المرتضیٰ کا اونٹ دیکھا تھا۔

بلا ریب ہر غیب کے ہیں وہ عالم
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

یعنی دور سے دیکھنا بایں معنی کہ درمیانی حجابات ہٹ جائیں یہ حضور نبی پاک ﷺ کے لئے ادنیٰ کمال ہے بلکہ آپ کے طفیل یہ کمال آپ کے اولیاء کو بھی حاصل ہے۔ سیدنا غوث اعظم جیلانی محبوب یزدانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

نظرت الی بلاد اللّٰہ جمعاً
کخردلۃ علی حکم اتصال

مزید تفصیل و تحقیق کے لئے فقیر کا رسالہ "دور سے دیکھنا" پڑھئے۔

حضرت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے دلائل عقلی سے یوں سمجھایا ہے چنانچہ حضرت مولانا رومی قدس سرہ نے مثنوی شریف میں فرمایا

از نبی برخواں کہ دیو و قوم او
می برند از حال انسان خفیہ بو
از رہ کانساں ازاں آگاہ نیست
زانکہ زیں محسوس وزیں اشباہ نیست
چوں شیاطیں باپلید یہائے خویش
واقفند از سرما در فکر و کیش
پس چراجا نہائے روشن درجہاں
بیخبر باشند از حال نہاں
در سرایت کمتر از دیواں شدند
رو جہا کہ خیمہ برگردوں زدند
دیو دُزدانہ سوئے گردوں رود
از شہاب اکرق و مطعوں شود
آں ز رشک روحہائے دلپسند
از فلک شاں سرنگوں می افگند
تو اگر شلی و لنگ و کور و کر
ایں گماں بہرد جہائے مہ مبر
شرم دار و لاف کم زن جان من
کہ نیے جاسوس ہست از سوئے تن
ایں طبیباں بدن دانشور مند
برمقام تو ز تو واقف تراند
تاز قار ورہ ہمی بینند حال
کہ نہ دانی تو ازاں رو احتمال
ہم زنبض و ہم ز رنگ و ہم زدم
بو برند از تو بہر گونہ سقم
پس طبیباں الٰہی درجہاں
چوں نہ دانند از تو اسرار نہاں
ہم ز نبض ہم ز چشم ہم ز رنگ
صد سقم بینند از تو بید رنگ

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

قول و فعل آں بول رنجوراں بود
کہ طبیب جسم رابرہاں بود
واں طبیب روح درجانش رود
وزرو جاں اندرا ایمانش رود
ہست پیشش سربسر اندیشۂ
چوں چراغے درد رون شیشۂ
حاجتش نبود بفعل وقول خوب
احذروھم ھم جواسیس القلوب
ایں طبیباں نوآموزند خود
کہ بدیں آیات شاں حاجت بود
کاملاں ازدور نامت بشنوند
تابقعر تارو پودت درروند
بلکہ پیش از زادن تو سالہا
دیدہ باشندت ترابا حالہا
حال تو دانند یک یک موبمو
زانکہ پُر ہستند از اسرار ھُو

ترجمہ: نبی کے علم کی شان تو بہت ارفع واعلیٰ ہے۔ شیطان اور جنات انسان کو اس کے ایسے خفیہ حالات بتا دیتے ہیں جن کو وہ خود بھی نہیں جانتا اور اس کو ان کا وہم وگمان تک نہیں ہوتا۔ جب ناپاک شیاطین کو ہمارے پوشیدہ حالات کا علم ہے تو انبیاء واولیاء ہمارے حالات سے کیسے بے خبر رہ سکتے ہیں جن پر آسمانی اسرار منکشف ہیں کیا وہ زمین کے حالات کے جاننے میں معاذ اللہ شیاطین وجنات سے پیچھے رہ جائینگے۔

شیطان جب آسمان پر جانا چاہتا ہے تو انبیاء کی عداوت کے باعث فرشتے اس کو آسمان سے مار مار کر نیچے زمین پر گرا دیتے ہیں۔ انسان اپنے عیوب پر نظر رکھے لیکن ارواح مقدسہ میں اپنے عیبوں کو تلاش نہ کرے اور ان پاکیزہ نفوس کو اپنے اوپر قیاس نہ کرے۔ اے عزیز شرم کر اور اپنے علم پر شیخی نہ مار کیونکہ تیرے جسمانی حالات کو بہت سے جاسوس تجھ سے زیادہ جانتے ہیں جب جسمانی طبیب تیرے امراض کا علم تجھ سے

زیادہ رکھتے ہیں۔ نبض وقارورہ رنگ ودم سے سینکڑوں بیماریوں کا پتہ چلا لیتے ہیں تو روحانی طبیب جن کے سینے تجلیات ربانی سے روشن ومنور ہیں تیرے اسرار باطنی سے کیسے باخبر نہ ہوں گے۔ یہ حضرات تو اپنے نور باطنی سے صرف ایک نظر ڈال کر روح کا مشاہدہ اور ایمان کا مکمل جائزہ لے لیتے ہیں انہیں علامات ومعلومات کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ان سے ڈرو کہ یہ دلوں کے جاسوس ہیں اور ایسے باکمال حضرات ہیں کہ دور سے تیرا نام سُن کر ہی تیرے وجود کی گہرائیوں تک پہنچ جاتے ہیں بلکہ تیری پیدائش سے برسوں پہلے تیرے حالات ان کی نظر میں ہوتے ہیں۔ تیرے ایک ایک حال اور بال بال کی خبر رکھتے ہیں کیونکہ ان کے سینے انوار تجلیات الٰہیہ سے منور ومعمور ہیں۔

(3) معجزئہ ابراھیمی ﴿

اللہ تعالیٰ کی مدد اور قدرت کاملہ سے سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے پرندوں کو زندہ فرمایا۔ قرآن پاک میں اس کا ذکر موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**واذقال ابراھیم رب ارنی کیف یحی الموتٰی ، قال اولم تؤمن ، قال بلٰی ولکن لیطمئن قلبی ، قال فخذ اربعۃ من الطیرفصرھن الیک ثم اجعل علٰی کل جبل منھن جزء اثم ادعھن یاتینک سعیا واعلم ان اللہ عزیز حکیم ٥**"
(پارہ نمبر۳، البقرۃ)

ترجمہ: اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر اُن کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

فائدہ: مفسرین نے لکھا ہے کہ سمندر کے کنارے ایک آدمی مرا پڑا تھا جوار بھاٹے میں سمندر کا پانی چڑھتا اترتا رہتا ہے جب پانی چڑھتا تو مچھلیاں اُس لاش کو کھاتیں جب اُتر جاتا تو جنگل کے درندے کھاتے جب درندے جاتے تو پرندے کھاتے۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہ ملاحظہ فرمایا تو آپ کو شوق ہوا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مردے کس طرح زندہ کیے جائیں گے آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا یارب مجھے یقین ہے کہ تو مردوں کو زندہ فرمائے گا اور اُن کے اجزاء دریائی جانوروں اور درندوں کے پیٹ اور پرندوں کے پوٹوں سے جمع فرمائے گا لیکن یہ عجیب منظر دیکھنے کی آرزو رکھتا ہوں۔ مفسرین کا قول یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل کیا ملک الموت حضرت رب العزت سے اذن لے کر آپ کو بشارت سُنانے آئے آپ نے بشارت سن کر اللہ کی حمد کی اور ملک الموت سے فرمایا کہ اس خلّت کی علامت کیا ہے؟ اُنھوں نے عرض کیا یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا قبول فرمائے اور آپ کے سوال پر مردے زندہ کرے تب آپ نے یہ دعا کی۔ (خازن)

نوٹ: حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ واقعہ تفاسیر میں مفصل ہے فقیر کی تفسیر "فیوض الرحمٰن" کا مطالعہ فرمایئے۔

(3)معجزات مصطفےٰ ﷺ

آقائے نامدار حبیب کردگار جناب محمد مصطفےٰ ﷺ نے بھی اللہ کے حکم سے مُردہ کو زندہ فرمایا جب بنو تمیم کے قبیلہ کے ایک آدمی نے ایک مردہ پرندہ آپ کے سامنے رکھا۔ اور کہا کہ اگر آپ اس مردہ پرندہ کو زندہ کردیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ تو نبی پاک ﷺ نے اپنا دستِ رحمت اس پرندہ پر رکھتے ہوئے اپنی زبان مبارک سے بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ فرمایا تو وہ پرندہ فوراً اللہ تعالیٰ کے اذن سے زندہ ہوگیا۔ اور اڑنے لگا بلکہ ایسے کمالات تو اولیائے امت مصطفےٰ ﷺ میں بے شمار پائے جاتے ہیں جن کا ذکر آتا ہے۔

فائدہ: بعض حضرات کے قول کے مطابق نبی پاک، صاحب لولاک ﷺ کا یہ اعجاز مبارک دیکھ کر بنو تمیم قبیلہ ایمان کی دولت سے مشرف ہوا۔

احیاء الموتٰی

نبی پاک ﷺ کے معجزات احیاء الموتٰی بکثرت ہیں ان کا بیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ذکرِ خیر میں آئے گا۔ (ان شاءاللہ)

(4)معجزہ ابراہیمی علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لوگوں نے ایک دفعہ عرض کیا کہ آپ اپنے قدم مبارک کے تلوے کے نیچے جو پتھر ہے اس سے درخت اگادیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ سن کر کوہ طور پر تشریف فرما ہوئے اور ایک قدم پتھر پر رکھ کر رب تعالیٰ سے التجا کی تو فوراً اس پتھر سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک درخت نکل آیا۔

(4)معجزات مصطفےٰ ﷺ

رسول پاک ﷺ سے جب قبیلہ بنو ثقیف کے لوگوں نے درخت اگانے کے بارے میں عرض کیا تو آپ کے قدم مبارک میمنت لزوم کے نیچے سے درخت نکل آیا۔

نوٹ: اس قسم کے دیگر معجزات فقیر کی "مجمع البرکات فی شرح دلائل الخیرات" میں پڑھئے۔

(5)معجزہ ابراہیم علیہ السلام

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک شام میں تھے۔ اور ان کے صاحبزادہ حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام مکہ مکرمہ میں تھے تو آپ علیہ السلام نے ملک شام سے اپنے صاحبزادہ کو پکارا تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مکہ مکرمہ میں آپ علیہ السلام کی آواز سن کر جواب عرض کیا کہ ابا جان میں حاضر ہوں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، کیا حال ہے؟ عرض کیا اللہ کریم کی رحمت سے اچھا ہوں۔

فائدہ: قطع نظر معجزہ پر ایمان رکھنے کے دور حاضرہ میں سائنسی ایجادات سے یہ مسئلہ مشکل نہیں رہا آج ہر شخص دور کی باتوں کو دیکھا اور سن رہا ہے۔ لیکن کمالات انبیاء واولیاء کے منکرین کو جب بھی انکار ہے یہی راز ہے "**ختم اللہ علیٰ قلوبھم وعلیٰ سمعھم وعلیٰ ابصارھم غشاوۃ**" میں۔

علاوہ ازیں قرآن واحادیث میں بھی اسکا ذکر صراحۃً ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا دور سے چیونٹی کی آواز سنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حجاج کو پکارنا پھر ان کا عالم ارواح وغیرہ میں سننا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا "**یاساریۃ الجبل**" کہہ کر سپہ سالار کو دور سے ہدایات دینا اور سپہ سالار کا سننا اور اس پر عمل کرنا روشن دلائل ہیں

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے۔

(5) معجزات مصطفیٰ ﷺ

حضور نبی کریم رحمۃ اللعالمین ﷺ نے جب اللہ کریم کے حکم سے غزوہ تبوک فتح فرمایا تو وہاں سے ارشاد فرمایا۔ اے حسنین (رضی اللہ عنہما) میں تم کو تبوک فتح ہونے کی خوشخبری دیتا ہوں اور ہم بہت سے مال غنیمت لے کر واپس آ رہے ہیں۔ اس وقت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا، سیدنا امام عالی مقام کی تربیت فرما رہی تھیں، تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا) تم حسین کا حسن سے زیادہ خیال رکھتی ہو۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ جب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ آواز مبارک سنی تو سمجھ گئیں کہ یہ والد محترم رسول معظم کی آواز مبارک ہے۔ رو پڑیں اور عرض کیا کہ حسن، حسین سے طاقتور ہے۔ پس یہ آواز سنتے ہی فتح کی خبر مشہور ہو گئی۔ لیکن سات روز بعد منافقین کو یقین ہوا۔

فائدہ: سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جن چالیس کفار نے امتحان لیتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ سے زیادہ فضیلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حاصل ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو خلیل بنا کر خلت کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ اور یہ تمام درجات سے اعلیٰ درجہ ہے۔ تو سرور کائنات ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ مجھ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ کیوں کہ اللہ کریم نے مجھے اپنا حبیب بنایا ہے۔ اور حبیب کا اپنے مولا کے ساتھ کلی طور پر تعلق ہوتا ہے۔ اور خلیل کا مولا کے بعض حصہ کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ حبیب اپنے رب کی ذات سے مانوس ہوتا ہے۔ لیکن خلیل اس کے ذکر سے مانوس ہوتا ہے۔

نبیوں میں نبی ایسے امام الانبیا ٹھہرے
حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوبِ خدا ٹھہرے

حبیب رب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم کو علم ہے کہ میرا نام محمد (ﷺ) کیوں رکھا گیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ محمد اللہ تعالیٰ کے نام حمید سے مشتق ہے اس لئے میں محمد ہوں اور میری امت کے لوگ حامد ہیں۔ یہ سن کر ان لوگوں نے آپ کی افضلیت کی تصدیق کرتے ہوئے

کہا کہ تورات میں بھی اسی طرح سے تحریر ہے۔

﴿تعمیرِ کعبہ﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بڑا اعزاز ہے لیکن یہ اعزاز کس کا صدقہ ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ؎

ہوئے کہاں خلیل و بناء کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

اعزاز ابراہیم علیہ السلام﴾

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ معظمہ کی تعمیر فرمائی۔ گویا آپ کو تعمیر بیت اللہ کا شرف حاصل ہوا۔

اعزاز مصطفیٰ ﷺ﴾

سید المرسلین ﷺ نے روحِ کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ اور تعمیر بیت اللہ کا شرف حضور کی امت کو بھی حاصل ہوا۔ چنانچہ جب کعبہ منہدم ہو گیا۔ تو قریش مکہ نے اس کی تعمیر شروع کی۔ کعبہ معظمہ کی تعمیر تو مکمل ہو گئی تھی۔ صرف حجرِ اسود کا نصب کرنا باقی رہ گیا تھا۔ اب قریش میں اس بات پر جھگڑا ہوا کہ کون حجر اسود کو اٹھا کر کعبہ میں نصب کرے۔ یہ جھگڑا بڑھا۔ اور ہر قریشی حجر اسود کے اٹھانے پر اپنی جان تک کی پروانہ کرنے لگا۔ آخر اس پر سب کا اتفاق ہوا کہ جو شخص کل صبح سب سے پہلے کعبہ میں داخل ہو وہی ہمارا حکم ہوگا۔ جو فیصلہ وہ کرے گا وہ ہمیں منظور ہوگا۔

چنانچہ اس صبح سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور قریش نے بخوشی آپ کا حکم مان لیا اور حضور ﷺ نے فیصلہ یوں فرمایا کہ ایک چادر منگائی اور اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود کو چادر میں رکھ دیا۔ پھر تمام قریش سے فرمایا کہ اب تم سب مل کر اس چادر کو اٹھاؤ۔ سب نے چادر کو اٹھایا۔ اور سب کو حجر اسود کے اٹھانے کا شرف حاصل ہو گیا جب قریش چادر کو اٹھا کر دیوار کعبہ کے قریب لے گئے تو حضور ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے حجر اسود کو اٹھا کر کعبہ میں نصب فرما دیا۔

(زرقانی، جلد ۵، صفحہ ۱۹۴)

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انتباہ: اس روایت سے روشن ہو گیا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر فرمائی اور حضور نے روحِ کعبہ یعنی حجرِ اسود کو تعمیر کیا۔ چنانچہ احادیث مبارکہ ملاحظہ ہوں:

(۱) علامہ قسطلانی فرماتے ہیں: "**ولا جفاء ان البيت جسد وروحه الحجر الاسود۔**" (زرقانی، جلد ۵، صفحہ ۱۹۴)

اس میں کوئی خفا نہیں کہ کعبہ جسم ہے اور حجرِ اسود کعبہ کی روح ہے۔

(۲) دیلمی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"**الحجر يمين الله فمن مسحه فقد بايع الله۔**" (زرقانی، جلد ۵، صفحہ ۱۹۴)

حجرِ اسود یمین اللہ ہے۔ اس کو ہاتھ لگانا اللہ سے بیعت کرنا ہے۔

فائدہ: جو شرف حضور ﷺ کو عطا ہوا وہ حضرت خلیل کو نہ ملا۔ خلیل اللہ نے جسمِ کعبہ کو بنایا۔ اور حبیب اللہ نے روحِ کعبہ کی تعمیر فرمائی۔

اعزاز کعبہ معظمہ

حضرت خلیل علیہ السلام نے کعبہ کی تعمیر فرمائی تھی۔ مگر سید عالم ﷺ نے کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔ اور اس کو وہ عزت دی کہ آج ساری دنیا کے غوث و قطب اور تمام مسلمان اسی طرف اپنی گردنیں جھکاتے ہیں۔

صدقۂ مصطفےٰ ﷺ

کعبہ کو یہ اعزاز و احترام حضور ﷺ کا عطیہ ہے۔ کیونکہ پہلے مسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ قلبِ نبوی ﷺ میں یہ تمنا پیدا ہوئی کہ کعبہ قبلہ ہو جائے۔ بیت المقدس میں نماز ہو رہی ہے اور حضور محبوبِ خدا اسی تمنا کو دل میں لئے وحی کے انتظار میں آسمان کی جانب بار بار محبوبانہ نگاہوں سے دیکھنے لگے۔

اسی وقت آیت اُتری اور اللہ عزوجل نے فرمایا:

قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضها۔ (القرآن)

ترجمہ: محبوب تمہارا بار بار آسمان کی جانب چہرہ مبارک پھیرنا ہم نے دیکھ لیا۔ ہم تمہاری رضا کے لئے ضرور کعبہ کو قبلہ بنا دیں گے۔

اللہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب سے تحویلِ قبلہ کا وعدہ فرمایا۔ مگر قلبِ محبوب

میں عجلت ہے۔ یعنی سرکار کی تمنا یہ ہے کہ کعبہ کو ابھی قبلہ بنا دیا جائے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: "**فول وجهك شطر المسجد الحرام۔**" (قرآن پاک)

ترجمہ: محبوب اگر جلدی چاہتے ہو تو پھر اپنا چہرۂ زیبا مسجد حرام (کعبہ) کی طرف پھیر لو۔

رضائے مصطفےٰ رضائے خدا

ساری کائنات قانونِ الٰہی کی پابند اور قانون مرضیِ محبوب کا پابند۔ مصطفےٰ ﷺ نے چاہا کہ کعبہ قبلہ ہو جائے۔ خدا نے آپ کی مرضی کو پورا فرما دیا۔ اللہ اکبر قلبِ نبوی میں ابھی صرف تمنا پیدا ہوئی تھی۔ زبان اقدس پر یہ تمنا الفاظ بن کر نہ ظاہر ہوئی تھی، مگر رضا جوئے محبوب دیکھئے کہ خدا حضور کی ہر تمنا پوری فرماتا ہے۔ معلوم ہوا کہ۔

احمد کی رضا خالقِ عالم کی رضا ہے
مرضی خدا مرضیِ شاہِ دوسرا ہے

فائدہ: ثابت ہوا کہ کعبہ کو قبلہ بنانے والے حضور ﷺ ہی ہیں۔ آپ کی وجہ سے کعبہ کو یہ عزت ملی۔ یعنی خلیل نے کعبہ تعمیر کیا اور حبیب نے کعبہ کو قبلہ بنا دیا۔

ان کی چتون کیا پھری سارا زمانہ پھر گیا

کعبہ کے کعبہ

معلوم ہوا کہ حضور کعبہ سے افضل ہیں اور یہ ضروری نہیں ہے کہ مسجود اللہ ساجد سے افضل ہو۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا۔ مگر حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام سے افضل تھے۔ اسی طرح حضور ﷺ نے کعبہ کو سجدہ کیا۔ مگر حضور کعبہ سے افضل ہیں۔ بلکہ کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ یعنی اپنا قبلہ اور ہے قبلہ کا قبلہ اور ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل
روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

فائدہ: یہی وجہ ہے کہ سعید ابن معلی نماز پڑھ رہے ہیں۔ نبی علیہ السلام انہیں آواز دیتے ہیں۔ یہ صحابی نماز میں تھے۔ نماز پوری کر کے دربارِ رسالت ﷺ میں حاضر

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ سبب تحقیق دریافت فرماتے ہیں۔ حضرت سعید عرض کرتے ہیں سرکار نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نے یہ آیت نہیں سنی کہ:

"استجیبوا اللہ وللرسول اذا دعاکم۔" (قرآن)

ترجمہ: خدا اور اس کا رسول جب تمہیں بلائیں اسی وقت حاضر ہو جاؤ۔

اس آیت کے ماتحت مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اگر نمازی کو نماز میں حضور ﷺ آواز دیں تو نماز چھوڑ کر دربار رسالت میں حاضر ہونا واجب ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ نمازی نماز چھوڑ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہو۔ اور حضور سے باتیں کرے۔ کعبہ سے سینہ بھی پھیرے مگر نماز نہ ٹوٹے اور بدستور نماز میں رہے۔ حالانکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر نمازی نماز میں گفتگو کرے یا کعبہ سے پھر جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ لیکن یہ حضور کی خصوصیت ہے کہ آپ سے کلام کرنے میں نماز نہیں ٹوٹتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز میں خدا سے باتیں ہوتی ہیں اور حضور سے باتیں کرنا خدا سے باتیں کرنا ہے یا یہ کہ کعبہ سے پھرا۔ مگر کدھر پھرا ادھر پھرا جو کہ کعبہ کے بھی قبلہ ہیں جن کو نماز میں السلام علیك ایها النبی کہنا واجب ہے۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا ہے ؎

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

فائدہ: ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کعبہ سے افضل ہیں۔ بلکہ حضور کا روضہ انور کعبہ سے عرش سے افضل ہے ؎

ہے خاک سے تعمیر مزار شہ کونین
معمور اسی خاک سے ہے قبلہ ہمارا

روضۂ انور کعبہ سے افضل ہے

شک نہیں ہے کہ کعبہ ہمارا قبلہ ہے اس کی عظمت و رفعت ہمارے دلوں میں موجود ہے۔ مگر یہ بھی ہمارے ایمان کی جان ہے جس خاک پاک پر نبی الانبیاء ﷺ جلوہ فرما ہیں۔ جس خاک سے ترکیب جسم نبوی ہوا ہے وہ خطۂ خاک تمام مقامات سے افضل و اعلیٰ بہتر و بالا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا ؎

اے مدعیو! خاک کو تم خاک نہ سمجھو
اس خاک میں مدفون شہ بطحا ہے ہمارا

(۱) امام قاضی عیاض وعلامہ شہاب الدین خفاجی رحمہما اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"لاخلاف ان موضع قبرہ ﷺ افضل بقاع الارض۔"

ترجمہ: اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ موضع قبر نبی ﷺ تمام طبقات ارض و اسماء سے افضل ہے۔

(۲) امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"بل ھو افضل من السموات والعرش والکعبۃ۔" (جواہر البیان، جلد ۱، صفحہ ۵۸)

ترجمہ: بلکہ تربت حضور آسمانوں، عرش اور کعبہ سے بھی افضل ہے۔

کعبہ دلہن ہے تربت اطہر نئی دلہن
یہ رشک آفتاب وہ غیرت قمر کی ہے
دونوں بنیں سجیلی انیلی دلہن مگر
جو پی کے پاس ہے وہ سہاگن کنور کی ہے

ان اشعار میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں کہ کعبہ اگرچہ افضل ہے۔ مگر وہ بقعۂ نور جس میں حبیب خدا جلوہ گر ہیں۔ وہ پی کے پاس ہے اس لئے اس کی زیادت فضیلت کا کون انکار کر سکتا ہے۔ اس لئے فرماتے ہیں ؎

کعبہ ہے بے شک انجمن آرا دلہن مگر
ساری بہار دلہنوں میں دولہا کے گھر کی ہے

یہی وجہ ہے کہ روضہ اقدس سبز پوش ہے۔ اس کا غلاف مبارک سب کچھ سبز رنگ کا ہے اور کعبہ معظمہ سیاہ پوش ہے۔ اس کے پتھر، اس کا غلاف سنگ اسود، غرض کہ ہر چیز سیاہ ہے۔ شاہوں سے چلا آرہا ہے کہ وہ کعبہ کو سیاہ رنگ کا غلاف چڑھاتے ہیں۔ آخر یہ سبز پوشی اور کعبہ کی سیاہ پوشی کیوں ہے۔ فرماتے ہیں ؎

سرسبز وصل وہ ہے سیہ پوش ہجر وہ
چمکی دوپٹوں سے ہے جو حالت جگر کی ہے

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی سیاہ رنگ ہجر کی علامت ہے اور سبز رنگ علامت وصال ہے۔ کعبہ کو محبوبِ دو عالم کا فراق ہے۔ اس لئے سیاہ پوش ہے اور روضہ کو محبوب کا وصال ہے اس لئے وہ سبز پوش ہے۔ نیز ائمہ کرام کے مذکورہ بالا ارشادات سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جب وہ خطۂ پاک جس پر سید الانبیاء ﷺ تشریف فرما ہیں۔ وہ تمام افلاک وسماوات بلکہ عرشِ اعظم و کعبۂ مقدس سے افضل واعلیٰ ہے۔ تو مدینہ منورہ کا مکہ معظمہ سے افضل ہونا بھی ظاہر ہے۔ (کذافی جواہر البحار)

مگر اعلیٰ حضرت نے اس مسئلہ کا فیصلہ یوں فرمایا ہے۔ اور خوب فرمایا ہے

طیبہ نہ سہی افضل مکہ ہی بڑا زاہد!
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

﴿مشاہدۂ ملکوت السمٰوٰت والارض﴾

سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو ملکوت السمٰوٰت والارض کا مشاہدہ کرایا گیا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"**وکذلک نری ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض ولیکون من الموقنین**o"

ترجمہ: اور اسی طرح ہم دکھانے لگے ابراہیم کو عجائبات آسمانوں اور زمینوں کے اور تا کہ اس کو یقین آجائے۔

فائدہ: اس مشاہدہ کے بارے میں تفاسیر میں تفصیل ہے۔

مشاہدات مصطفیٰ ﷺ

حضور سید المرسلین ﷺ کا مرتبہ سب سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چشم نبوی میں وہ طاقت رکھی ہے کہ کوئی چیز آپ سے پوشیدہ نہ رہی بلکہ یوں کہیے کہ جہاں ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی نظر پہنچی ہے وہاں شبِ معراج حبیب خدا کے قدم پہنچے ہیں ان کے دیکھے ہوئے کا نام سمٰوٰت ہے۔ اور حبیب کے پامال قدم کا نام عرشِ اعظم ہے۔

جس کو شایاں ہے عرشِ خدا پہ جلوس
ہے وہ سلطان والا ہمارا نبی

(۱) امام احمد و طبرانی حضرت عبدالرحمٰن بن عائش سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے کندھوں کے درمیان اپنا ید قدرت رکھا اور اس کی ٹھنڈک میرے سینہ میں محسوس ہوئی۔

حتی تجلی لی مافی السمٰوات وما فی الارض۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۷۷)

ترجمہ: اور جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ وہ سب میرے لئے روشن ہو گیا۔

فضلِ خدا سے غیب و شہادۃ ہوا انہیں
اس پر شہادت آیت و وحی و اثر کی ہے

(۲) امام طبرانی ابن عمر سے راوی کہ سیدِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے میرے لئے زمین کو ظاہر فرمایا:

"**فانا انظر الیھا والی ماھوکائن فیھا الی یوم القیامۃ کانما انظرالی کفی ھذہ**"۔ (مواہب، جلد ۲، صفحہ ۱۹۳)

ترجمہ: تو دنیا میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب کو اپنی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہوں۔

انتباہ: اگر سیدنا خلیل علیہ السلام کی نظر ملکوت آسمان پر ہے تو حضور ﷺ کی نظر نہ صرف ملکوتُ السمٰوات پر ہے۔ بلکہ زمین و آسمان میں جو کچھ ہوگا، ہو گیا، ہو رہا ہے تمام واقعات آئندہ و ماضیہ پر ہے۔

ثابت ہوا کہ رؤیتِ خلیل صرف آیت کی رؤیت اور رؤیتِ حبیب آیات کی رؤیت ہے۔

غیب الغیب

علامہ بیضاوی فرماتے ہیں کہ جسے انسان کے حواس خمسہ ظاہری و باطنی ادراک نہ کر سکیں وہ غیب ہے۔ جیسے جنت و دوزخ ملائکہ وغیرہ۔ ان چیزوں کو ہمارے حواس خمسہ ادراک نہیں کر سکتے۔ لہٰذا غیب ہوئے۔

اسی طرح ملائکہ کے لئے اللہ عزوجل غیب ہے۔ کیونکہ ملائکہ اللہ عزوجل کے ادراک سے قاصر ہیں۔ لہٰذا جب فرشتے ہمارے لئے غیب اور فرشتوں کے لئے خدا غیب تو ہمارے لئے اللہ عزوجل غیب الغیب ہوا۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور حضور ﷺ نے شب معراج غیب الغیب (خدا) کو دیکھا۔ لہٰذا جس آنکھ سے غیب الغیب نہ چھپا، غیب اس آنکھ سے کیونکر چھپ سکتا ہے

اور کوئی غیب کیا ہو تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

بصارت

آنکھوں سے دیکھنا ایسی صفت ہے جو خلاق عالم نے ہر انسان وحیوان کو عطا فرمائی ہم بھی دیکھتے ہیں۔ اور حضور کی مقدس نورانی آنکھیں بھی دیکھتی ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ قرآن حکیم نے دیکھنے والی آنکھ کی کیا تعریف کی ہے۔ بس جس کی آنکھیں قرآن حکیم کی تعریف کے ماتحت آجائیں انہیں آنکھوں کو دیکھنے والی آنکھ کہا جائے گا۔ اور وہی آنکھیں حقیقی معنوں میں وصفِ رؤیت کے ساتھ متصف ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ماکذب الفؤاد مارای ۔ (قرآن مجید)

ترجمہ: حضور کی آنکھ نے جو دیکھا۔ دل نے اس کی تصدیق کی۔

فائدہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ میرے محبوب کی آنکھیں جو کچھ دیکھتی ہیں آپ کا دل اس کی تصدیق کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ دیکھنے والی آنکھ اسے کہا جائے گا جو دیکھے اور دل آنکھ کے دیکھے کی تصدیق کرے۔ اب ذرا ہر شخص یہ دیکھے کہ کیا اس کی آنکھوں پر قرآن حکیم کی یہ تعریف صادق آتی ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ قرآن حکیم کی یہ تعریف سوائے حضور ﷺ کی آنکھوں کے اور کسی کی آنکھوں پر صادق نہیں آتی۔ کیونکہ ہماری روشن آنکھیں جب کسی چیز کو دیکھتی ہیں تو دل آنکھ کے دیکھے کو جھٹلاتا ہے۔

(۱) ہم ہر صبح آفتاب کو طلوع ہوتے دیکھتے ہیں ہماری آنکھیں کہتی ہیں کہ آفتاب کرۂ ارض سے کروڑواں حصہ چھوٹا ہے۔ مگر دل کہتا ہے کہ اے آنکھ تو غلطی کر رہی ہے۔ آفتاب تو زمین سے کروڑ حصے بڑا ہے۔

(۲) ہم پانی میں گری ہوئی چیز کو دیکھتے ہیں کہ وہ بہت بڑی اور ابھری ہوئی ہے۔ مگر دل کہتا ہے اے آنکھ تو نے جو کچھ دیکھا غلط ہے۔

(۳) ہم سراب کو پانی سمجھ کر اس کی طرف دوڑتے ہیں۔ مگر دل کہتا ہے۔ کہ آنکھ تیری یہ نادانی ہے۔

(۴) ہماری آنکھ کسی چیز کو دیکھ کر اسے انسان تصور کرتی ہے۔ مگر دل کہتا ہے یہ انسان نہیں مٹی کا مجسمہ ہے۔

(۵) ہماری آنکھ بعض اوقات رسی کو سانپ کہتی ہے۔ مگر دل بتاتا ہے یہ سانپ نہیں رسی ہے۔

(۶) ہماری آنکھ سورج کی روشنی کو سپید بتاتی ہے۔ مگر دل کہتا ہے نہیں یہ روشنی سات رنگوں پر مشتمل ہے۔

عام بشر کا دیکھنا

ہمارے دیدہ ودل میں اختلاف عظیم ہے ہماری آنکھ جو دیکھتی ہے۔ دل اس کو جھٹلاتا ہے۔ جب ہمارے دیدہ ودل میں یہ اختلاف کثیر ہے تو جان لیجئے کہ ہماری آنکھ حقائق امور کے ادراک سے قاصر ہے اور حقائق کی اصلیت اور اس کی حقیقت سے بے بہرہ ہے۔

مصطفیٰ ﷺ

سید المرسلین محبوب رب العالمین ﷺ کی مقدس نورانی آنکھیں جو دیکھتی ہیں دل اس کی تصدیق کرتا ہے اسی لئے نبی علیہ السلام کی آنکھیں شے کی حقیقت اور کنہ تک پہنچتی ہیں۔ اور کائنات عالم کا ادراک حقیقی فرماتی ہیں۔ کیونکہ جب حقائق کی اصلیت اور انکشافات کی حقیقت پر دل ودیدہ کا یقین کامل اور وثوق واعتبار ہو جائے۔ تو شک نہیں کہ یہ نظارہ بصیرت افروز اور بصارت افزا ہوتا ہے۔

فائدہ: آیت بالا میں اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ محمد مصطفےٰ ﷺ کی آنکھ نے مجھے دیکھا اور دل نے آنکھ کے دیکھنے کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانے سے مقصود یہی ہے کہ میرے محبوب کے نظارہ پاک کو جملہ ظنون وشکوک سے برتر اور جملہ صداقتوں اور حقیقتوں پر حاوی یقین کرنا چاہئے اور ان کے دیکھنے کو اپنے دیکھنے پر قیاس نہ کرنا چاہئے۔

نرگسیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکاں تک جن کا رمنا نور کا

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

معجزۂ ابراہیم علیہ السلام تبدیلِ زبان

زبان دانی ایک بہت بڑا کمال ہے۔ جسے مختلف زبانوں پر عبور ہو وہ بڑا باکمال سمجھا جاتا ہے ابراہیم علیہ السلام کا یہ کمال بھی تھا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نارِ نمرود سے بچ کر مقام کوثیٰ تشریف لے گئے۔ تو اس وقت آپ کی زبان سریانی تھی۔ نمرود نے آپ کے تعاقب میں سپاہی روانہ کئے اور ان سے کہا جو شخص تمہیں سریانی زبان بولتا ہوا ملے اسے گرفتار کر لینا۔ چنانچہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہر فرات کو عبور فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی زبان عبرانی کر دی۔ اب نمرود کے سپاہی آپ کو ملے۔ آپ نے ان سے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی۔ سپاہیوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سریانی تھی مگر آپ نے عبرانی زبان میں گفتگو فرمائی۔ لیکن اس اعجاز کو بھی دیکھئے کہ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کی زبانیں بدل دیں۔ یعنی خلیل کی زبان خدا نے بدلی اور صحابہ کی زبان حضور ﷺ نے تبدیل کر دی۔

ابن ابی شیبہ اپنے مصنف میں جعفر بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے چار صحابیوں کو قیصر، کسریٰ، مقوقس اور نجاشی کی طرف قاصد بنا کر بھیجا۔

فاصبح کل رجل منهم یتکلم بلسان القوم الذی بعث فیهم -

(خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ)

ان صحابیوں نے صبح کی تو ہر صحابی جس قوم کی طرف قاصد بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اسی قوم کی زبان میں کلام کرنے لگا۔

دیکھئے چار صحابیوں کو مختلف ولایتوں میں بھیجا جا رہا ہے۔ اور یہ چاروں صحابی صرف عربی زبان ہی جانتے ہیں۔ مگر حضور اکرم ﷺ کا اعجاز دیکھئے کہ جب یہ صحابی صبح کرتے ہیں تو اسی قوم کی زبان میں کلام کرتے ہیں جس کی طرف بھیجے گئے ہیں۔ ظاہر ہوا کہ جب حضور ﷺ تبدیلِ السنہ پر قادر ہیں اور دوسروں کی زبانیں بدل دیتے ہیں تو خود کیوں نہ ہر ہر ملک کی زبان جانتے ہوں گے۔ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ ہر زبان جانتے ہیں۔

اس کی مزید تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ "حضور ہر زبان جانتے ہیں" میں لکھ دی ہے اس کا مطالعہ کیجئے۔

ملائکہ کی حاضری

یہ بہت بڑا اعزاز ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دولت کدہ پر ملائکہ مہمان بن کر آئے۔ ملائکہ جیسی بزرگ ہستیوں کا مہمان بن کر آنا میزبان کی عزت وعظمت پر دال ہے۔ مسلمان شیخ الانبیاء حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کی عظمت ورفعت کا کیسے انکار کر سکتے ہیں۔ مگر یہ ظاہر ہے کہ مہمان اعزازی شان رکھتا ہے۔ اگرچہ مہمان میزبان سے کم درجہ کا ہو پھر بھی میزبان مہمان کی عزت کرتا ہے۔ لیکن سید المرسلین محبوب رب العالمین محمد مصطفےٰ ﷺ کا وہ دربار ہے جس کے متعلق اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں۔

مکان عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمان سرائے محمد

لہٰذا اس دربارِ انوار میں ملائکہ حاضری دیتے ہیں۔ مگر نیاز مندانہ آتے ہیں۔ جبریل علیہ السلام جیسا ملکوتیوں کا شہنشاہ اس مقدس دربار کی دربانی کرتا ہے۔

روایت ہے جب ابوجہل نے حضور کو پتھر سے شہید کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ اور وہ آپ کے قریب آیا۔ تو اس نے شانہ ہائے اقدس پر ایک بہت بڑے چیتے کو دیکھا جس سے ڈر کر بھاگا۔ اور ایسا مبہوت ہوا کہ پتھر ابوجہل کے ہاتھ سے گر گیا۔ دربارِ نبوت میں خدام بارگاہ نے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

ذالك جبریل لودنی منی لاخذه ۔ (جواہر جلد اول، صفحہ ۷۷)

ترجمہ: یہ جبریل تھے جو ہمارے گھر کی دربانی کر رہے تھے۔ اگر ابوجہل ہم سے قریب ہوتا تو وہ اسے پکڑ لیتے۔

بلکہ حضور ﷺ کے قبر کی چوکیداری کے لئے فرشتے مقرر ہوں گے۔ امام بخاری حضرت ابوہریرہ سے راوی کہ سرکارِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ و مکہ معظمہ ملائکہ کی حفاظت میں ہیں۔

علی کل نقب منهم ملك لایدخلها الطاعون والدجال ۔ (جواہر جلد ۱، صفحہ ۲۹)

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ان شہروں کے ہر کونہ پر فرشتے چوکیدار ہیں جو دجال اور طاعون کو مدینہ میں نہ داخل ہونے دیں گے۔

موزانہ

وہاں فرشتے مہمان ہیں اور یہاں خدا کے محبوب کے شہر کی چوکیداری کر رہے ہیں۔ حضرت خلیل کے گھر فرشتے اعزازی شان سے آئے اور دربار رسالت میں اعزازی شان سے نہیں۔ بلکہ ڈرتے جھجکتے ادب سے نیازمندانہ حاضری دیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے خوب فرمایا ہے

اغنیاء پلتے ہیں در سے وہ ہے باڑا تیرا
اصفیا چلتے ہیں سر سے وہ ہے رستہ تیرا

گنبد خضرا پر ملائکہ کی حاضری

اعلیٰ حضرت نے فرمایا

چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے درود
بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش دُرود کی ہے
ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زُلف ورُخ آٹھوں پہر کی ہے

شرح

حضور اکرم ﷺ کا روضہ اقدس تجلی الٰہی کا گھر اور عطائے ایزدی کا مسکن ہے۔ روضہ منورہ پر ہر وقت ستر ہزار ملائکہ حاضر رہ کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں۔ ستر ہزار فرشتے صبح کو آتے ہیں اور عصر کے وقت ان کی تبدیلی ہو جاتی ہے۔ ان کی جگہ ستر ہزار دوسرے فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جو صبح تک رہتے ہیں۔ یوں ہی یہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے۔ جو فرشتے ایک بار روضہ اقدس پر حاضری دے چکے اب قیامت تک انہیں حاضری نصیب نہیں

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب
بے حکم کیا مجال پرندے کو پر کی ہے

فائدہ: ملائکہ کی یہ تبدیلی اس لئے ہے تاکہ تمام فرشتے مزار پر انوار کی زیارت سے مشرف ہو جائیں۔ اگر یہ تبدیلی نہ ہو تو کروڑوں ملائکہ اس نعمت عظمیٰ سے محروم رہ جائیں۔

یہ بدلیاں نہ ہوں تو ہزاروں کی آس جائے
اور بارگاہ مرحمت عام تر کی ہے

حدیث شریف

امام ابونعیم کعب احبار سے روایت کرتے ہیں: **مامن فجر یطلع الا نزل سبعون الفا من الملئکہ حتی یحفوبالقبر یضربون باجنحتہم ویصلون علی النبی ﷺ حتی اذا امسوا عرجوا وھبط مثلھم وصنعومثل ذالک حتی انشقت الارض۔** (جواہر جلد ۱، صفی ۵۲۲، شفاء السقام صفی ۱۵۵)

ابونعیم کعب احبار سے راوی ہیں کہ ہر صبح ستر ہزار ملائکہ روضہ اقدس پر حاضر ہوتے ہیں۔ اور روضہ مبارک پر اپنے پروں کو ملتے ہیں اور حضور پر درود بھیجتے ہیں اور شام کو واپس چلے جاتے ہیں۔ اور انہیں کی مثل شام کو دوسرے فرشتے آجاتے ہیں۔ اور یہ سلسلہ اسی طرح قیامت تک جاری رہے گا۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ معصوم فرشتے تمنائیں کریں، مچلیں، تڑپیں مگر دوبارہ روضہ انور پر حاضری نصیب نہ ہو۔ مگر امت مرحوم پر یہ رحمت ہے کہ چاہے عمر بھر مدینہ میں پڑے رہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

زمین پر آمد ملائکہ

ملائکہ مختلف خدمات کے لئے آئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی بارگاہ میں ملائکہ نے سجدہ کیا۔ حضرت خلیل علیہ السلام کے مہمان خانہ میں فرشتے بھیجے گئے۔ حضرت

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوط علیہ السلام کی حفاظت اور ان کی قوم کی بربادی پر یہ مامور ہوئے۔ حضرت ہاجرہ کو بیابان میں یہ نظر آئے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے خیمہ میں ان کا دنگل ہوا۔ حضرت زکریا اور مریم کو انہوں نے بشارت دی۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کا تختہ انہوں نے الٹ دیا وغیرہ وغیرہ

ملائکہ بارگاہ رسول ﷺ میں

حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں بھی ملائکہ مختلف خدمات پر مامور ہوئے۔ دشمنوں سے وجود اقدس کی حفاظت ان کے سپرد تھی۔ کمزور اور ناتواں مسلمانوں کی دستگیری ان کا فرض تھا۔ جنگ وجدال غرض کہ ہر موقع پر فرشتے مسلمانوں کی مدد و نصرت کے لئے آسمان سے اترتے تھے۔

غزوہ بدر میں فرشتوں کا نزول

چنانچہ غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرا (۳۱۳) تھی۔ لیکن اس شرذمہ قلیلہ کے مقابلہ میں کفار کا ٹڈی دل لشکر امڈا چلا آتا تھا۔ حضور ﷺ نے جب اس منظر کو دیکھا۔ تو درگاہ الٰہی میں اپنے اپنے گورے گورے نازک ہاتھ اٹھائے۔ اٹھانے کی دیر تھی کہ دفعتاً ایک ہزار فرشتوں کی روحانی فوج حضور ﷺ کے صحابہ کی مدد کے لئے آکر کھڑی ہوگئی۔

فرشتوں نے مدد کی

ملائکہ کے اس لشکر نے جس طرح مسلمانوں کی مدد کی۔ اس کی کیفیت مسلم شریف باب امداد الملائکہ کتاب الجہاد میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ اس طرح بیان فرماتے ہیں۔ ایک مسلمان ایک کافر کا تعاقب کر رہا تھا کہ اس نے کافر کے اوپر سے کوڑے کی آواز سنی اور سوار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ آگے بڑھ اے حیزوم۔ یہ کہنا تھا کہ کافر زمین پر چت گر پڑا۔ مسلمانوں نے آگے بڑھ کر اس کافر کی لاش کو دیکھا تو اس کے ناک میں سوراخ ہوگیا تھا۔ جس میں نکیل پڑی ہوئی تھی۔ اور تمام چہرہ پھٹ گیا تھا۔ اور اس میں نیلی بدھیاں پڑ گئیں تھیں۔ جب ایک صحابی نے حضور کی خدمت میں اس واقعہ کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا سچ کہتے ہو یہ تیسرے آسمان کی مدد ہے۔

غزوہ اُحد میں ملائکہ

اسی طرح غزوہ اُحد میں مسلمانوں کی تعداد کفار کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔ مسلمانوں کو یہ دیکھ کر اضطراب ہوا۔ لیکن حضور ﷺ نے صحابہ کو تسلی دی اور فرمایا کہ اپنی قلت تعداد اور بے سروسامانی پر نہ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ ہزاروں فرشتوں سے تمہاری مدد کرے گا چنانچہ سورہ آل عمران اور سورہ انفال میں اللہ عزوجل نے ان دونوں واقعوں کو بہ تفصیل ذکر فرمایا ہے۔

غزوہ خندق میں ملائکہ کا نزول

اسی طرح غزوہ خندق میں مسلمانوں کی بیچارگی بے سروسامانی کا وہی عالم تھا۔ سلسلۂ رسد کی یہ کیفیت تھی کہ مسلمان سپاہی کئی کئی وقت بھوکے رہتے تھے۔ اس نازک وقت میں اللہ عزوجل نے حضور ﷺ کے صحابہ کی مدد کے لئے روحانی فوج نازل فرمائی جو بھوک اور پیاس سے بے نیاز تھی۔ چنانچہ سورہ احزاب میں اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

فارسلنا علیھم ریحا وجنودا لم تروھا۔ (قرآن حکیم احزاب)

تو ہم نے تمہاری مدد کے لئے کافروں پر ہوا اور اس فوج کو بھیجا جس کو تم نے نہیں دیکھا۔

موازنہ

غرض یہ کہ تمام انبیاء کرام کی سیرتیں، فرشتوں کی آمد، اور ان کی بشارت اور نامہ وپیام سے لبریز ہیں۔ اور توریت وانجیل اور قرآن کریم ان کے کارناموں کا شاہد ہے۔ مگر یہاں دو باتیں قابل ذکر ہیں۔

ایک تو یہ کہ خلیل اللہ علیہ السلام کے ہاں فرشتے مہمان بن کر آئے۔ کہیں عذاب لے کر آئے کہیں کسی قوم کا تختہ الٹنے اور ان کی تباہی وبربادی پر مامور ہوئے۔ اور کہیں آگ پتھر برسا کر چلے گئے۔ لیکن رحمت اللعالمین محبوب رب العالمین ﷺ کے دربار میں ملائکہ خادم بن کر حاضر ہوتے ہیں۔ کہیں حضور کی حفاظت سرانجام دے رہے ہیں۔ کہیں حضور کے صحابہ کی جنگ میں مدد کر رہے ہیں۔ اور کہیں حضور کے دشمنوں کو اپنی روحانی طاقت سے کچل رہے ہیں۔

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور دوسری بات یہ ہے کہ انبیاء سابقین کے حضور فرشتے حاضر ہوئے۔ مگر دربار رسالت میں ان ملائکہ نے بھی حاضری دی جو کبھی زمین پر نہ اترے اور نہ کسی نبی ورسول کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضور کی خدمت میں خاص فرشتے کی آمد

امام ترمذی حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ سرکار دوعالم ﷺ نماز عشاء پڑھ کر چلے۔ میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے ہولیا۔ حضور نے فرمایا: کون حذیفہ؟ میں نے عرض کی، جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان ھذا ملك لم ينزل الارض قبل ھذه الليلة ۔ (ترمذی، مناقب حسنین)

آج رات مجھ پر وہ فرشتہ اترا جو آج تک زمین پر کبھی نہیں اترا تھا۔ اس نے اللہ سے اذن مانگا کہ وہ میرے پاس آکر مجھے یہ بشارت سنائے کہ فاطمہ جنتی بی بیوں اور حسن حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

فائدہ: اس حدیث سے روشن ہوگیا کہ دربار نبوی میں ان خاص فرشتوں نے بھی حاضری دی جو کبھی زمین پر نہ اترے اور کسی نبی ورسول کی خدمت میں نہ آئے۔

جبریل ومیکائل کی حاضری

بارگاہ نبوی میں ملکوتیوں کے شہنشاہ نوریوں کے سردار، فرشتوں کے سرتیل جبریل امین اور مکرم ومعظم فرشتہ میکائل کی حاضری بھی احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

غزوۂ بدر میں حضور نے فرمایا: دیکھو یہ جبریل اپنے گھوڑے کی لگام تھامے کھڑے ہیں۔ غزوۂ خندق سے جب حضور ﷺ مسلمانوں کی فوج کو لے کر واپس تشریف لائے تو جبریل نے سامنے آکر عرض کی۔ سرکار آپ نے ہتھیار کھول دیئے حالانکہ ہم اب تک مسلح ہیں اور بنو قریظہ کو بھی ان کی غداری کا صلہ دینا ہے۔

حضور کے دربار میں جبریل کی آمد کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ صبح وشام روز وشب صلح وجنگ ہر موقع پر فیضان الٰہی کا چشمہ ابلتا رہتا تھا۔ ہاں سب سے زیادہ جبریل کی آمد رمضان شریف میں ہوتی تھی۔ جس میں وہ ہر روز حاضر ہوکر قرآن حکیم کا دورہ کرتے تھے۔

اسی طرح میکائل بھی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ معراج کے

موقعہ پر شق صدر کی خدمت انہیں کے سپرد تھی۔ غزوہ احد میں جو دو فرشتے دشمنوں سے حضور کی حفاظت کر رہے تھے۔ وہ جبریل ومیکائل ہی تھے۔

الغرض نور مجسم کے حضور نوریوں کا ہجوم رہتا تھا۔ اور ملائکہ شمع نبوت سے فیض حاصل کرنے کے لئے ہر وقت حاضر رہتے تھے۔

جبریل کی اصلی شکل

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے جبریل کو ان کی اصلی شکل میں دو مرتبہ ملاحظہ فرمایا تھا۔ چنانچہ خود سرکار دوعالم ﷺ فرماتے ہیں:

رأیت جبریل له ستمائة جناح من لولوء ۔ (خصائص، جلد1)

میں نے جبریل کو دیکھا ان کے چھ سو موتیوں کے بازو تھے۔

"پھر جبریل نے اپنا ایک بازو پھیلایا۔ تو اس نے سارے آسمان کو گھیر لیا۔ ان کے بازوؤں سے مختلف قسم کے رنگ ظاہر ہوتے تھے اور موتی و یاقوت۔"

ناظرین

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ جبریل کو ان کی اصلی شکل میں دیکھنا بشری طاقت سے باہر ہے۔ جمہور مفسرین نے فرمایا ہے:

لاطاقة للبشر على رؤية الملك ۔ (تفسیر جلالین)

کہ بشر میں ملائکہ کو دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔

مزید تفصیل فقیر کی کتاب "فرشتے ہی فرشتے" میں پڑھئے۔

بت شکن

حضرت ابراہیم علیہ السلام بت شکن مشہور ہیں۔ قرآن مجید میں ان کا قصہ کمال تفصیل سے مذکور ہے لیکن نبی پاک ﷺ نے بھی امتیازی شان سے بت توڑے اور [illegible] السلام کے صرف اشارے سے بت گر گئے۔ اور حضور کو اپنا دست اقدس بھی [illegible] لگانا پڑا۔

چنانچہ امام بخاری حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ جب حضور علیہ السلام کا مکہ معظمہ میں فاتحانہ داخلہ ہوا

جعل يشير بقضيب في يده ولا يمسها فما اشار الى وجه صنم ان

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وقع لوجهه۔ (بخاری شریف)

ترجمہ: تو آپ شاخِ خرما سے جس بت کی طرف اشارہ کرتے تھے وہ منہ کے بل گر جاتا تھا۔

سرکارِ دو عالم ﷺ کی آمد سے روئے زمین کے بت اوندھے منہ گر گئے۔ امام ابو نعیم عمر بن قتیبہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس رات حضور ﷺ نے صحنِ عالم میں قدم رکھا۔

فکست اصنام کلها۔ (خصائص، جلد ۱، صفحہ ۴۷)

تو روئے زمین کے بت اوندھے منہ گر گئے۔

موازنہ

خلیل اللہ اپنے مقدس ہاتھوں سے بت مسمار فرماتے ہیں۔ اور حضور ﷺ کی صرف آمد سے روئے زمین کے بت خود بخود اوندھے منہ گر جاتے ہیں۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

حضرت اسماعیل اور نبی کریم علیہما الصلوٰۃ والتسلیم

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کے جملہ معجزات نبی کریم ﷺ کے وجود مسعود میں موجود ہیں۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے کل تین معجزات صادر ہوئے۔

(۱) حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پاس بہت سی بکریاں تھیں۔ ایک دفعہ خواب میں ان کی والدہ سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا نے بکریوں کی ساری اون کو ریشم بنا ہوا دیکھا۔ اور یہ خواب حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بیان فرمایا: تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کی تو دُعا مستجاب ہوئی اور ساری اون ریشم بن گئی۔

معجزات مصطفےٰ ﷺ

تاجدارِ رسل جناب محمد مصطفےٰ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ آپ کی پھوپھی حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا بہت ہی غریب اور فاقہ کشی کرتی ہیں۔ ان کے لئے دعا فرمائیں۔ روح الامین حضرت جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے

اور عرض کیا پھوپھی جان کی بکریوں کی پشت پر دستِ رحمت رکھیے آپ ﷺ نے ہاتھ مبارک رکھا تو ہاتھ رکھنے کی برکت سے بکریوں کی پشت کی اون ریشم بن گئی۔ بنو اسد کا قبیلہ یہ معجزہ دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

معجزہ اسماعیل علیہ السلام

ایک دفعہ یمن سے دو سو آدمی حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مہمان ہوئے۔ اور ان کی مہمان نوازی کے لئے آپ کے پاس کچھ نہیں تھا۔ آپ بہت متحیر ہوئے اسی عالم میں پروردگار سے التجا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے مکان کی سب مٹی کو تل بنا دیا اُسی سے آپ نے مہمان نوازی فرمائی۔ تو مہمان اُس کو کھا کر کہنے لگے کہ ایسا لذیذ کھانا ہم نے کبھی بھی نہیں کھایا۔

معجزات مصطفےٰ ﷺ

نبی پاک ﷺ سے بھی ظہور پذیر ہوا۔ جب کہ حبشہ کا بادشاہ اپنے ہمراہ ایک سو آدمی لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔ اور ان کی مہمان نوازی کے لئے گھر میں کچھ نہیں تھا۔ تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ریت پر کسی جگہ دستِ مبارک رکھ دیں۔ آپ نے دستِ رحمت رکھا تو وہ ریت آٹا بن گئی۔ تو حضور ﷺ نے اس سے مہمان نوازی کی۔ کھانا کھلانے کے بعد کھانا اس قدر بچ گیا کہ مدینہ منورہ کے تمام لوگوں کے لئے وہ کھانا ایک ماہ کے لئے کافی تھا۔ حبشہ کے شہنشاہ نے یہ اعجاز دیکھ کر اپنے ساتھیوں سمیت دینِ اسلام قبول کر لیا۔

معجزہ اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قوم پر جب پانی کا قحط پڑا تو آپ نے زمزم کے کنویں پر تشریف لا کر نماز پڑھی اور اللہ کریم کی بارگاہ میں دُعا عرض کی تو فوراً چاہِ زمزم سے پانی جاری ہو گیا۔

معجزات مصطفےٰ ﷺ

قبیلہ بنو اسد نے جب حضور اکرم ﷺ سے پانی کی کمی کی شکایت کی تو پانی زمین سے اُبلنے لگا۔ اور اتنا بہا کہ لوگوں کے قریب قریب پہنچ گیا کہ بستی والوں نے پانی کے بہت زیادہ ہو جانے کے متعلق عرض کیا۔ تو حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پانی پہ رکھ

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کر دُعا فرمائی تو فوراً پانی بند ہو گیا۔

حضرت اسحاق علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت اسحاق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تین معجزے مروی ہیں۔

(۱) تین جانور یعنی لومڑی، بھیڑ کا بچہ، اور نیل گائے آپ کی قوم آپ کے پاس لے کر آئی اور کہنے لگی جب تک یہ جانور آپ پر ایمان نہ لائیں ہم آپ پر ایمان نہ لائیں گے۔ تب حضرت نے جانوروں سے ارشاد فرمایا: تم بتاؤ کہ میں کون ہوں؟ تو لومڑی نے عرض کیا آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے ہیں۔ اپنی قوم کو فلاح اور نجات کی دعوت دیتے ہیں۔ اور میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور گواہی دیتی ہوں کہ حضرت اسحاق علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

بھیڑ کے بچے نے عرض کیا کہ آپ علیہ السلام اللہ کے رسول ہیں۔ اور آپ حق پر ہیں۔ جو آپ پر ایمان نہ لائے وہ دوزخی ہے۔ یہ معجزہ دیکھ کر کچھ لوگ ایمان لے آئے۔

(۲) حضرت اسحاق علیہ السلام سے پہاڑ کو حرکت کرنے کے لئے حکم دینے کا آپ کی قوم نے سوال کیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا کرنے کے بعد پہاڑ سے فرمایا کہ اے پہاڑ! اللہ تعالیٰ کے حکم سے متحرک ہو جا۔ پہاڑ نے حکم سنتے ہی حرکت کرنی شروع کر دی۔ لیکن یہ معجزہ دیکھ کر بھی کوئی شخص ایمان نہ لایا۔

(۳) حضرت اسحاق علیہ السلام جب کسی پہاڑ یا اونچی جگہ اپنی سواری گدھے پر سوار ہونا چاہتے تو گدھے کے دونوں پاؤں لمبے اور دونوں ہاتھ چھوٹے ہو جاتے۔

معجزاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قسم کے بے شمار معجزات کا ظہور ہوا۔

(۱) قبیلہ بنو تمیم کے سرداروں نے ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جانوروں کے ایمان لانے کے بارے میں سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ جو جانور تم چاہتے ہو لے آؤ تو وہ سردار پہاڑ پر جا کر پہاڑی بکری، کبوتر اور دیسی بکری لے آئے۔ پہاڑی بکری نے آتے ہی اپنی پیشانی مبارک زمین پر رکھ دی۔ اور پیشانی کو خوب رگڑا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے پہاڑی بکری تم بتاؤ کہ میں کون ہوں؟ تو اُس نے عرض کیا۔

انك رسول الله یعنی آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ کبوتر حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوش مبارک پر بیٹھ گیا۔ اور اپنا منہ حضور انور کے چہرے مبارک سے مل کر عرض کرنے لگا۔ اشهدان لااله الا الله واشهدان محمد اعبده ورسوله اور ابو بکر اللہ تعالیٰ کے حبیب اور آپ محبوب ہیں۔ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ برگزیدہ ہیں۔ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ رب کائنات کی مخلوق میں عزت والے ہیں۔ اور آپ کو عزیز ہیں۔ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم آپ کے وصی ہیں۔ دیسی بکری نے کبوتر کی طرح آپ کی صداقت اللہ تعالیٰ کی الوہیت اور آپ کی شہادت کی عرض کی۔

یہ معجزہ دیکھ کر تمام حاضرین متحیر ہو گئے۔ اور دولتِ ایمان سے مشرف ہوئے۔

(۲) فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات سے کسی قبیلہ نے پہاڑ کے حرکت کرنے کے بارے میں عرض کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہاڑ کو اپنے ہاتھ مبارک سے اشارہ کیا۔ تو فوراً اس نے حرکت کرنی شروع کر دی۔ پھر قبیلہ والوں نے کہا کہ اس کو حکم کریں کہ یہ اپنی اصلی جگہ پر چلا جائے تو آپ کے اشارہ کرنے پر اپنی جگہ پر چلا گیا۔ یہ اعجاز دیکھتے ہی عرب کے تین قبائل مسلمان ہو گئے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اور رب کے محبوب علیہ السلام کے معجزات

یعقوبی معجزات

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بھی تین ہی معجزات تھے۔

(۱) ایک دفعہ آپ کی قوم نے آپ سے کہا کہ ہماری بکریوں نے پچھلی دفعہ بچے نہیں دیئے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دُعا فرمایئے کہ اس سال بچے پیدا ہوں تو آپ نے دُعا کی تو ہر ایک نے چار چار بچے جنے۔

(۲) حضرت یعقوب علیہ السلام تین منزل سے اپنے پکارنے والے کی آواز سن لیتے تھے۔ جس لشکر میں آپ چیخ مار دیتے تھے۔ اس لشکر کو بحکم الٰہی شکست ہو جاتی تھی۔ اور یہی دونوں معجزات آپ کے لختِ جگر حضرت یہوداعلی نبینا وعلیہ السلام کے بھی تھے۔

(۳) جب آپ نے عمالقہ سے لڑائی کرنے کے لئے اپنی اولاد کو بھیجا تو جنگ کے دوران آپ کے صاحبزادہ حضرت یہود علیہ السلام کا جو لکڑی کا ہتھیار تھا ٹوٹ گیا۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت یہودا نے وہاں چیخ مار کر کہا کہ اے ابا جان مجھے دوسری لکڑی بجھوا دیجئے۔ کیوں کہ میری لکڑی ٹوٹ گئی ہے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام آواز سنتے ہی فوراً لکڑی لے کر پہاڑ پر چڑھے۔ اور حضرت یہودا کی طرف پھینکی تو فوراً وہ لکڑی حضرت یہودا کو مل گئی۔

معجزات مصطفےٰ ﷺ

آقائے نامدار محمد مصطفےٰ ﷺ نے جب اپنے عزیز و اقارب جو غریب تھے۔ ان کے لئے دُعا فرمائی تو ان کی بکریوں نے ایک ایک بچے کی بجائے پانچ پانچ بچے جنے۔ نیز مقام تبوک سے جب حبیب کردگار ﷺ نے شہیدین کریمین نیرین امامین حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یا حسن یا حسین کہہ کر پکارا۔ تو یہ آواز سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنی۔ اور نبی پاک ﷺ نے فاطمۃ الزہرا کی آواز کو سنا۔ جیسا کہ اس واقعہ کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ شفیع معظم ﷺ نے کفار کے لشکر کو غزوۂ بدر کے روز خاک ماری تو رب کریم کے حکم سے اور قدرت کاملہ سے کفار کو شکست فاش ہوئی۔ حضرت مولا علی، مشکل کشا شیر خدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہتھیار کفار سے لڑتے لڑتے ٹوٹ گیا۔ تو انہوں نے باآواز بلند پکارا۔ یا رسول اللہ میرا ہاتھ بیکار ہو گیا۔ تو نبی کریم ﷺ نے آواز سن لی۔ اور دوسرا ہتھیار پھینکا۔ تو وہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مل گیا۔ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کفار پر فتح و نصرت حاصل ہوئی۔

﴿حضرت یوسف علیہ السلام اور رسول اکرم ﷺ کے معجزات﴾

حضرت یوسف علیہ السلام کے تین معجزے منقول ہیں:

(۱) یوسفی معجزات:

یوسف علیہ السلام تیز حافظہ والے تھے۔ آپ کا کلام اتنا پُر تاثیر تھا کہ جو بھی سن لیتا تو اس کا دل آپ کی طرف مائل ہو جاتا اور ایمان لے آتا تھا۔

(۲) حضرت زلیخا رضی اللہ عنہا کے لئے دُعا فرمائی فوراً جوان ہو گئیں۔ اور آپ نے ان سے نکاح کر لیا۔ اور اس طرح دونوں نے آٹھ سال گزارے۔

(۳) آپ کے چہرے مبارک پر سورج کی طرف چمک اور رونق تھی۔ اور جو بھی نظر بھر کر دیکھتا تو اس کو اندیشہ لاحق ہو جاتا کہ کہیں آنکھوں کی روشنی نہ کھوئی جائے۔ مشہور بھی ہے کہ ایک نابینا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اُس کے لئے دعا فرمائی۔ اور رُخ انور سے نقاب اٹھایا۔ اور وہ نابینا اللہ کریم کے حکم سے اسی وقت بینا ہو گیا۔

معجزات مصطفیٰ ﷺ

(۱) فخر الاولین والآخرین ﷺ کا کلام مبارک حبشہ والوں نے سنا بول اُٹھے کہ اس سے زیادہ شیریں کلام نہ ہی کبھی ہم نے سنا نہ ہی ایسی میٹھی گفتگو کسی کی سُنی۔ لہٰذا وہ اہل حبشہ اسی وقت ایمان لے آئے اور عرض کرنے لگے کہ اس کے علاوہ ہمیں کسی دوسرے معجزے کی ضرورت نہیں۔

(۲) قبیلہ ابو خزیمہ کے ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا کہ میں جوانی کی عمر میں اپنے چچا کی لڑکی پر عاشق تھا۔ اب اس کے ساتھ میں نے نکاح کر لیا ہے۔ وہ اب بوڑھی ہو گئی ہے، آپ دعا فرمائیں کہ وہ دوبارہ جوان ہو جائے تو آپ ﷺ نے دونوں کے حق میں دعا فرمائی تو وہ دوبارہ جوان ہو گئے۔

(۳) سیدہ طیبہ و طاہرہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک دن محبوب رب العالمین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف فرما ہوئے تو گھر میں تیل نہ ہونے کی وجہ سے آپ اندھیرے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ تو جب آپ ﷺ نے قدم میمنت لزوم گھر میں رکھا تو آپ کے چہرہ انور کی نورانیت سے گھر نور علیٰ نور ہو گیا۔ اور صبح تک نور رہا۔

(۴) بنو کنانہ کا ایک نابینا بچہ آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے اپنے ہاتھ مبارک اور زبان مبارک کو اس کی آنکھوں پر ملا تو وہ بچہ بحکم ایزدی اُسی وقت بینا ہو گیا۔

﴿حُسن یوسف علیہ السلام﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیٰ نبینا و علیہ السلام کو ایسا حسن و جمال بخشا کہ جسے دیکھ کر زنان مصر نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے مگر سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو وہ حسن

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وجمال عطا ہوا کہ جس کے دیکھنے کے لئے خود حضرت یوسف علیہ السلام بے تاب ہوگئے۔ اور جمالِ محمدی کے نظارے کی تمنا ان کے قلب میں مچلنے لگی۔ گویا حسنِ یوسف پر زنانِ مصر فریفتہ ہوگئیں اور حسنِ محمدی پر حضرت یوسف شیدا ہوگئے۔

یوسف سا حسین اور تمنائے نظارہ
عالم میں نہ تم سا کوئی خوش رو نظر آیا

امام ابونعیم فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو تمام انبیاء بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حسن دیا گیا۔

﴿حُسنِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم﴾

حضور ﷺ کو پیش گاہ الٰہی سے جو حسن و جمال عطا ہوا۔ وہ کسی کو نہ ملا۔

حدیث شریف میں ہے کہ: لم یوت یوسف الاشطر الحسن واوتی نبینا ﷺ جمیعه۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۱۸)

حضرت یوسف کو حسن کا ایک حصہ ملا تھا اور محمد مصطفےٰ ﷺ کو پورا حسن دیا گیا تھا۔

نتیجه ﴿

جمال یوسفی جس پر زنانِ مصر شیدا تھیں۔ وہ حضور کے حُسن کا ایک حصہ بلکہ ایک کرشمہ تھا۔ الاشطر الحسن کا مطلب یہی ہے کہ جمال محمدی ﷺ کا ایک پرتو عالم پر چمکا اور اسی سے ایک حصہ حضرت یوسف کو ملا۔ اور باقی سارے جہان میں تقسیم ہوا۔ شمس و قمر، زہرہ و مشتری میں وہی نور درخشاں ہے۔ اور زمین، آسمان، عرش، کرسی میں وہی نور تاباں ہے عرش پر اسی کی چمک ہے۔ فرش پر اسی کی جھلک ہے۔ جنت میں اسی کی مہک ہے۔ سینہ عشاق میں اسی کی کسک ہے۔ مستوں کو اسی کی للک ہے زبانوں پر اسی کی چہک ہے۔ ہر جام عشق میں اسی کی جھلک ہے۔ ہر حسن میں اسی کا نمک ہے یعنی

یک چراغ است دریں خانہ کہ از پرتو آں ☆ ہر کجا مے نگری انجمنے ساختہ اند

انتباہ: زنانِ مصر نے حسنِ یوسفی کے نظارے کی تمنا کی اور دیکھ لیا۔ مگر حُسنِ محمدی کو دیکھنے کی کس میں تاب ہے۔ صانع کمال نے یہ جمال اپنے دیکھنے کو بنایا ہے۔ اور اپنی محبوبیت کے لئے اسے پسند فرمایا ہے۔

واہ کیا حُسن ہے اے سید ابرار تمہارا
اللہ بھی ہے طالب دیدار تمہارا

پھر کس میں مجال ہے جو حضور کے جمالِ جہاں آرا کے نظارے اور آپ کے حُسن کی حقیقت و ماہیت کو سمجھے۔ قادر مطلق نے اپنے محبوب کے چہرہ انور پر ستر ہزار پردے ہیبت و جلال و رحمت و جمال کے ڈال رکھے ہیں۔ چشم عالم نظارہ جمالِ مصطفویہ سے دور و مجبور ہے اور عقولِ بشریہ اس کے ادراک سے قاصر ہیں۔ اگر جمال نبوی سے ایک پردہ اٹھ جائے عالم کی کیا مجال جو اس کی تجلیات و انوار کی تاب لا سکے۔ ایک جھلک میں کائنات جل کر خاکستر ہو جائے

ایک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو
تو اگر جلوہ کرے کون تماشائی ہو

(۱) صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ جبریل علیہ السلام حضور کی خدمت میں دحیہ کلبی کی شکل میں حاضر ہوتے۔ سیدنا ابن عباس نے ایک بار جبریل کو ان کی اصلی شکل میں نہیں بلکہ جبریل کو انسانی شکل میں دیکھ لیا تھا۔ اس وقت تو شرف نبوی کے باعث انہیں کچھ نہ ہوا۔ مگر آخری عمر میں ان کی بینائی جاتی رہی۔

(۲) تفسیر جلالین زیر آیت قالو الولا انزل علیه ملك کی تفسیر میں ہے کہ لاطاقة للبشر علی رؤية الملك۔ بشر میں یہ طاقت نہیں کہ وہ فرشتے کو دیکھ سکے۔

(۳) ابن سعد و بیہقی حضرت عمار سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حمزہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جبریل کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا:
انك لن تستطیع ان تراه۔ حمزہ تم میں جبریل کے دیکھنے کی طاقت نہیں ہے۔ لیکن حضرت حمزہ نے اصرار کیا۔ حضور نے فرمایا، اچھا دیکھو۔ ابھی حضرت حمزہ نے صرف جبریل کے پاؤں دیکھے تھے کہ: فخر مغشیا علیه۔ (خصائص، جلد ۱، صفحہ ۱۲۵) بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

(۴) حدیث صحیح میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر بہشتی حور کا کنگن دنیا میں ظاہر

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو جائے تو اس کی روشنی آفتاب کے نور کو ایسے مٹا دے جیسے سورج کی روشنی تاروں کو چھپا دیتی ہے۔

فائدہ : ان احادیث سے ثابت ہوا کہ جبریل اور بہشتی حور کے کنگن کو کوئی بشر نہیں دیکھ سکتا۔ تو جمالِ محمدی جوان سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ اس کے نظارہ اور اس کے دیکھنے کی کس میں تاب ہے

کیا منہ ہے آئینہ کا تیری تاب لا سکے
خورشید پہلے آنکھ تو تجھ سے ملا سکے

مثنوی میں مولانا روم اس حدیث کو نقل فرماتے ہیں کہ ابو جہل نے حضور کو دیکھ کر کہا کہ بڑے بدشکل ہیں۔ حضور نے فرمایا، سچ کہتے ہو، اتنے میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی۔ سرکار مشرق و مغرب میں آپ جیسا حسین و جمیل نہیں دیکھا۔ حضور نے فرمایا: صدیق تم بھی سچ کہتے ہو۔ حاضرینِ مجلس نے عرض کی۔

حاضران گفتند کارے صدر الوریٰ
صادق گو گفتی و ضد ہا را چرا

یعنی حاضرین نے عرض کی۔ حضور دونوں کلام باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ دونوں قول کیونکر سچ ہو سکتے ہیں۔

حضور نے فرمایا

گفت من آئینہ مصقول دست
دوست دشمن آنچہ بیند کہ اوست

حضور علیہ السلام نے فرمایا صحابیو! میں تو اپنے دوست جل جلالہ کا صیقل کردہ آئینہ ہوں دوست و دشمن اس میں اپنا چہرہ دیکھتا ہے اور جیسا وہ ہے ویسا ہی اسے نظر آتا ہے۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ صدیق اکبر نے چہرہ نبوی ﷺ میں اپنی شکل دیکھی اور اسی کی تعریف کی۔ ابو جہل نے اس آئینہ میں اپنی صورت کو دیکھا۔ اور اسے برا بتایا۔ ثابت ہوا کہ حضور کی اصلی صورت آج تک کسی نے نہیں دیکھی۔ کیونکہ چہرہ انور

پر عظمت و جلال کے پردے ہیں اور پردے کوئی لوہے پیتل کے پردے نہیں بلکہ حضور کا کمالِ ظہوری ہمارے لئے حجابِ اعظم ہے۔

غرض کہ حسنِ یوسفی کو زنانِ مصر نے دیکھ تو لیا ہاں نظارۂ حسنِ یوسفی میں ایسی محو ہوئیں کہ شعور کھو بیٹھیں اور عالمِ بے خودی میں اپنے ہاتھ کاٹ لئے مگر جمالِ محمدی کو کون دیکھ سکتا ہے۔ مگر اس کے باوجود جمالِ محمدی کا یہ عالم ہے کہ وہاں تو ہاتھ کٹے تھے اور یہاں حسنِ محبوب پر مردانِ عرب نے سر کٹا دیئے چنانچہ ملاحظہ کیجئے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو دیکھئے آپ امیہ بن خلف کے غلام تھے جب اس نے سنا کہ بلال کے دل میں محبتِ رسول موجزن ہے اور وہ مسلمان ہو گئے ہیں تو طرح طرح کی تکالیف دینی شروع کیں۔ گرم ریت پر لٹایا، سخت دھوپ میں بٹھایا، گرم گرم پتھروں کو سینۂ بلال پر رکھوایا، گلے میں رسی ڈال کر بچوں کا کھلونا بنایا، مشکیں باندھ کر لاٹھی سے پٹوایا۔ سب کچھ کیا مگر یہ وہ نشہ نہ تھا جسے ترشی اتار دیتی۔ بلال نے سب کچھ برداشت کیا اور زبانِ حال سے فرمایا

حلق پہ تیغ رہے سینہ پہ جلاد رہے
دل میں تیری یاد رہے لب پہ تیرا نام رہے

اللہ اکبر! اسی جان نثاری پروانہ واری کے سبب بلال حبشی حضرت بلال بن گئے اور دربارِ نبوت سے ارشاد ہوا کہ بلال کی سیاہی سے حورانِ مہ جبیں کے تل بنائے جائیں گے

اقبال کس کے عشق کا یہ فیض عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عشق

امیر المومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لختِ جگر حضرت عبدالرحمٰن اسلام لانے کے بعد برسبیل تذکرہ اپنے والدِ ماجد کو جنگِ بدر کا واقعہ سنانے لگے کہ آپ میدانِ جنگ میں کئی مرتبہ میری تلوار کی زد میں آئے۔ لیکن محبت پدری کے جذبہ

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نے مجھے آپ کے قتل سے روک دیا۔

صدیق اکبر نے فرمایا: بیٹے! اگر تم میری تلوار کی زد میں آجاتے تو میں یقیناً تمہیں قتل کر دیتا۔ اور عشق رسول کے مقابلہ میں محبتِ پدری کی پرواہ نہ کرتا۔

غزوہ تبوک میں جب رسالت مآب ﷺ نے روسائے عرب کو امداد کی ترغیب دلائی حضرت فاروق اعظم نے اپنے مال کو دو حصوں پر منقسم کیا۔ ایک حصہ اہل و عیال کے سپرد کیا اور ایک حصہ دربار رسالت میں حاضر کر دیا۔

مگر وہ رفیق غار جنہوں نے غار میں جان جیسی عزیز چیز نبی ﷺ کے قدموں پر نثار کر دی۔ وہ مال و دولت کی کیا پرواہ کرتے۔ سارے گھر کا مال خدمتِ رسول میں لا کر رکھ دیا۔ حتیٰ کہ قبا میں جو بٹن تھے ان کی جگہ کیکر کے کانٹے لگا لئے اور وہ بٹن بھی چندہ میں شامل کر دیئے صدیق اکبر کی اس جان نثاری کو دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا۔

بولے حضور چاہئے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا راز دار
ہے تجھ سے دیدہ مہ و انجم فروغ گیر
ہے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار
پروانہ کو چراغ ، عنادل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

سبحان اللہ! یہ تھا صدیق اکبر کا مقامِ محبت جس نے صدیق کو افضل الخلائق بعد الانبیاء بنا دیا۔ اور اسی عشق رسول کے سبب صدیق اکبر کو وہ مرتبہ حاصل ہوا کہ ان کی ہر ادا خداوند قدوس کو پیاری ہو گئی۔

علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں اس حدیث کو ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جب صدیق اکبر کیکر کے بٹن لگا کر اور اپنا سارا مال لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے تو جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کی سرکار ﷺ اللہ تعالیٰ صدیق کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ:

اراض انت عنی علی فقرک ام ساخط۔ صدیق تم اس فقر میں مجھ سے

راضی ہو یا ناراض ہو۔

حضرت ابوہریرہ سے ایک ضعیف روایت ہے کہ جب جبریل امین آئے تو ان کے جبہ میں کیکر کے بٹن لگے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے عرض کی: ان اللہ تعالیٰ امر الملائکۃ ان تخلل فی السماء کما تخلل ابو بکر فی الارض۔ (تاریخ الخلفاء، صفحہ ۳۱) زمین پر صدیق نے کانٹوں کے بٹن لگائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان پر تمام فرشتوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ بھی کانٹوں کے بٹن لگائیں۔

اے ابو الہوس نصیب تجھے کیمیا کہاں
جب تک تو خاکپائے حبیب خدا نہ ہو

حضرت افلح

حضرت افلح کو عشق رسول ﷺ کے جرم میں رسی باندھ کر پتھریلی زمین پر گھسیٹا جاتا تھا۔ حضرت خباب کے سر کے بال نوچے جاتے گردن مروڑی جاتی۔ گرم پتھروں پر لٹایا جاتا تھا۔ بعض صحابہ کو قریش اونٹ کے کچے چمڑے میں لپیٹ کر دھوپ میں پھینک دیتے تھے۔ بعض کو لوہے کی زرہ پہنا کر جلتے پتھروں پر گرا دیا جاتا تھا۔ مگر یہ عشق رسول ﷺ کا غلبہ تھا کہ صحابہ ایسی وحشیانہ سزاؤں کا مقابلہ کرتے تھے اور ان کے عشق میں اور زیادہ ترقی ہوتی جاتی تھی۔

جان اور محبت رسول ﷺ

جنگ احد میں حضرت سعد کی جاں نثاری دیکھنے والی تھی۔ فریق مخالف تیروں کی بارش کر رہا تھا۔ اور ایسے نازک موقع پر حضرت سعد اپنی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضور ﷺ کو بغرض حفاظت اپنی پیٹھ کے پیچھے لے کر ان کے تیروں کا جواب دے رہے تھے۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ

ایک معرکہ میں ایک کافر نے حضرت خبیب کے جگر کو چھیدا۔ اور کہا کہ اب تو تمہیں پسند ہے کہ محمد (ﷺ) گرفتار ہو جائیں اور ان کے بدلے تمہیں چھوڑ دیا جائے۔ خبیب رضی اللہ عنہ نے نہایت جوش سے جواب دیا کہ خدا جانتا ہے کہ میں تو یہ

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

بھی پسند نہیں کرتا کہ میری جان بچ جانے کے لئے نبی علیہ السلام کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھے۔

ایک خاتون کا جوش محبت

بنی دینار کی ایک خاتون تھیں جن کے شوہر، بھائی، باپ جنگ احد میں شہید ہوگئے۔ وہ کہتی تھیں کہ مجھے یہ بتاؤ کہ حضور کا کیا حال ہے۔ لوگوں نے کہا وہ بخیریت ہیں۔

خاتون کہنے لگیں مجھے دور سے دکھلا دو۔ جب دُور سے چہرہ اقدس دیکھ لیا تو کہا کہ: کل مصیبة بعدك جلل۔ اب مجھے بھائی، باپ، شوہر کی شہادت کا غم نہیں کیونکہ میرے آقا بخیریت ہیں۔

انس بن نضر کی جاں نثاری

جنگ احد میں مشہور ہوا کہ حضور ﷺ کا وصال ہوگیا۔ حضرت انس بن نضر نے دیکھا کہ مسلمان ہتھیار پھینک کر مغموم بیٹھے ہیں۔ انس بن نضر نے جوش میں آ کر کہا: موتوا علیٰ مامات علیه رسول الله۔ آؤ جہاں رسول اللہ نے جان دے دی وہاں ہم بھی اپنی زندگی کا خاتمہ کر دیں اب زندہ رہ کر کیا کریں گے۔

چنانچہ یہ جاں نثار ستر زخم کھانے کے بعد شہید ہوگئے۔

الغرض سیرۃ کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ حُسنِ یوسف دیکھ کر زنانِ مصر نے صرف اپنے ہاتھ کاٹے تھے مگر حضور علیہ السلام کا ایسا بے مثال جمال تھا۔ جس پر مردانِ عرب نے اپنا تن من دھن سب کچھ ہی قربان کر دیا

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زنان
سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

حُسنِ محمدی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام)

ہم پہلے بتا چکے ہیں کہ چشم عالم حُسنِ محبوبِ خدا کے دیکھنے سے عاجز اور آپ کے حسن و جمال کی حقیقت و ماہیت کے سمجھنے سے قاصر ہے۔ چہرۂ نبی پر ستر ہزار حجاب جمال ہیں۔ اور آپ کا کمال ظہور ہی حجاب ہے۔ مگر اس کے باوجود اس حجاب سے جو

حُسن کی کرنیں ظاہر ہوتی تھیں وہ بھی حُسنِ یوسف سے بدرجہا افضل و اعلیٰ تھیں۔

کوئی انہیں کرنوں کو دیکھ کر چہرہ اقدس کو چاند کہتا ہے اور کوئی سورج اور کوئی وصفِ رُخ سے عاجز آ کر مقامِ حیرت میں یہ جملہ زبان پر لاتا تھا۔ لم اریٰ قبله ولا بعده مثله۔ (ترمذی شریف) ان جیسا حسن ہم نے نہ ان سے قبل دیکھا اور نہ ان کے بعد۔ غرض کہ۔

بلبل نے گُل ان کو کہا قمری نے سرو جاں فزا
حیرت نے جھنجھلا کر کہا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

1)......اُم المؤمنین محبوبۂ سید المرسلین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پرنور سید عالم ﷺ کا حسن نرالا تھا۔ بدن کا رنگ نورانی تھا۔

لم یصفه واصف قط الا شبه وجهه بالقمر لیلة البدر۔

(خصائص کبریٰ، جلد ا، صفحہ ٦٧)

جو بھی آپ کا وصف کرتا۔ چودھویں کے چاند سے تشبیہ دیتا تھا۔

2)......حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ سے زیادہ حسین کسی کو نہ دیکھا جب میں چہرہ اقدس کو دیکھتا ہوں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ: کان الشمس تجری فی وجهه۔ آفتاب چہرہ مبارک میں جاری ہے۔

چودھویں کا چاند ہے روئے حبیب
اور ہلال عید ابروئے حبیب

3)......حضرت ہمدان کہتے ہیں کہ مجھے لوگوں نے کہا کہ حضور ﷺ کو کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دوں تو میں نے کہا:

کالقمر لیلة البدر لم اریٰ قبله ولا بعده۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ٦٧٩)

حضور ﷺ کا چہرہ چودھویں کا چاند تھا۔ میں نے آپ سا حسین کہیں نہیں دیکھا۔

4)......حضرت کعب بن مالک فرماتے ہیں کہ جب حضور پر مسرت و خوشی کے آثار ظاہر ہوتے تو چہرہ اقدس ایسا چمکدار ہو جاتا۔

کانه قطعة قمر۔ گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

5)......حضرت براء ابن عازب سے کسی نے پوچھا کیا چہرہ اقدس لمبا تھا۔ حضرت براء نے فرمایا۔ **لابل مثل القمر والشمس مستديراً** ۔ (مسلم شریف)

نہیں! چاند اور سورج کی طرح گول تھا۔

6)......حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: **ان نبيكم صبيح الوجه كريم الحسب حسن الصوت** ۔ (خصائص کبریٰ جلد ا صفحہ ۷۶)

تمہارے نبی نمکین حسن، اعلیٰ نسب اچھی آواز والے ہیں۔

حسن کھاتا ہے جس کے نمک کی قسم
وہ ملیح دل آرا ہمارا نبی

یہ چاند اور سورج سے تشبیہ صرف تشبیہ ہی تھی حقیقت میں چہرہ مبارک چاند سے زیادہ روشن تھا۔ چنانچہ حضرت جابر ابن سمرہ فرماتے ہیں کہ چودھویں کا چاند اپنی پوری چمک اور دمک کے ساتھ نکلا ہوا تھا۔ اور مدنی تاجدار دو عالم کے سردار سرخ رنگ کا دھاری دار حلہ مبارک زیب تن کئے تشریف فرما تھے۔ تو میں نے مقابلہ کے لئے ایک نظر آسمانی چاند پر ڈالی اور ایک نظر مدنی چاند پر اور موازنہ کیا کہ کون زیادہ خوبصورت ہے۔

فاذاهو احسن عندى من القمر ۔

تو مجھے یقین ہو گیا کہ مدنی چاند آسمانی چاند سے زیادہ خوبصورت ہے۔

آسمانی چاند میں میل تھا۔ اور محبوب کبریا ﷺ کا چہرہ منور میل سے پاک تھا

رُخِ دن ہے یا مہر سما یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
شب زلف یا مشکِ ختا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

حقیقت یہی ہے کہ چہرہ اقدس کی تعریف و توصیف کرنا انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔ صحابہ کرام حیران ہیں کہ چہرۂ انور کے حسن و جمال و خوبی و کمال کو کن لفظوں سے بیان کریں آخر ان کی نظر چاند سورج پر پڑتی ہے کہ لوگوں کے نزدیک چاند سے زیادہ کوئی دوسری چیز روشن نہیں۔ اس لئے وہ حسنِ نبوی کو چاند سے تشبیہ دے کر بیان فرما دیتے ہیں ورنہ

میں وہ شاعر نہیں جو چاند کہہ دوں ان کے چہرہ کو
میں ان کے نقشِ پا پر چاند کو قربان کرتا ہوں

یہی وجہ ہے کہ حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم ﷺ کے سر مبارک سے لے کر پائے اقدس تک اعضائے کریمہ کی صفت بیان کرتے ہوئے عاجز آ جاتے ہیں تو حضور کو کسی چیز سے تشبیہ نہیں دیتے کیونکہ

چاند سے تشبیہ دینا یہ بھی کوئی انصاف ہے
اس کے منہ پر چھائیاں حضرت کا چہرہ صاف ہے

اس لئے فرماتے ہیں: **لم ارىٰ قبله ولا بعد ه مثله صلى الله عليه وسلم** ۔ کہ میں نے حضور ﷺ سے قبل اور آپ کے بعد آپ جیسا حسین نہیں دیکھا۔

﴿پیراہنِ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کمال﴾

حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ ہیں۔ ابتلاء و آزمائش کے ختم ہونے کے بعد آپ کے سر پر تاج حکومت ہے۔ ادھر کنعان میں قحط پڑتا ہے۔ اور آپ کے بھائی غلہ حاصل کرنے کے لئے مصر آتے ہیں۔ آپ انہیں پہچان جاتے ہیں۔ اور اپنے والد کا حال پوچھتے ہیں۔

برادرانِ یوسف عرض کرتے ہیں کہ آپ کے فراق و غم میں روتے روتے ان کی آنکھیں سپید ہو گئی ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام یہ جواب سن کر فرماتے ہیں۔

اذهبوا بقميصى هذا فالقوه على وجه ابى يأت بصيرا ۔

میری یہ قمیص لے جاؤ اور والد کے چہرہ پر ڈال دو۔ وہ بصیر ہو جائیں گے۔

فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے برگزیدہ بندوں کے استعمال شدہ کپڑے بھی رحمتوں اور برکتوں کے حامل ہو جاتے ہیں اسی لئے پیراہن یوسف علیہ السلام سیّدنا یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کے لئے علاج شافی ہو گیا۔

اس میں شک نہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک برگزیدہ پیغمبر ہیں اور اس طرح ان کے پیراہن کی برکت سے آنکھوں کا اچھا ہو جانا ان کا معجزہ تھا۔ لیکن جامع جمیع کمالاتِ انبیاء حضور سید المرسلین ﷺ کی شان نرالی ہے۔ نورِ مجسم ﷺ کے

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کپڑے ہی نہیں بلکہ آپ کی ہر چیز رحمت و برکت کی حامل ہے اور بلاؤں کو دور امراض کو زائل کر دینے کی طاقت رکھتی ہے۔

سرورِ کائنات ﷺ کی قمیض مبارک کی برکات

ابن عدی محمد بن جعفر سے راوی کہ سنان بن طلق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے اپنی قمیض کا ایک ٹکڑا دے دیجئے۔ میں اس کو بطور تبرک اپنے پاس رکھوں گا۔ محمد بن جابر کہتے ہیں۔ میرے باپ نے کہا، حضور ﷺ کی قمیض مبارک کا وہ ٹکڑا ابا عن جد میرے ہاتھ آیا۔

یغسلها للمریض یتشفیٰ بها۔ (خصائص، جلد ا، صفحہ ۱۱۲)

ہم اس جبہ مبارک کا غسالہ مریضوں کو پلاتے ہیں اور مریض اچھے ہو جاتے ہیں۔

جُبّہ مبارک

امام مسلم حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے سبز رنگ کا دھاری دار جبہ دکھایا اور فرمایا: یہ وہ مبارک جبہ ہے جسے سید عالم ﷺ زیب تن فرماتے تھے۔

فنحن نغسلها فلنستشفی بها۔ (حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۶۴۲)

ہم اس جبہ مبارک کا غسالہ مریضوں کو پلاتے ہیں اور مریض اچھے ہو جاتے ہیں۔

پیالہ مبارک

امام قاضی عیاض اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حضور ﷺ کا ایک پیالہ تھا جب کوئی بیمار ہوتا تو وہ اس پیالہ میں بیماروں کو پانی پلاتیں۔

فیشفون بها۔ (شفا شریف) اور مریض اچھے ہو جاتے۔

چادر مبارک

امام بخاری سہل بن سعد سے راوی، ایک دفعہ ایک عورت نے خدمتِ اقدس میں چادر بطور ہدیہ پیش کی۔ ایک صحابی جو اس وقت موجود تھے کہنے لگے کیا اچھی چادر

ہے۔ حضور نے اپنی چادر انہیں عطا کر دی۔ لوگوں نے ان کو ملامت کی کہ تم جانتے ہو حضور ﷺ کو چادر کی ضرورت تھی۔ یہ بھی جانتے ہو کہ سرکار کسی کا سوال رد نہیں فرماتے تم نے سوال کیوں کیا؟

رجوت بركتها حين لبسها النبي ﷺ لعلي اكفن۔ (بخاری شریف)

میں نے یہ چادر اس لئے لی ہے تاکہ اس میں دفن کیا جاؤں اور اس کی برکت سے بخشا جاؤں۔

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے ملبوسات اور استعمال شدہ اشیاء کو متبرک جانتے تھے اور ان سے شفاء اور برکت کی اُمید رکھتے تھے۔ معلوم ہوا کہ بزرگانِ دین کی استعمال شدہ اشیاء کو متبرک سمجھنا، ان سے برکت کی اُمید رکھنا جائز ہے۔ بدعت یا شرک نہیں ہے۔ بلکہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ جب حضور کی صاحبزادی کا انتقال ہوا تو بعد از غسل آپ نے اپنا تہبند مبارک دیا اور فرمایا:

اشعرنها اياه۔ ان کے کفن کے ساتھ میرا تہبند بھی ملا دو۔

علامہ نووی شارح مسلم فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنا تہبند مبارک کیوں عطا فرمایا۔

والحكمة فى اشعارها به تبريكها۔ (مسلم شریف، جلد ا، صفحہ ۳۰۵)

اشعار میں حکمت یہ تھی تاکہ ان کے کفن میں برکت ہو جائے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ خود حضور نبی کریم ﷺ بھی اپنی استعمال شدہ اشیاء کو برکت و رحمت تصور فرماتے تھے۔

چادر مبارک کی عجیب برکت

مولانا روم مثنوی میں اس حدیث کو نقل فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ آج بہت تیز بارش آئی۔ آپ قبرستان میں تشریف فرما تھے مگر آپ کے کپڑے نہیں بھیگے۔ فرمایا: عائشہ تم نے کیا اوڑھا ہوا ہے۔ عرض کی آپ کا تہبند شریف۔ فرمایا

گفت بہر آں نمود اے پاک جیب
چشم پاکت را خدا باران غیب

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نیست ایں باران ایں ابر شمار
ہست باران دیگر ودیگر شمار

یعنی: "اے عائشہ! میرے تہبند شریف کی برکت سے تمہیں یہ نظر آ گیا۔ یہ پانی نہ تھا، یہ تو انوار و برکات الٰہیہ کی بارش تھی جو مجھ پر برس رہی تھی۔ اے عائشہ! اس بارش کا بادل اور آسمان ہی دوسرا ہے۔"

یعنی یہ بارش تمہیں اس لئے نظر آ گئی کہ تمہارے سر پر میرا تہبند مبارک ہے۔ اسی کی برکت سے تمہاری آنکھوں سے حجاب اُٹھ گئے۔ اور تم نے انوار الٰہی کا مشاہدہ کر لیا۔ ورنہ یہ کسی کو نظر نہیں آتے۔ سبحان اللہ! الغرض وہ پیراہن یوسف علیہ السلام ہے اور یہ حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ کے ملبوسات اور آپ کے استعمال شدہ اشیاء کے برکات و حسنات ہیں اہل ایمان کا ایمان تازہ ہوتا ہے جب دیکھتے اور سنتے ہیں کہ محبوبانِ خدا کیسی کیسی برکتوں کے حامل و مالک ہیں۔

حضرت لوط علیہ السلام اور حضور ﷺ

حضرت لوط علیہ السلام کے تمام معجزات حضور پُرنور ﷺ میں موجود تھے اور حضرت لوط علیہ السلام کے تین معجزات تھے۔

معجزاتِ لوط علیہ السلام

(1) حضرت لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو بدفعلی کرنے سے روکا۔ تو قوم نے چراگاہ میں آپ کی بکریوں کو چرنے سے روک کر ایک پہاڑ کی طرف ہانک دیا۔ تو لوط علیہ السلام نے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی تو اُس کی برکت سے اُس پہاڑ پر گھاس اُگ آئی اور وہ پہاڑ سرسبز ہو گیا۔ اور وہ پہاڑ آپ کی حیات طیبہ تک سرسبز ہی رہا۔ اگر کسی کافر کی بکری وہ گھاس کھا لیتی تو فوراً ہلاک ہو جاتی۔ یہ اعجاز دیکھتے ہی چالیس آدمی آپ کی ذات پر ایمان لے آئے۔

(2) آپ علیہ السلام کی قوم نے جب ڈھیلے پھینکنے شروع کر دیئے تو آپ کو بہت قلق ہوا۔ اور لوگوں کو اس حرکت سے باز کیا۔ اور فرمایا کہ اگر تم ایسا کرنے سے باز نہ آئے تو میں بھی اسی طرح کروں گا۔ لیکن وہ باز نہ آئے تو آپ نے قوم کی طرف ایک پتھر پھینکا۔

تو وہ سب کے سب اللہ تعالیٰ کے امر سے مغلوب ہو گئے۔

(3) ہر پتھر اور ڈھیلا آپ سے کلام کرتا تھا۔ اور عرض کرتا تھا کہ آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو آگ بنادے اور ہم قوم کو جلا دیں۔ تاکہ قوم آپ پر ایمان لے آئے۔ تو آپ ان کو جواب ارشاد فرماتے کہ ان کو اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی دے گا۔

معجزاتِ مصطفےٰ ﷺ

(1) اہلیانِ جدہ شریف کو جب گھاس کی تکلیف ہوئی تو دُعا فرمائی۔ اُس دعا کی برکت سے ان کا پہاڑ گھاس سے سرسبز ہو گیا۔

(2) غزوۂ بدر میں دشمنوں کی طرف حضور اکرم ﷺ نے ایک پتھر پھینکا تو اس پتھر کی وجہ سے بحکم الٰہی تین ہزار کفار شکست کھا کر بھاگ گئے۔

(3) وحی کی ابتداء کے وقت سرور کائنات ﷺ سے ہر ڈھیلہ اور پتھر کلام کرتا اور نبوت کی گواہی دیتا تھا۔

حضرت یونس علیہ السلام اور رسول مکرم ﷺ

حضرت یونس علیہ السلام میں دو معجزے تھے ایمان کا ذکر مندرجہ ذیل واقعہ میں ہے۔

(1) حضرت یونس علیہ السلام کی قوم جب آپ پر ایمان نہ لائی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ ان کو ایسی آگ سے جلا دے جو بادل سے نکلے تو اللہ کریم نے دُعا کو قبول فرمایا۔ کہ فلاں روز فلاں وقت بادل سے ایک آگ نکلے گی۔ حضرت یونس علیہ السلام خود کشتی کی طرف چلے گئے کیوں کہ قرعہ میں آپ کا ہی نام نکلا تھا۔ اس لیے دریا میں آپ کو ڈالا گیا۔ تو مچھلی نے آپ کو نگل لیا۔ اور مقررہ وقت پر ابر سے آگ برسی۔ اور اس نے تمام کو جلا دیا۔

(2) حضرت یونس علیہ السلام ایک دفعہ اپنی قوم کے ہمراہ جنگل میں تھے۔ اور وہاں پانی نہیں تھا تو قوم نے عرض کیا کہ دُعا فرمائیں تو آپ نے اللہ کریم سے دُعا کی تو سارا جنگل پانی سے بھر گیا۔

معجزاتِ مصطفیٰ ﷺ

ابولہب کے بیٹے عتبہ پر سرور عالم ﷺ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ابر سے آگ

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
Scanned by CamScanner

https://ataunnabi.blogspot.com/

برسادی تو اس آگ سے عقبہ اور سات کافر جل گئے۔

﴿معجزاتِ حضرت شعیب علیہ السلام اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم﴾

حضرت شعیب علیہ السلام کے تمام معجزات اور فضائل، ہمارے رسول کریم ﷺ میں موجود تھے اور حضرت شعیب علیہ السلام کے تین معجزے تھے۔

شعیب علیہ السلام کے معجزات﴾

(1) آپ کی قوم نے جب آپ کی بکریوں کے اون کے سیاہ ہو جانے کے لئے عرض کیا۔ تو آپ کے دعا کرنے کی وجہ سے ان کی اون سیاہ ہو گئی۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ بکریوں کی پشت پر چند کلمات طیبات لکھ دیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے وہ کلمات "**یاحی یاقیوم یاصمد یاسند یارحمان**" کہے ہیں۔ پھر قوم نے عرض کیا اب سیاہ اون کا رنگ سفید رنگ میں تبدیل ہو جائے تو آپ نے دُعا فرمائی تو ویسے ہی ہو گیا۔

(2) حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے مکانات پہاڑی جگہ تھے۔ تو قوم نے عرض کی کہ ہمارے مکانات مٹی کے ہو جائیں۔ تو آپ نے دُعا کی تو اللہ کریم نے وحی نازل فرمائی کہ اپنا دستِ مبارک پتھروں پر پھیر دو تو آپ کے ہاتھ پھیرنے کی برکت سے وہ پتھر مٹی بن گئے۔

(3) آپ مقام مدین جب تشریف فرما ہوئے تو وہاں کے لوگوں نے بکریاں رکھی ہوئی تھیں۔ تو لوگوں نے خیال کیا کہ شعیب علیہ السلام ہم سے بکریاں لینے کے لئے آئے ہیں۔ جب آپ کے پاس یہ بات پہنچی تو آپ نے دُعا فرمائی تو مدین کے چاروں طرف پہاڑ بکریاں بن گئے۔

فائدہ: اسی طرح بہت سے معجزات سرورِ کون ومکان احمد مجتبیٰ ﷺ کے دستِ رحمت سے صادر ہوئے۔

معجزاتِ مصطفیٰ ﷺ﴾

(1) اپنے رشتہ کے مہاجر فقیروں کے لئے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے دُعا فرمائی تو مدینہ طیبہ کے کچھ پتھر بکریاں بن گئے۔ اور اپنے ساتھی سات آدمی جو ہجرت کرنے

والے تھے۔ ان کو دو دو سو بکریاں عنایت فرما دیں۔

(2) شاہ مقوقس نے اپنے اردگرد کے پتھروں کو مٹی بنا دینے کی نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں عرض کی تو آپ نے اپنا دست رحمت پتھروں پہ رکھا تو وہ سب پتھر باذن اللہ تعالیٰ مٹی بن گئے۔ بعد ازیں اسی معجزہ کی وجہ سے بہت سے تحائف بارگاہِ نبوی میں شاہ مقوقس خود لے کر حاضر ہوا اور ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

﴿معجزاتِ حضرت موسیٰ علیہ السلام﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعض معجزات کا ذکر قرآن مجید میں ہے ان میں ایک یہی ہے کہ آپ کا عصا اژدھا بن گیا۔

عصائے موسیٰ علیہ السلام﴾

حضرت سیدنا کلیم اللہ علیہ السلام کے نو معجزات ہیں۔ فرعون کے مقابلے میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا ... اژدھا بن گیا تو یہ معجزہ دیکھ کر فرعون کے جادوگر بول اُٹھے ہم اس رب جلیل کی ذات پر ایمان لائے۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کا رب ہے۔

فائدہ: اس معجزہ کا ذکر قرآن مجید میں متعدد مقامات پہ تفصیل سے آیا ہے۔ یہ نویں پارہ میں ہے کہ جب فرعون کے جادوگر حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنا جادو دکھایا تو موسیٰ علیہ السلام کا عصا اژدھا بن کر جادوگروں کے لائے جادوئی سانپوں کو نگل گیا۔ تو وہ ایمان لائے اور کہا "**آمنا برب العالمین رب موسیٰ وھارون**" مزید تفصیل قرآن مجید اور تفاسیر میں ہے۔

ید بیضا معجزہ موسیٰ علیہ السلام﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنا دستِ مبارک فرعونیوں کے سامنے بغل سے نکالتے تو اس کی چمک اور دمک دیکھ کر وہ بھاگ جاتے تھے۔ اور وہ چمک ان کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتی تھی۔

معجزہ مصطفیٰ ﷺ﴾

رسول محتشم ﷺ کا ہاتھ مبارک غزوہ خیبر کے روز اس قدر روشن تھا کہ جب کافر

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کو دیکھتا۔ تو وہ اس سے ڈر کر بھاگ جاتا ؎

کافروں پہ تیغ والا سے گری برق غضب
ابر آسا چھا گئی ہیبت رسول اللہ کی

اور کسی نے کہا

یدِ بیضا کے صدقے اے کلیم
پھر کہاں ان کی کفِ پا کا جواب

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا ؎

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی

اس شعر کی بہترین شرح فقیر کی "شرح حدائق بخشش" میں پڑھئے۔

محمدی ﷺ چمک کے نمونے

(۱) ام المومنین محبوبہ سید المرسلین عائشہ صدیقہ عفیفہ پارسا رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں بوقتِ سحر کچھ سی رہی تھی۔ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ تلاش کی مگر بوجہ ظلمت نہ ملی۔ اتنے میں ماہ نبوت ﷺ دروازہ سے تشریف لائے۔

فبینت الا برۃ بشعاع نوروجھہ۔ (حجۃ اللہ)

آپ کے چہرہ انور کی روشنی میں میں نے اپنی گم شدہ سوئی دیکھ کر اٹھالی ؎

سوزنِ گمشدہ ملتی ہے تبسم سے تیرے
شام کو صبح بناتا ہے اُجالا تیرا

(۲) امام بیہقی حضرت ابو العلاء سے راوی وہ فرماتے ہیں:

عدت قتادۃ من نغمان فمر رجل فی مؤخر الدار فرایتہ فی وجھہ۔

(حجۃ اللہ، صفحہ ۴۳۷)

میں حضرت قتادہ کی عیادت کو گیا ایک شخص میرے پیچھے سے گزرا۔ اور میں نے اس کی صورت قتادہ کے چہرہ میں دیکھ لی۔

فرماتے ہیں۔ قتادہ کے چہرہ پر یہ چمک یہ دمک اس لئے تھی کہ:

کان رسول اللہ ﷺ مسح وجھہ۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۴۳۷)

حضور ﷺ نے ان کے چہرہ پر اپنا دستِ مبارک پھیر دیا تھا۔

(۳) مدائنی اپنے رجال سے تخریج کرتے ہیں کہ سیّد عالم ﷺ نے اپنا نوری ہاتھ حضرت اُسید کے چہرہ اور سینہ پر پھیر دیا۔ جس کی وجہ سے اُسید کا چہرہ اس قدر روشن ہو گیا کہ:

فکان أسید یدخل البیت المظلم فیضئ۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۴۳۸)

جب وہ اندھیری کوٹھڑی میں جاتے تو وہ روشن ہو جاتی۔

فائدہ : یہ کیسا نوری ہاتھ تھا۔ جس نے حضرت اسید کو ایسا روشن کر دیا کہ ان کا چہرہ دوسری چیزوں کو روشن و منور کرنے لگا۔ خیال تو کیجئے جس کے مقدس ہاتھوں نے حضرت اسید کو ایسی بے مثل روشنی عطا فرمائی۔ ایسے نوری ہاتھ والا کیسا روشن و منور ہوگا

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکان کا اجالا ہمارا نبی !

انتباہ : سید المرسلین ﷺ کا دستِ اقدس تاریک قلوب کو روشنی بخشتا ہے۔ اور قلوبِ ناس کو نورِ ایمان سے منور کرتا ہے۔ دلوں کو ثبات علی الحق کا عطیہ فرماتا ہے۔ کمال یدِ بیضائے موسوی سے بڑھ کر ہے کہ قلوب تاریک ایمان سے منور ہو گئیں۔

(۴) امام بیہقی حضرت علی سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجنا چاہا۔ تو میں نے عرض کی سرکار! میں ناتجربہ کار ہوں۔ قضا کے مفہوم کو نہیں سمجھتا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

فضرب بیدہ فی صدری ثم قال اللھم اھد قلبہ وثبت لسانہ۔

(خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۲۷)

اپنا دستِ مبارک میرے سینہ پر رکھا۔ اور فرمایا الٰہی! ان کو احقاق حق کی توفیق دے اور ان کی زبان کو حق پر قائم رکھ۔

فائدہ : حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اس وقت سے میں نے فریقین کے مقدمات کے فیصلہ میں کبھی غلطی نہ کی

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام

ان کے غلام ید بیضا رکھتے ہیں

سید الانبیاء ﷺ نے صحابہ کی انگلیوں کو روشن کر دیا۔ اور اندھیرے میں صحابہ کی انگلیاں روشن ہو کر روشنی کرنے لگیں۔ چنانچہ

حضرت امام بخاری اپنی تاریخ میں حضرت حمزہ اسلمی سے روایت کرتے ہیں کہ سفر میں ہم حضور ﷺ کے ہمراہ تھے اندھیری رات میں قافلہ کی روانگی کی تیاری ہوئی۔

فاضاء ت اصابعی حتی جمعوا علیہا ظہر ہم وما سقط من متاعہم وان اصابعی لتنیر۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۱۷)

تو میری انگلی روشن ہو گئی اور اس کی روشنی میں صحابہ نے اپنا چھوٹا موٹا سامان ڈھونڈ کر اونٹوں پر لاد لیا۔ اور میری انگلی روشنی کرتی رہی۔

فائدہ : حضرت حمزہ کی انگلی شرف صحبت نبوی کے باعث روشن ہو گئی اور اتنی روشن ہوئی کہ اس کی روشنی میں صحابہ نے اپنا سامان تلاش کر کے اونٹوں پر لاد لیا۔ معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا ایسا روشن ہاتھ ہے جس نے صحابہ کے ہاتھوں کو ید بیضا بنا دیا۔

ٹہنی کو نورانی بنادیا

اس میں شک نہیں کہ دست کلیم روشن تھا۔ مگر اس اعجاز کو بھی دیکھئے کہ محمد مصطفے ﷺ نے شاخ خرما کو روشن کر دیا۔ جس کی روشنی میں حضرت قتادہ اپنے مکان تک پہنچ گئے۔ امام ابو نعیم حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ اندھیری رات میں حضور نماز عشاء کے لئے مسجد میں آئے تو راستے میں آپ کے لئے قدرتی شمع روشن ہو گئی پھر حضور نے حضرت قتادہ کو دیکھ کر فرمایا نماز کے بعد میرے پاس آنا مجھے تم سے کام ہے۔ قتادہ نماز کے بعد خدمت اقدس میں حاضر ہوئے پھر جب حضرت قتادہ اپنے گھر جانے لگے تو آپ نے انہیں کھجور کی ٹہنیاں عطا فرمائیں۔

فقال خذ ھذا یضیئ لک امامک عشرا وخلفک عشرا۔

(خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۸۰)

اور فرمایا انہیں اٹھا لو۔ دس تمہارے آگے اور دس تمہارے پیچھے روشن ہو جائیں گی۔

صحابہ کی لاٹھیاں

امام بخاری و بیہقی و حاکم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبادہ بن بشر و اسید بن حضیر حضور کی خدمت میں بیٹھے اپنے مطلب کی باتیں کر رہے تھے کہ رات ہو گئی اور سخت ظلمت چھا گئی۔ پھر یہ دونوں اٹھے اور اپنے گھر کو جانے لگے تو ایک صحابی کی لاٹھی روشن ہو گئی۔ جب دونوں کی راہ جدا ہوئی تو۔

اضاء ت الاخریٰ عصاہ فمشی کل واحد منہا فی ضوء عصاہ حتی بلغ اھلہ۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۱۷)

دوسرے صحابی کی لاٹھی بھی روشن ہو گئی اور یہ دونوں صحابی ان لاٹھیوں کی روشنی میں اپنے گھر تک پہنچ گئے۔

فائدہ : اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ روشن تھا۔ مگر محبوب خدا ﷺ سرتاپا ایسے روشن و منور تھے کہ جس چیز کو آپ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا وہ بھی روشن ہو گئی۔

ید موسیٰ علیہ السلام و ید مصطفے ﷺ میں فرق

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہاتھ روشن ہاتھ تھا۔ مگر دست نبوی بے شمار کرامتوں اور رحمتوں کا حامل ہے۔ اور پھر یہ کتنا عظیم فرق ہے کہ وہ کلیم کا ہاتھ اور یہ حبیب کا ہاتھ ہے۔ یہ وہ ہاتھ ہے جس کا ہر فعل فعل الٰہی اور ہر ارادہ ارادۂ خداوندی ہے

جو مصطفے کے ہاتھ ہیں وہ کبریا کے ہاتھ
جو کبریا کے ہاتھ ہیں وہ مصطفے کے ہاتھ

کنکریوں والا معجزہ

یہ وہ ہاتھ ہے جو جنگ بدر میں کافروں پر کنکر پھینکتا ہے اور خالق کائنات فرماتا ہے: **وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔** (القرآن الحکیم)

ترجمہ: محبوب وہ کنکریاں تم نے نہیں ہم نے پھینکی ہیں۔

امام مسلم حضرت سلمہ بن اکوع سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ حنین میں ہم نے

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ کی معیت میں جہاد کیا۔ صورت ایسی پیش آئی کہ صحابہ کے قدم اکھڑ گئے اور کافروں نے ہجوم کر کے حضور علیہ السلام کو گھیر لیا۔ حضور سواری سے نیچے تشریف لائے اور: **ثم قبض قبضۃ من تراب ثم استقبل به وجوهھم ۔**

(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۲۶۸)

ایک مشتِ خاک لے کر کافروں کے منہ پر ماری اور شاہت الوجوہ فرمایا۔

فائدہ : جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر کافر کی آنکھوں میں وہ کنکریاں بھر گئیں اور دشمن پیٹھ دے کر بھاگا۔ سبحان اللہ! فتح و شکست حضور کے ہاتھ میں ہے۔ حضور نے ایک مشتِ خاک سے کفار کے لشکرِ عظیم کو شکست اور مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی

میں تیرے ہاتھوں کے صدقے کیسی کنکریاں تھیں وہ
جن سے اتنے کافروں کا دفعۃً منہ پھر گیا

بیعت کی برکت

یہ وہی نوری ہاتھ ہے جس نے درخت کے نیچے صحابہ کو بیعت کیا تھا۔ اور اللہ عزوجل نے فرمایا تھا:

ان الذین یبایعونك انما یبایعون اللہ ۔ (قرآن)

محبوب! تمہارے ہاتھ پر بیعت ہمارے ہاتھ پر بیعت ہے۔

کیوں خوف بزمِ حشر سے کرتے ہو عاصیو!
دامن پکڑ لو پیارے نبی کا بڑھا کے ہاتھ

فائدہ : یہ وہ ہاتھ ہیں جو ساری اُمت کے خیر خواہ اور ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں۔ لوگ پروانہ وار جہنم میں گرنا چاہتے ہیں اور یہ مقدس اور ہمدرد ہاتھ انہیں روکے کھڑے ہیں۔ چنانچہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

انتم تتقحمون فی النار کالفراش وانا اخذ بحجزکم۔

تم پروانہ وار جہنم میں گرتے پڑتے ہو اور میں تمہارا بند کمر روکے کھڑا ہوں۔

لغزش کرے غلامِ نبی الورٰی کہیں
گرنے نہ دیں کبھی وہ پکڑ لیں بڑھا کے ہاتھ

دونوں جہاں کی نعمتیں

یہ وہ ہاتھ ہیں جو قاسم کائنات ہیں۔ نعم اللہ و برکات ربانیہ کی تقسیم انہیں مقدس ہاتھوں کے سپرد ہے اور یہ مقدس ہاتھ دونوں جہان میں نعمتیں تقسیم فرماتے ہیں۔ بھکاری آتے ہیں اور جھولیاں بھر کر لے جاتے ہیں

دونوں جہاں میں بانٹتے ہیں صدقہ صبح و شام
اپنے بڑھے ہوئے ہیں رسولِ خدا کے ہاتھ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ان مقدس ہاتھوں سے مانگتے ہیں اور ایسی چیز مانگتے ہیں جو نہ محسوس و مبصر ہے نہ دکھتی ہے نہ اٹھا کر دی جا سکتی ہے عرض کرتے ہیں۔

یارسول اللہ انی اسمع منك حدیثا فانساہ فقال ابسط ردائك فبسطت فغرف فیہ ثم قال ضم فضممتہ فما نسیت حدیثا بعد۔

(بخاری شریف)

حضور میں آپ سے حدیثیں سن کر بھول جاتا ہوں۔ فرمایا اپنی چادر بچھا۔ میں نے بچھائی آپ نے دو مٹھیاں بھر کر نہ معلوم کیا ڈال دیا۔ پھر فرمایا سمیٹ لے میں نے چادر سمیٹ لی۔ اس وقت سے میں کبھی کسی بات کو نہ بھولا۔

حضرت بتول زہرہ سیدتنا فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے دونوں شہزادوں کو خدمت نبوی میں لے کر حاضر ہوئیں۔ عرض کی ان دونوں کو کچھ عطا فرمایئے۔ قاسم نعمت ﷺ نے فرمایا:

اما الحسین فقد نحلتہ نجدی وجودی واما الحسن فقد نحلتہ حلمی وھیبتی۔ ہم نے حسین کو اپنا کرم اور اپنی شجاعت بخشی اور حسن کو اپنا حلم اور اپنی ہیبت عطا فرمائی۔

ناظرین! احادیث بالا پر غور فرمایئے۔ حضور حضرت ابوہریرہ کو حافظہ عطا فرما رہے ہیں ان کی چادر میں نامعلوم کیا ڈال دیا۔ جس کی برکت سے ان کی قوتِ حافظہ بڑھ گئی۔ اور سہو نسیان جاتا رہا اور حضرت حسن و حسین علیہم الرضوان کو جود و شجاعت حلم و ہیبت عطا فرما رہے ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ شجاعت و ہیبت اور قوت

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حافظہ ایسی اشیاء ہیں جو اعراض ہیں نہ محسوس مبصر ہیں اور نہ اجسام ظاہرہ کہ ہاتھ میں اٹھا کر دے دیئے جائیں۔ معلوم ہوا کہ حضور ہر چیز عطا فرماتے ہیں۔ کوئی مانگنے والا ہونا چاہیئے۔

واہ کیا جود و کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں ، سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

غرض یہ کہ یہ وہ ہاتھ ہیں جو دافع البلاء و مشکل کشا ہیں۔ بلاؤں کو روکتے اور ہر مشکل میں دستگیری کرتے ہیں اور ہر مصیبت میں کام آتے ہیں۔ مختصر یہ کہ وہ ہاتھ ہیں جو گرتوں کو اٹھاتے ڈوبتوں کو تراتے ، بے سہاروں کو سہارا دیتے ہیں۔ یہ وہ مقدس ہاتھ ہیں جو پھوٹی آنکھیں بینا، بہرے کان شنوا اور ٹیڑھی زبانیں سیدھی فرماتے ہیں۔

ابن سعد زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ احد میں حضرت قتادہ کی آنکھ نکل کر ان کے رخسار پر آپڑی۔

فروھا رسول اللہ ﷺ بیدہ فکانت احسن علیہ ۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۳۴۳)

تو حضور نے دست مبارک سے ان کی آنکھ ٹھیک کر دی۔ اور حضور کی بنائی ہوئی آنکھ خدا کی بنائی ہوئی آنکھ سے زیادہ روشن ہوگئی۔

فیض ہے یا شہ تسنیم نرالا تیرا
آپ پیاسوں کے تجسس میں ہے دریا تیرا

الغرض دست نبوی ﷺ بے شمار فضائل و کمالات ، اوصاف و کرامات کا حامل ہے۔ اور کیوں نہ ہوں۔ وہ دست کلیم ہے اور یہ دست حبیب ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے

ہر خط کف ہے یہاں اے دست بیضائے کلیم
موجزن دریائے نور بے مثالی ہاتھ میں

(۳) معجزہ موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب عصا مبارک دریائے نیل میں مارا تو

دریا پھٹ گیا۔ اور راستہ بن گیا۔ جس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے رفقاء نے دریا کو عبور کر لیا۔ اور فرعون اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہلاک ہو گیا۔ جو کہ قرآن پاک میں تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے۔

فائدہ : قرآن مجید میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **واذ فرقنا بکم البحر فانجینکم واغرقنا آل فرعون وانتم تنظرون ٥**

ترجمہ: "اور جب پھاڑ دیا ہم نے تمہاری وجہ سے دریا کو پھر بچا دیا ہم نے تم کو اور ڈبا دیا فرعون کے لوگوں کو اور تم دیکھ رہے تھے۔

اس آیت کے تحت مفصل واقعہ و دیگر اسرار و رموز تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان میں پڑھئے۔

معجزہ مصطفےٰ ﷺ

حضور سید المرسلین ﷺ نے نجاشی کی طرف صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جماعت بھیجی جن میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ تو کفار نے ان کو دریا عبور نہ کرنے دیا۔ اور دریا پر ہی روک دیا۔ تو انہوں نے اپنا واقعہ حضور ﷺ کو لکھا۔ تو حضور ﷺ نے ایک چھڑی روانہ فرمائی اور فرمایا، اس کو دریا پر مارو جب انہوں نے دریا پر چھڑی کو مارا تو دریا نے راستہ دے دیا۔ اور انہوں نے آسانی سے دریا کو عبور کر لیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا دریا عبور کر کے ملک فتح کرنا یہ ان کی کرامت دراصل معجزہ مصطفےٰ ﷺ ہے۔

(۴) معجزہ موسیٰ علیہ السلام

حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے جب آپ علیہ السلام سے پانی طلب کیا تو آپ علیہ السلام نے عصا مبارک مار کر ایک بڑے پتھر سے پانی جاری کر دیا۔ یہ واقعہ بھی قرآن پاک میں موجود ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واذا ستسقٰی موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا، قد علم کل اناس مشربھم ، (پارہ ۱ البقرہ)

ترجمہ: اور جب پانی مانگا موسیٰ نے اپنی قوم کے واسطے تو ہم نے کہا مار اپنے عصا کو پتھر

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پر سو بہہ نکلے اُس سے بارہ چشمے پہچان لیا ہر قوم نے اپنا گھاٹ۔

تفاسیر میں ہے کہ قوم موسیٰ علیہ السلام کو پانی نہ ملا تو ایک پتھر پر عصا مارنے سے بارہ چشمے نکلے اور بنی اسرائیل کے قبیلے بھی بارہ ہی تھے کسی قوم میں آدمی زیادہ کسی میں کم ہر قوم کے موافق ایک چشمہ تھا اور وجہ شناخت بھی یہی موافقت تھی۔ یا یہ مقرر کر رکھا تھا کہ پتھر کی فلاں جہت فلاں جانب سے جو چشمہ نکلے گا وہ فلاں قوم کا ہوگا۔ عقل کے بندے ایسے معجزات کا انکار کرتے ہیں حالانکہ ان کے لئے سائنس میں ایسے نظائر موجود ہیں مثلاً مقناطیس لوہے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے تو اس پتھر نے بھی پانی کھینچ لیا تو کون سی تعجب کی بات ہے۔

معجزات مصطفےٰ ﷺ

سرکار دو عالم ﷺ نے غزوۂ تبوک کے روز بارہ ہزار صحابہ کرام علیہم الرضوان کو جو ایسی جگہ پر تھے جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ ایک پانی کا پیالا منگوا کر اس میں اپنی انگلیاں مبارک ڈالیں تو آپ کی انگلیوں سے پانی کا چشمہ بہنے لگا اور سارے صحابہ نے خوب سیر ہو کر پیا۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر حضور سرور عالم ﷺ کے معجزات ہیں ان کی تفصیل آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

معجزئہ موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو قبطی لوگ تنگ کرتے تھے۔ ان سے سخت قسم کی خدمت لیتے تھے۔ تو ایک دفعہ ایک اسرائیلی کو قتل کرنے کے لئے قبطی لائے تو موسیٰ علیہ السلام نے قبطیوں کے لئے بددعا کی تو اللہ تعالیٰ نے فوراً ان پر پانی کا سیلاب بھیجا۔

مسلسل آٹھ روز بارش ہوتی رہی اور اس کے ساتھ ساتھ تاریکی بھی اتنی زیادہ کہ ایک شخص دوسرے شخص کو بالکل نظر نہیں آتا تھا۔ اور نہ ہی اپنے گھر سے کوئی باہر جا سکتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قبطیوں کے گھروں میں پانی اتنا زیادہ چلا گیا کہ وہ ہر وقت کھڑے ہی رہتے تھے۔ اگر کوئی بیٹھ جاتا تو وہ پانی میں غرق ہو جاتا تھا۔ لیکن اسرائیلیوں میں سے کسی آدمی کے گھر میں بھی پانی نہ گیا۔ قبطی اس مصیبت میں مبتلا تھے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر آپ ہم کو اس عذاب سے نجات دلا دیں تو ہم بنی اسرائیلیوں کو آپ کے سپرد کر دیں گے۔ اور آپ پر ایمان بھی لے آئیں گے۔ ان کے

کہنے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دُعا فرمائی تو ایسی ہوا اللہ کریم کے حکم سے چلی کہ سارا پانی خشک ہو گیا۔ اور گھاس اُگی ہوئی رہ گئی۔ پھر بھی ایمان نہ لائے بلکہ کہنے لگے کہ وہی طوفان ہمارے لئے بہتر تھا۔ اس کے باوجود چالیس سال حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام انہیں پند و نصائح کرتے رہے۔ اور پانی کا عذاب بھی ان پر آیا۔ پھر بھی صراط مستقیم پر نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ٹڈیوں کا عذاب نازل کیا۔ کوئی قبطی بھی ٹڈیوں کی کثرت سے اپنے گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔ اور نہ کوئی کام کر سکتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ ٹڈیاں ان کے کھیت مکانوں کی چھتیں اور ان کے کپڑوں تک کو چاٹ گئیں لیکن بنی اسرائیل کے گھروں میں ایک ٹڈی بھی داخل نہیں ہوئی۔ قبطیوں نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی تو آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی تو ایسی گرم ہوا چلی کہ تمام ٹڈیاں جھلس کر جل گئیں۔ مگر وہ قبطی تب بھی ایمان نہ لائے۔ ٹڈیوں کے دور کر دینے سے بھی جب وہ لوگ ایمان نہ لائے تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بددعا سے اللہ تعالیٰ نے ان پر جوؤں کو مسلط کر دیا جو کہ ان کی ساری کھیتیاں کھا گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فریاد کرنے پر جب انہوں نے دعا فرمائی تو حکم رب کریم سے وہ دور ہو گئیں۔ ایمان تب بھی نہ لائے۔

جوؤں کا عذاب دور ہو جانے کے بعد بھی قبطی ایمان نہ لائے تو اللہ کریم نے مینڈکوں کا عذاب نازل کیا جس نے ان کو اتنا تنگ کیا جس کی مثال ہی نہیں۔ کھانے پینے کی چیزوں میں مینڈک تھے۔ اگر کوئی کلام کرتا تھا تو وہ منہ میں گھس جاتے تھے۔ جب کوئی سوتا تو چھاتی پر جمع ہو کر چڑھ جاتے تاکہ سونے والا کروٹ نہ بدل سکے۔ مسلسل سات روز تک قبطی اسی عذاب میں پھنسے رہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو اللہ کریم کے حکم سے مینڈک دور ہو گئے۔ لیکن وہ پھر بھی ایمان نہ لائے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی بددعا کا نتیجہ یہ ہوا کہ قبطیوں کے لئے دریائے نیل اور تمام نہریں و چشمے خون کے ہو گئے۔ یہاں تک کہ قبطی اور اسرائیلی دونوں ایک ہی برتن سے پانی لیتے مگر وہ پانی قبطی کے لئے خون بن جاتا اور اسرائیلی کے لئے پانی، جب اس مصیبت میں قبطی مبتلا ہوئے تو چند روز کے بعد فرعون چونک پڑا اور موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی دُعا فرمائیں کہ عذاب دور ہو مگر پھر بھی ایمان نہ لائے۔ اللہ تعالیٰ نے آخر

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے پانچ عذابوں کا ذکر قرآن پاک کی اس آیہ کریمہ میں تفصیلاً فرمایا ہے:

فارسلنا علیهم الطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم آیات مفصلٰت فاستکبروا وکانوا قوما مجرمین ٥

ترجمہ: ''تو بھیجا ہم نے ان پر طوفان اور ٹڈی اور جوئیں اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ مجرم قوم تھی۔''

معجزاتِ مصطفےٰ ﷺ

(1) مروی ہے کہ سرورِ کائنات ﷺ کو اذیت دینے کے لئے کفار نے کوئی کسر نہ چھوڑ رکھی تھی۔ تو آپ نے ان کے حق میں بددعا فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ مضر کی سخت گرفت کر۔ اور ان پر ویسے ہی عذاب نازل فرما جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے دور میں نازل فرمائے تھے۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کو قحط میں مبتلا فرمایا۔ حتی کہ انہوں نے حضور پرنور ﷺ سے آہ وزاری کی تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ کریم نے اتنا مینہ برسایا جس سے ڈوب جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔ پھر دوبارہ معافی مانگی تو نجات ہوئی۔ اور ان کے کھیت اور پھل ٹھیک ہو گئے۔ تب کفار نے کہا یہ بارش ہمارے لئے نقصان کی نہیں بلکہ فائدے کی ہے۔

ٹڈیوں کا عذاب

(2) قبیلہ ربیعہ پر جب نبی کریم ﷺ نے بددعا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ٹڈیوں کا عذاب نازل فرمایا کہ وہ عاجز آ گئے اور معافی مانگنے لگے تو رحمۃ اللعالمین ﷺ نے دعا فرمائی تو عذاب دور ہوا۔

(3) ثعلبہ بن اسید نے ایک بار نبی کریم ﷺ سے شکایت کی کہ ہمارے قبیلے کے اردگرد بہت سی شہد کی مکھیاں ہیں جس کی وجہ سے ہم بہت مشکل سے راستہ پار کرتے ہیں۔ آپ دعا فرمائیں کہ ان مکھیوں پر اللہ تعالیٰ کوئی ایسی چیز کا تسلط فرما دے کہ جس سے وہ کم ہو جائیں۔ اس پر آپ ﷺ نے دعا فرمائی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر جوؤں کو پیدا فرمایا۔ جو ان کو کھا گئیں۔ پھر دوبارہ دعا کی تو جوئیں بھی دور ہو گئیں۔ یہ اعجاز ان قبیلہ والوں نے جب دیکھا تو ان لوگوں نے اسلام کو قبول کر لیا۔

(4) اہلیان جدہ شریف میں سے جنہوں نے غزوہ خندق کے روز کفار سے مل کر

حضور ﷺ سے جنگ کی تھی۔ ان لوگوں کے حق میں جب نبی کریم ﷺ نے دعا فرمائی تو مینڈکوں کو اللہ تعالیٰ نے ان پر مسلط فرمایا۔ کہ جب وہ واپس اپنے وطن جدہ آئے تو مینڈکوں نے ان کو بحکم الٰہی ہلاک کر دیا۔ پھر فخر موجودات ﷺ سے باقی ماندہ لوگوں نے عرض کیا۔ تو آپ کی دعا کی برکت سے ان کو مینڈکوں سے خلاصی ہوئی اور وہ سب مینڈک دریا میں چلے گئے۔

(5) شفیع عاصیاں ﷺ سے عرب کی قوم نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ ہم کو یہ اعجاز دکھائیں کہ اس کنویں کا پانی خون بن جائے۔ آپ نے دعا فرمائی تو کنویں کا تمام پانی اسی وقت خون بن گیا۔ پھر انہوں نے عرض کیا کہ یہ دوبارہ پانی بن جائے۔ تو آپ کے دعا فرمانے سے بحکم ربانی وہ پھر پانی بن گیا۔

اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد

فائدہ: سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں جو چالیس آدمی آپ کے امتحان کے لئے حاضر ہوئے تھے، انہوں نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام آپ سے افضل ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کیسے؟ انہوں نے عرض کیا کہ موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے چار ہزار چار سو چالیس کلمات فرمائے۔ مگر ان میں سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے ایک کلمہ بھی عنایت نہیں فرمایا۔ تو نبی پاک ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بہتر کلمات عطا فرمائے۔ تو انہوں نے وہ کلمات پوچھے، شب اسریٰ کے دولہا ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا انہ ھو السمیع البصیر ٥۔

آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ بلکہ اس سے بھی بالاتر جہاں جنۃ الماویٰ ہے تک لے گیا۔ پھر عرش معلّٰی کے قریب وہاں مجھے عرش معلّٰی

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے اُوپر سے یہ ندا آئی کہ اے میرے پیارے حبیب ﷺ میں ہی اللہ تعالیٰ ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور فرمایا میں نے اپنے رب کریم عزوجل کو دیکھا۔ اور میرا دیکھنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دیکھنے سے بہتر ہے۔ تو ان لوگوں نے تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ تورات میں بھی یہی موجود ہے۔ امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

تبصرہ اویسی غفرلہ

فقیر موسیٰ علیہ السلام کے بعض معجزات کے متعلق کچھ تفصیل عرض کرتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام اور امام الرسل ﷺ

حضرت موسیٰ علیہ السلام بہت بڑے برگزیدہ پیغمبر ہیں یہاں تک کہ بعض محققین نے لکھا کہ اولوالعزم پیغمبروں میں حضور نبی پاک ﷺ کے بعد آپ ہی سب سے افضل ہیں۔ بعض نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے لکھا۔ اس کے باوجود حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہمارے نبی پاک ﷺ کی امت ہونے کی تمنا کی چنانچہ روح البیان پارہ ۹، میں ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عام مخلوق سے ایک یا دو مراتب یا اس سے مزید خصوصیات سے مخصوص فرمایا ہے اور یہ سلسلہ اس وقت سے شروع ہوا جب کہ آدم علیہ السلام کا جسم اطہر تیار کیا گیا تو آدم علیہ السلام میں اُن کی اولاد کے ذرات میں انبیاء علیہم السلام کے ذرات پر وہی کمالات نمایاں کئے گئے۔ مثلاً موسیٰ علیہ السلام کو رسالہ ومکالمہ سے نمایاں اور لوح ثانی کو یہ مرتبہ نہیں ملا تھا اس لئے ان میں نمایاں نہیں تھا۔ لیکن موسیٰ علیہ السلام کو نمایاں کیا گیا۔ اس طرح دُنیا میں دیدار الٰہی کا مرتبہ حضور ﷺ اور آپ کی اُمت سے مخصوص ہے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمنا کی کہ انہیں حضور نبی پاک ﷺ کی اُمت میں سے بنایا جائے۔ مثلاً یوں دعا مانگی "اللھم اجعلنی من اصحابہ" اے اللہ تعالیٰ مجھے نبی پاک (ﷺ) کے اصحاب سے بنا۔

بلکہ کل قیامت میں ان شاء اللہ امت مصطفےٰ ﷺ میں شامل ہو کر بہشت میں داخل ہوں گے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "شفاعت کا منظر"۔

گذشتہ اوراق میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کی تفصیل مع معجزات مصطفےٰ ﷺ بقلم علامہ محی الدین محمد یحییٰ بن موسیٰ الحنفی رحمۃ اللہ علیہ تھی۔ اب فقیر مع قلم علامہ محمود رضوی رحمۃ اللہ علیہ تفصیل سے عرض کرتا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا شرح صدر

یہ بہت بڑا کمال ہے جسے موسیٰ علیہ السلام کی آرزو پر انہیں عطا ہوا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی:

"رب اشرح لی صدری"۔ ترجمہ: الٰہی! میرا سینہ کشادہ فرمادے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس دُعا کے باوجود اس محبت وکیفیت کے ساتھ ان کا شرح صدر نہ ہوا جیسا کہ سید الانبیاء علیہ السلام کا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام دُعا کرتے ہیں۔ پھر کہیں ان کے سینہ کو کشادگی بخشی جاتی ہے اور نبی پاک ﷺ کی نرالی شان ہے۔

شرح صدر حضور انور ﷺ

سید الانبیاء چونکہ محبوب ہیں اس لئے آپ کے سینہ مبارک کو بلا طلب واستدعا کشادہ کیا جاتا ہے۔ اور نہ صرف کشادگی بخشی جاتی ہے بلکہ آپ کے وسعت صدر کا اعلان بھی کر دیا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

الم نشرح لک صدرک۔ (القرآن)

ترجمہ: محبوب کیا ہم نے تمہارے سینہ کو کشادہ نہ فرمایا؟

شرح صدر کی روائتیں

حضور ﷺ کا شرح صدر چار بار ہوا۔ ایام طفولیت میں، دس سال کی عمر شریف میں، قرب بعثت، اور چوتھے شب معراج۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ شق صدر کی متعدد روائتیں راویوں کے سہو پر مبنی ہیں کیونکہ جب ایک بار سینہ اقدس پاک صاف ہو کر منور ہو گیا۔ پھر کئی بار شق صدر کی کیا ضرورت ہے مگر ان لوگوں کا ایسا کہنا صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ الٰہی حکمت کے ادراک سے

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فہم انسان قاصر ہے نامعلوم متعدد بار کے شق صدر میں کیا کیا حکمتیں تھیں۔

بہر حال یہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دعا کرتے ہیں تو ایک بار شرح صدر ہوتا ہے اور حضور اکرم ﷺ کا بلاطلب واستدعا چار بار شرح صدر فرمایا جاتا ہے۔ خیال کیجئے کہ جس ہستی پاک کے سینہ کو اللہ عزوجل چار بار شرح فرما کر اس میں انوار و تجلیات ودیعت فرمادے تو اس سینہ اقدس کے علوم و معارف کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔ افسوس حضرات وہابیہ اس چیز کے مان لینے کے بعد بھی حضور ﷺ کے علم ناپیدا کنار کو ناپتے تولتے ہیں اور آپ کے علم کی حد مقرر کرتے ہیں۔ حالانکہ سرکار کے اوصاف عیب تناہی سے پاک و منزہ ہیں

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

شرح صدر کی احادیث

بخاری کی حدیث میں ہے کہ سید عالم ﷺ خانہ کعبہ میں آرام فرماتے۔ آنکھیں سوتی تھیں اور دل بیدار تھا۔ ناگاہ جبریل امین چند ملائکہ کے ہمراہ آئے اور حضور کو چاہ زم زم کے پاس لے گئے۔ اور سینہ اقدس کو چاک کیا۔ پھر آب زم زم سے غسل دیا۔ اس کے بعد سونے کا ایک طشت ایمان و حکمت سے بھرا ہوا لایا گیا۔ اور اس طشت کے سرمایا کو سینہ اقدس میں بھر کر شگاف برابر کر دیا گیا۔

امام مسلم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا میں اپنے مکان میں تھا۔ پھر مجھے چاہ زم زم کے پاس لے جایا گیا۔

فشرح صدری ثم غسل بماء زمزم ثم اتیت بطشت من ذهب ملیا ایمانا وحکمة فحشی بها صدری ۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ صفحہ ۱۵)

پھر میرے قلب کو سنہری طشت میں آب زمزم سے غسل دے کر ایمان و حکمت سے لبریز کر کے میرے سینہ فیض گنجینہ میں رکھ دیا گیا۔

فائدہ: اس حدیث سے روشن ہو گیا کہ حضور اقدس ﷺ کا سینہ منور حقائق رحمانیہ و معارف ربانیہ کا گنجینہ ہے۔ ہدایت و موعظت کا خزینہ ہے۔ نبوت و حکمت سے لبریز

ہے۔ علم لدنی و نور ربی سے معمور ہے۔ اسرار الٰہی و تجلیات ایزدی کا مسکن ہے سارے جہاں کے علوم اسی سینہ میں بند ہیں۔ حتیٰ کہ یہ اتنا وسیع ہے کہ عالم غیب و شہادۃ اس مقدس سینہ کی وسعت میں سما گئے۔

تمام انبیاء کرام اسی سینہ گنجینہ سے فیض لیتے رہے۔ اور سارے اولیاء اسی سینہ بے کینہ سے علوم و معارف کے خزینے حاصل کرتے ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

اور چونکہ اللہ عزوجل نے سینہ نبی کو کشادہ فرما کر اس میں جہان کے علوم بھر دیئے ہیں۔ اس لئے حضور کا فہم و ادراک علم و حکمت فہم بشری سے بالاتر ہے اور تعلیم و تعلم سے پاک و منزہ ہے یعنی نہ آپ کو کسی کے سامنے زانوئے ادب طے کرنا پڑا ہے اور نہ کسی کے شاگرد ہوئے ہیں۔

اس کی تفصیل پڑھے فقیر کی تصنیف "پڑھا لکھا امی"۔

اُمّی لقب

اسی بنا پر نبی پاک ﷺ کا لقب امی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **الذین یتبعون الرسول النبی الامی** ۔ مسلمان وہ ہیں جو رسول امی کا اتباع کرتے ہیں۔

کتاب مجید کا حضور ﷺ کو لقب اُمیت سے یاد کرنا اس امر پر تحتی سے روشنی ڈالتا ہے کہ یہ رسول ﷺ وہ ہیں جن کی تکمیل حظیرہ قدس میں ہوئی ہے۔ ان کو اگر شاگردی کا شرف حاصل ہے تو صرف خدا سے ہے یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے فصحاء بلغاء علماء اور فلاسفروں کی جماعتیں دربار رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر یہ اقرار کرتی ہیں کہ ہمارا علم اور حضور کا عرفان قطرہ اور قلزم کی بھی مثال نہیں رکھتا۔ اور فصحائے عدنان و بلغائے قحطان کا تو یہ حال ہے کہ:

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زبان نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

درس عبرت

وہ ذاتِ کریم جس نے دنیا میں کسی سے تعلیم نہ حاصل کی جو ایک جاہل اور اَن پڑھ قوم میں مبعوث ہوئے۔ جن کے لئے تعلیم و تعلم کے تمام اسباب مفقود تھے۔ وہ ساری کائنات کے استاد اور دونوں عالم کے دقیقہ دان ہیں۔ دماغ کو روشن، قلب کو متجلی، روح کو منور کر دینے والی تعلیم دے رہے ہیں۔ تہذیب، اخلاق، تدبیر، منزل اقتصادیات، عمرانیات کے سبق پڑھا رہے ہیں سچ ہے

اُمّی دقیقہ دان عالم
بے سایہ سائبان عالم

خطیرئہ قدس کے متعلم

چنانچہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ادبنی ربی فاحسن تادیبی قال الزرقانی ای علمی ۔

(جواہر البیان، جلد۱، صفحہ ۶۷۳)

مجھے میرے رب نے پڑھایا اور بہترین تعلیم دی۔

ابن عساکر تخریج کرتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے عرب کا طواف کیا کلام فصحا کو سنا۔ مگر آپ سے زیادہ فصیح کسی کو نہ پایا۔ تو آپ کو کس نے تعلیم دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

ادبنی ربی ۔(جواہر البیان، جلد۱، صفحہ ۶۷۳) مجھے میرے ربّ نے تعلیم دی ہے۔

نیز ابن عساکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے دربارِ رسالت ﷺ میں عرض کی:

اراك تكلم ابو فروبكلام لاافهم اكثره فقال ادبنی ربی فاحسن تادیبی۔ (جواہر البیان، جلد۱، صفحہ ۴۹۷)

یا رسول اللہ ﷺ میں دیکھتا ہوں کہ آپ وفود سے ایسی زبان میں باتیں کرتے ہیں جس کا اکثر حصہ ہم نہیں سمجھتے۔ حضور نے فرمایا مجھے میرے ربّ نے بہترین تعلیم دی ہے۔

ناظرین! آیات و احادیث سے روشن ہو گیا کہ حضور ﷺ خطیرۂ قدس کے متعلم ہیں۔ انہیں ان کے ربّ نے تعلیم دی ہے۔ اور بہترین تعلیم سے آپ کو نوازا ہے۔ ذرا استاد شاگرد کی ذاتوں کو ملاحظہ کیجئے۔ پڑھنے والے رحمت للعلمین ہیں اور پڑھانے والا ربّ العلمین ہے۔ رحمٰن نے اپنے عبد خاص کو کیا پڑھایا، کتنا پڑھایا، کتنے علوم سینہ مصطفےٰ ﷺ میں ودیعت فرمائے۔ یہ کون بتا سکتا ہے اور کون آپ کے علم ناپیدا کنار کا ادراک کر سکتا ہے۔

ایسا اُمّی کس لئے منت کش استاذ ہو
کیا کفایت اس کو اقراء ربک الاکرم نہیں

نیز ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ ہر ملک کی زبان جانتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب مختلف بلاد و امصار سے وفود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو حضور ہر ملک کے قاصد سے اسی کی زبان میں گفتگو فرماتے ہیں۔

نگاہ موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ کوہ طور کے بعد اتنی تیز تھی کہ دور دور تک بلا تکلف دیکھتے تھے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے: امام طبرانی معجم صغیر میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ پر تجلی فرمائی۔

كان يبصر النملة على الصفا في الليلة الظلما ، مسيرة عشرة فرسخ ۔(شفا ملا علی قاری، جلد۱، صفحہ ۱۷۲)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اندھیری رات میں صاف پتھر پر دس فرسخ کے فاصلہ سے چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بعد تجلی طور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھیں ایسی روشن و منور ہو گئیں کہ اندھیری رات میں دس فرسخ کے فاصلے سے چیونٹی جیسی باریک چیز آپ کو نظر آنے لگی اور رات کی ظلمت زمین کی مسافت آپ کی آنکھوں کے

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لئے حجاب نہ تھی۔

نگاہ مصطفےٰ ﷺ

علماء فرماتے ہیں۔کوہ طور کی تجلی سوئی کے ناکے کے کروڑویں حصہ کی تجلی تھی۔ جب اس آسان سی تجلی کے باعث موسیٰ کلیم اللہ کی آنکھوں کی یہ کیفیت ہے تو ان کا کیا کہنا جن کی مقدس آنکھوں نے اللہ عزوجل کو دیکھا۔اور چشم سر دیکھا اور اس شان سے دیکھا کہ خود رب العزت فرماتا ہے: مازاغ البصر وما طغیٰ ۔(قرآن مجید)

ترجمہ: مجھے دیکھنے میں پلک بھی تو نہ جھپکی۔

محمد مصطفےٰ ﷺ نے عین ذات کو دیکھا۔چشم نبی نے جو کچھ دیکھا دل نے اس کی تصدیق کی۔ماکذب الفواد مارای ۔(قرآن مجید)

ترجمہ: میرے محبوب نے جو کچھ دیکھا دل نے اسے نہ جھٹلایا۔

انتباہ: وہ موسیٰ تھے جو آسان سی تجلی کی تاب نہ لا سکے بے ہوش ہو کر زمین پر آ رہے۔ یہ محبوب خدا ہیں جو ذات کو دیکھ رہے ہیں۔قلب اقدس مطمئن اور چہرۂ مبارک متبسم ہے۔یعنی بحالتِ تبسم خالق اکبر کو دیکھ رہے ہیں۔

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پر تو جمال
تو عین ذات می نگری در تبسمی

حضور ﷺ نے خدا کو دیکھا

(۱) امام احمد بسند صحیح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی۔حضور نے فرمایا: رأیت ربی۔(خصائص جلد ۲، صفحہ ۱۶۱) میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

امام بخاری حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو: ودنا الجبار رب العزت فتدلّٰی حتّٰی کان منه قاب قوسین اوادنی (بخاری، کتاب التوحید)

عزت والا جبار خدا اتنا قریب ہوا کہ آپ کے اور خدا کے درمیان دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا۔

خود رب العزت قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے: ثم دنٰی فتدلّٰی فکان

قاب قوسین اوادنی ۔(قرآن مجید)

ترجمہ: پھر حضور قریب ہوئے اور اتنے قریب ہوئے کہ دو کمانوں سے بھی کم فاصلہ رہ گیا۔

غرض کہ آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ سرور کائنات اشرف موجودات ﷺ نے اللہ عزوجل کو دیکھا۔اور حضرت موسیٰ نے صرف تجلی دیکھی۔خدا کو نہ دیکھ سکے تو جب حضرت موسیٰ ایک تجلی کے مشاہدے سے ایسے بصیر ہو گئے کہ آپ اندھیری رات میں دس فرسخ کے فاصلے سے چیونٹی دیکھ لیتے ہیں۔تو حضور ﷺ نے عین ذات کو دیکھا ہے۔لہٰذا حضور کی بصارت ورویت کس درجہ کی ہوگی۔اور آپ کتنی مسافت سے اشیاء کا ادراک فرماتے ہوں گے۔

ثابت ہوا کہ حضرت موسیٰ کے لئے ایک تجلی کے باعث اندھیرا اور مسافت حجاب نہ رہا۔اور اشرف انبیاء ﷺ کے لئے رب تعالیٰ کے مشاہدہ کے بعد کائنات کا کوئی ذرہ پوشیدہ نہ رہا اور حضور ﷺ کی چشمانِ حق بین نے سارے عالم کا احاطہ کر لیا

بھلا عالم سی شے مخفی رہے اس چشم حق بیں سے
کہ جس نے خالق عالم کو بیشک بالیقیں دیکھا

حضور ﷺ کی آنکھوں کے لئے اندھیرا حجاب نہیں ہے

حضرت موسیٰ کی آنکھوں کے لئے اندھیرا حجاب نہ بنا اور آپ نے اندھیرے میں چیونٹی کو دیکھ لیا۔تو محمد مصطفےٰ ﷺ کے لئے اندھیرا کیسے حجاب بن سکتا تھا۔انہوں نے تجلی دیکھی تھی۔اور حضور ﷺ نے ذات حق کا مشاہدہ فرمایا ہے۔

امام بیہقی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی۔وہ فرماتی ہیں کہ: کان رسول اللہ ﷺ یریٰ فی ظلماء کما یریٰ فی الضوء۔ (خصائص جلد ۱، صفحہ ۶۱)

حضور ﷺ اندھیرے اور اجالے میں یکساں دیکھتے تھے۔

امام بیہقی وابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں: کان رسول اللہ ﷺ یریٰ باللیل فی الظلمة کما یریٰ فی

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

النہار بالفوء۔

کہ حضور ﷺ رات کے اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کے اجالے میں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تجلیات ربانیہ حضور کی مقدس آنکھوں میں سرایت کر گئی تھی۔ اب یہ آنکھیں دیکھتی تھیں تو نور خدا سے دیکھتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ جہانگیر تاریکی حجاب نہیں بنتی۔ اور حضور آگے پیچھے دور اور نزدیک یکساں دیکھتے تھے۔

حضور آگے پیچھے یکساں دیکھتے ہیں

امام مسلم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ سرور کائنات اشرف موجودات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں۔ مجھ سے پہلے رکوع اور سجدہ نہ کیا کرو۔ کیونکہ فانی اراکم من امامی ومن خلفی۔ میں آگے اور پیچھے یکساں دیکھتا ہوں۔ (خصائص، جلد ا، صفحہ ٦١)

ضمائرِ قلوب

بلکہ حضور ﷺ کی آنکھیں ایسی اشیاء کا ادراک فرماتیں جنہیں کلیم و خلیل کی آنکھیں نہ دیکھ سکیں۔ اور یہ آنکھیں ان چیزوں کو دیکھتی ہیں جہاں موسیٰ کلیم اللہ کی نظریں نہیں پہنچتیں۔ حضور کی مقدس نظریں ضمائرِ قلوب اور دل کے وساوس کا بھی ادراک فرماتی ہیں ؎

فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائی ہے امی تیری دانائی کی

امام بخاری تاریخ میں اور بیہقی اور ابو نعیم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور کے ہمراہ مسجد میں گیا۔ وہاں کچھ لوگ ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو کچھ میں ان کے ہاتھوں میں دیکھتا ہوں تو بھی دیکھتا ہے؟ میں نے عرض کی نہیں۔

قال بايديهم نور قلت ادع الله ان يرينيه فدعا الله فارانيه ۔

(خصائص، جلد ۲، صفحہ ٨٦)

فرمایا ان ہاتھوں میں نور ہے۔ میں نے عرض کی سرکار دعا کیجئے مجھے بھی نظر آجائے۔ آپ نے دعا فرمائی وہ نور مجھے بھی نظر آگیا۔

اللہ کی رحمت اور سکینہ ایسی چیزیں ہیں کہ آنکھ ان کے ادراک سے قاصر ہے۔ یہ سکینہ ورحمت نور ہوتا ہے جس کو چشم نبوی ہی دیکھ سکتی ہے یا آپ کی دعا سے یہ انوار و برکات ایزدی اوروں کو بھی دکھائی دے جاتے ہیں۔

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میرا قبلہ یہی ہے؟

فوالله مايخفى على خشوعكم ولا ركوعكم ۔ (بخاری، جلد ا، صفحہ ٥٩)

خدا کی قسم مجھ پر تمہارے رکوع اور خشوع پوشیدہ نہیں ہیں۔

ناظرین! خشوع ایک کیفیت قلبی کا نام ہے جو نمازی کو نماز میں حاصل ہوتی ہے۔ مگر آقا و مصطفےٰ ﷺ کے قربان کہ مصلی کے خشوع کا ادراک رہی ہیں۔

ثابت ہوا کہ مسلمانوں کے خشوع رکوع سجود اور ضمائر قلوب و کیفیات نفسانیہ حضور پر پوشیدہ نہیں ہیں ؎

سر عرش پر ہے تیری گذر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضور ﷺ کی سرعتِ نظر

اوپر گزرا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سرعتِ نظر کا یہ عالم تھا کہ آپ دس فرسخ سے چیونٹی دیکھ لیتے تھے۔ مگر حضور کی سرعتِ نظر کا کیا کہنا ہے۔ ان نظروں کے لئے دس فرسخ کی مسافت کیا چیز ہے۔ یہ نظریں تو روئے زمین کا دورہ کرتیں اور آنِ واحد میں مدینہ سے ملکِ شام میں پہنچتی ہیں۔

رُوئے زمین پر حضور ﷺ کی نظر ہے

امام ابو نعیم حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی جنگ موتہ کے واقعات حضور کو سنانے آئے تو حضور نے فرمایا:

ان شئت فاخبرني وان شئت فاخبرتك قال فاخبرني يارسول

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الله فاخبر هم كله ودصعه۔(خصائص،جلد۲،صفحہ۲۵۹)

یعلیٰ! اگر تم کہو تو جنگِ موتہ کے تفصیلی حالات تم سے پہلے میں ہی سنا دوں۔ اور اگر تم چاہو تو تم ہی سناؤ۔ یعلیٰ نے عرض کی سرکار آپ ہی بیان کر دیں۔ حضور ﷺ نے جنگ موتہ کے تمام واقعات بیان فرما دیئے۔

یہ سن کر حضرت یعلیٰ نے کہا مجھے قسم ہے اس ذاتِ مقدس کی جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے آپ کے بیان اور واقعاتِ جنگ میں سرِ مو فرق نہیں ہے۔ یعنی جیسا آپ نے بیان فرمایا ہے ویسے ہی ہوا ہے۔

ناظرین! اس حدیث سے حضور کی سرعتِ نظر کا حال معلوم ہوا کہ آپ نے مدینہ میں تشریف رکھتے ہوئے غزوہ موتہ کے تفصیلی حالات بیان فرما دیئے۔ معلوم ہوا کہ قرب و بعد کے قوانین سے اللہ تعالیٰ نے چشم نبوی کو مستثنیٰ فرمالیا ہے یہ قوانین دوسروں کی آنکھوں کے لئے ہیں۔ یہاں سے یہ معلوم ہوا کہ حضور نور ہیں۔ جبھی تو کوئی چیز حجاب نہیں بنتی۔ نور اندھیرے کو اجالا بنا دیتا ہے اور حجابات کو چیرتا پھاڑتا نکل جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے برجِ آمنہ سے طلوع فرمایا۔

فوضعته تحت برمة فانفلقت۔ (خصائص کبریٰ)

تو آپ کو ایک طشت کے نیچے چھپا دیا۔ طشت کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

سب چمک والے اجلوں میں چمکا کیے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی

حضور ﷺ نے مدینہ میں شام اور حبشہ کے حالات بیان فرمائے

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔

ان رسول الله ﷺ نعی للنجاشی فی الیوم الذی مات فیه۔
(خصائص، جلد۲)

جس دن حبشہ میں نجاشی کا انتقال ہوا تو حضور نے مدینہ میں ہمیں اس کے انتقال کی خبر سنائی۔

حضرت نجاشی کا انتقال حبشہ میں ہوا مگر حضور نے مدینہ میں ان کے انتقال کی خبر سنائی۔ معلوم ہوا کہ چشمانِ مصطفےٰ آنِ واحد میں مدینہ سے حبشہ تک پہنچتی ہیں۔

اور دریا پہاڑ سمندر مسافت و بعد ان نظروں کے لئے حجاب نہیں بنتے۔

اور اس سے بھی عجیب واقعہ وہ ہے جسے امام بخاری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے زید، جعفر، ابن رواحہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ان کے شہید ہونے کی اطلاع دی۔ آپ مدینہ میں تشریف رکھتے ہوئے فرما رہے تھے۔

اخذ الرايته زيد فاصيب ثم اخذا لرايته جعفر فاصيب ثم ابن رواحه فاصيب وعيناه تذرفان حتى اخذ الرايته سيف من سيوف الله ۔ حتى فتح الله ۔(بخاری، جلد۲، صفحہ۶۱۱)

"اب فوج کا نشان زید نے اٹھایا۔ اور وہ شہید ہو گئے۔ اور اب جعفر نے جھنڈا اٹھایا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ اب رواحہ نے پرچم اسلام اپنے ہاتھوں میں لیا اور وہ بھی شہید ہوئے۔ حضور یہ فرماتے جا رہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر فرمایا کہ اب فوج کا جھنڈا سیف من سیوف اللہ خالد ابن ولید نے اٹھایا۔ اور مسلمانوں کو فتح ہو گئی۔"

ناظرین! یہ واقعہ بھی غزوۂ موتہ کا ہے جو ملک شام میں واقع ہوا ہے۔ حضور کی سرعتِ نظر دیکھئے کہ مدینہ سے ملکِ شام تک پہنچ رہی ہیں اور وہاں لشکر صحابہ کے جرنیلوں کو جھنڈا اٹھاتے اور شہید ہوتے دیکھ رہی ہیں اور مدینہ میں شام کے حالات حضور صحابہ کو سنا رہے ہیں۔ معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دس فرسخ کی مسافت سے اشیاء کا ادراک کرتے ہیں اور محمد مصطفےٰ ﷺ کی روشن آنکھیں روئے زمین کا دورہ کرتی ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے خوب فرمایا ہے

سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

عالم علوی

روایت کلیم کی حدیث پر پھر غور کیجئے حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بعد تجلی طور دس فرسخ کے فاصلے سے اندھیری رات میں چیونٹی کو دیکھ لیتے تھے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک فرسخ ڈیڑھ میل کا ہوتا ہے۔ دس فرسخ کے پندرہ میل بنے۔ گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پندرہ میل دور کی چیزوں کا ادراک فرمایا اور وہ بھی زمین پر اور عالم سفلی میں۔ مگر حضور ﷺ کی نظروں کے سامنے پندرہ میل کی مسافت کیا ہے۔ یہ نظریں تو ہزاروں میل دور کی چیزوں کو دیکھ لیتی ہیں۔ اور عالم علوی و عالم سفلی کے ہر ذرہ کا ادراک فرمائیں۔ یعنی حضرت موسیٰ کی نظریں زمین پر اور محمد مصطفےٰ ﷺ کی نظریں لامکاں تک پہنچتی ہیں۔

سرمگیں آنکھیں حریم حق کے وہ مشکیں غزال
ہے فضائے لامکان تک جن کا رمنا نور کا

حضور ﷺ نے زمین سے جنت کو دیکھا

ابن سعد ابو عامر سے روایت کرتے ہیں کہ جب مدینہ میں حضرت جعفر کی شہادت کی اطلاع پہنچی تو حضور ﷺ تھوڑی دیر غمگین رہے اور پھر مسکرانے لگے۔ صحابہ کرام نے سبب مسکراہٹ دریافت کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: احزنتنی قتل اصحابی حتی رأیت ھم فی الجنة اخوانا علی سرر متقابلین۔

(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۶۶)

مجھے میرے اصحاب کی شہادت کا رنج ہوا لیکن ابھی میں نے دیکھا کہ جعفر اپنے بھائیوں کے ساتھ بہشت میں ایک دوسرے کے مقابل تخت پر بیٹھے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں مسکرا دیا۔

امام بخاری حضرت اسماء سے راوی وہ فرماتی ہیں کہ سورج گہن ہوا۔ اور سید عالم ﷺ نے نماز گہن ادا فرمائی پھر خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔

مامن شیئی لم اکن رأیتہ الا رأیتہ فی مقامی ھذا حتی الجنة والنار۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۸۹)

جو چیز میں نے نہیں دیکھی تھی۔ اب میں نے اپنے اسی مقام سے دیکھ لیں۔ یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا۔

ناظرین ان احادیث سے واضح ہو گیا کہ چشمانِ نبوی عالم علوی کا مشاہدہ کرتی

ہیں اور یہ نظریں آن واحد میں جنت دوزخ تک پہنچتی ہیں۔ الحمد للہ۔ حضرت موسیٰ پندرہ میل کے فاصلے سے اشیاء کو دیکھتے ہیں۔ اور حضور ﷺ جنت دوزخ جو لاکھوں برس کے فاصلہ کی مسافت ہے ان کو دیکھ رہے ہیں۔

ثابت ہوا وہ موسیٰ کلیم اللہ ہیں۔ یہ محمد حبیب اللہ ہیں۔ جس طرح مرتبہ حبیب مرتبہ کلیم سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اسی طرح رویت حبیب رویت کلیم سے اکمل ہے۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

حضور ﷺ جنت دکھانے پر قادر ہیں

اور یہی نہیں کہ جنت دوزخ اور ساری کائنات حضور کے پیش نظر ہے۔ بلکہ حضور میں یہ بھی طاقت ہے کہ جس کو چاہیں زمین پر ہی جنت دکھا دیں۔ اور جنت کے رہنے والوں کی آوازیں سنوا دیں۔ ابن ماجہ حضرت فاطمہ بنت حسین سے راوی کہ جب حضور کے فرزند حضرت قاسم کا انتقال ہوا۔ تو حضرت خدیجہ نے فرمایا کہ میری آرزو یہ تھی کہ رب تعالیٰ قاسم کو اتنے دن اور زندہ رکھتا۔ تاکہ ان کے ایام رضاعت پورے ہو جاتے۔ یہ سن کر حضور نے فرمایا۔ حضرت قاسم کے ایام رضاعت جنت میں پورے ہوں گے۔

لیکن حضرت خدیجہ نے پھر وہی کلمات دہرائے جس پر حضور نے فرمایا۔

ان شئت دعوت اللہ یسمعک صوتہ قالت بل صدق اللہ و رسولہ۔

(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۸۸)

خدیجہ اگر تم کہو تو میں دعا مانگوں اور حضرت قاسم کی آواز تم جنت سے زمین پر سن لو عرض کی نہیں۔ اللہ اور رسول نے سچ فرمایا۔

اس حدیث سے روشن ہو گیا کہ جس طرح حضور اکرم ﷺ پر احوال برزخ و احوال جنت و دوزخ پوشیدہ نہیں ہیں اور کائنات کا ہر ذرہ حضور پر منکشف ہے۔ اسی طرح آپ میں یہ بھی طاقت ہے کہ جس کو چاہیں زمین پر ہی جنت دکھا دیں۔ اور جنت کے رہنے والوں کی آوازیں سنوا دیں۔ نیز احادیث مذکورہ سے یہ بھی واضح ہو گیا

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کہ سیدِ عالم ﷺ کو سارے جہان کی خبر ہے لیکن بے خبر آپ کو بے خبر جانتے ہیں۔

بلا ریب ہر غیب کے ہیں وہ عالم
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

آسمانوں پر حضور ﷺ کی نظر

امام ترمذی حضرت ابوذر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔

انی اری مالا ترون واسمع مالا تسمعون اطئت السماء وحق لها ان تئط لیس لها موضع اربع اصابع الا وملك واضع جبهته ساجد لله ۔ (خصائص، جلد ا، صفحہ ۳۶)

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔ آسمان چرچراتا ہے۔ اور اس کو لائق ہے وہ چرچرائے۔ کیونکہ آسمان پر چار انگل جگہ بھی ایسی نہیں ہے۔ جہاں فرشتے سجدہ میں نہ پڑے ہوئے ہوں۔

ناظرین! اس حدیث سے روشن ہو گیا کہ میرے آقا کی منور آنکھیں ان عجائبات وغرائب عالم کا مشاہدہ کرتی ہیں جو سب کی حدِ نظر سے باہر ہے چشم نبی طبقات سموات سے پار ہو جاتی ہے ۔

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی

درس عبرت

زمین و آسمان میں کتنا فاصلہ ہے۔ زمین سے صرف آسمان اول تک پانچ سو برس کی مسافتِ عظیم ہے۔ اور چشمانِ مصطفےٰ ﷺ آنِ واحد میں پانچ سو برس کی مسافت طے کرتی ہے۔ اور وہاں کے حالات دیکھ لیتی ہیں۔ جبھی تو حضور فرماتے ہیں کہ آسمان پر چار انگل ایسی جگہ نہیں ہے جو کہ وجود ملائکہ سے خالی ہو۔

فائدہ : ثابت ہوا کہ رویت کلیم سے رویت حبیب بہا سکھوں درجہ افضل و اعلیٰ ہے۔ اور جس طرح چشم نبوی بے نظیر ہے۔ اسی طرح حضور ﷺ بے مثل و بے نظیر ہیں۔ کیونکہ ۔

تیرا قد تو نادر دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سرو چماں نہیں

شرف ہم کلامی

یہ بھی بہت بڑا اعزاز ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو بلا واسطہ ہم کلامی سے نوازا گیا لیکن ہمارے حضور ﷺ کا اعزاز و اکرام کا کیا کہنا علامہ اقبال مرحوم نے فرمایا ۔

عبد دیگر عبدہٗ چیزے دگر
او سراپا انتظار ایں منتظر

نیز

طور اور معراج کے قصہ سے ہوتا ہے عیاں
اپنا جانا اور ہے ان کا بلانا اور ہے

واقعی بڑا مرتبہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر خدا سے ہم کلامی کا شرف حاصل کیا۔ مگر سیدالمرسلین ﷺ نے حریم خلوت گاہ قدس میں پہنچ کر خدا سے باتیں کیں۔ گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقام کلام کوہِ طور ہے۔ اور محمد مصطفےٰ ﷺ کا مقام مناجات سدرۃ المنتہیٰ سے بھی اُوپر ہے۔ حضرت موسیٰ دُور سے کلام کرتے ہیں۔ اور محمد مصطفےٰ ﷺ قریب سے اور اتنے قریب سے کہ دو کمانوں بلکہ اس سے بھی کم فاصلہ رہ جاتا ہے ۔

خدا رُخ سے پردہ اٹھاتا ہے آج
مصطفےٰ کو جلوہ دکھاتا ہے آج
دکھاتا ہے کیا مرتبہ قرب کا
کہ زانو بہ زانو بٹھاتا ہے آج

ہم کلامی کا طریقہ

خدا سے کیونکر کلام ہو سکتا ہے۔ اس کا طریقہ کیا ہے۔ خود رب العزت اس کی تصریح فرماتا ہے۔

ماکان لبشر ان یکلمه الله الا وحیا اومن وراء حجاب اویرسل

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسولا فیوحی باذنه۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ: کسی بشر میں یہ تاب نہیں کہ اللہ اس سے کلام فرمائے۔ مگر وحی کے طور پر۔ یا یوں کہ وہ بشر پردہ عظمت کے ادھر ہو۔ یا کوئی فرشتہ بھیجے جو اس کے حکم سے وحی کرے۔

اس آیت میں مکالمۂ الٰہی کے تین طریقے بیان ہوئے ہیں:

(i) کلام بالوحی۔ (ii) کلام پس پردہ۔ (iii) کلام بذریعہ ملائکہ۔

یاد رہے کہ آیت مذکور میں یہ تینوں طریق بشر کے لئے بتائے گئے ہیں۔ یعنی بشر سے اگر خدا کلام کرے گا۔ تو ان طریقوں میں سے کسی نہ کسی طریقہ پر کلام ہوگا۔ یا بذریعہ وحی یا بذریعہ ملائکہ یا پس پردہ اور ان طریقوں کے علاوہ خدا سے ہم کلام ہونے کی بشر میں طاقت نہیں ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کلام کیا۔ لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ ہم کلامی پس پردہ تھی۔ طور سینا حجاب تھا۔ اور بے حجاب کلام کرنا کسی اور کا حصہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اللہ عزوجل سے کلام فرمایا۔ پس پردہ کلام کیا۔ کلام بالوحی کی لذت بھی حاصل کی۔ بذریعہ جبریل بھی تام و پیام ہوا۔ گویا حضور نے تینوں مذکورہ بالا طریقوں سے خدا سے ہم کلامی کا شرف حاصل کیا۔ لیکن یہ حضور ﷺ ہی کی خصوصیت ہے۔ آپ کا ہی اعزاز و احترام ہے کہ آپ ان طرق ثلاثہ کے علاوہ بھی خدا سے ہم کلام ہوئے۔ جو طاقت بشری سے باہر تھا۔

جہاں نہ پردہ تھا، نہ حجاب، نہ زمان تھا، نہ مکان، نہ دشت ایمن تھا، نہ تجلی وادی، نہ کوہ سینا تھا، نہ برق طور، بلکہ وہاں تو جلوہ و نگاہ کی شرکت بھی مخل تنہائی تھی۔ محبوب و محب کے سوا کوئی نہ تھا۔ بس خدا عزوجل تھا اور محمد مصطفےٰ ﷺ تھے۔ صورت سرمدی سامعہ نواز تھی اور حقیقت محمدی گوش سامع **فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ** اور یہی خدا سے ہم کلامی کا چوتھا طریقہ تھا جو بشر کے ساتھ نہیں بلکہ سید المرسلین ﷺ کے ساتھ خاص تھا۔

انفلاق البحر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انفلاق بحر کا معجزہ ملا۔ عالم سفلی میں دریا سڑک بن گیا۔ اور سید الانبیاء حبیب کبریا محمد رسول اللہ ﷺ کے لئے عالم علوی میں چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے۔ یعنی حضرت موسیٰ کا تصرف زمین پر رہا۔ اور حضور ﷺ کا تصرف

آسمان پر ظاہر ہوا جو اس سے بدرجہا اقویٰ ہے۔

جس نے ٹکڑے کئے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی

امام بخاری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے حضور ﷺ سے آپ کی صداقت پر نشان طلب کیا۔

ناراهم انشقاق القمر۔ (خصائص، جلد ۱، صفحہ ۱۲۵)

تو حضور نے انہیں چاند کے دو ٹکڑے کرکے دکھایا۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

بحر مکفوف

علامہ ابن منیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زمین و آسمان کے درمیان ایک سمندر ہے جس کا نام بحر مکفوف ہے۔ اس سمندر کے مقابلہ میں دنیا کے سمندر ایک قطرہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے دنیا کا سمندر پھٹ گیا۔ اسی طرح شب معراج حضور اکرم ﷺ کے لئے بحر مکفوف کا انفلاق ہوا۔ اور حضور ﷺ اس عظیم الشان سمندر کو عبور فرما گئے۔ لہٰذا حضور کے لئے جو انفلاق ہوا وہ کلیم اللہ کے انفلاق سے کہیں افضل ہے۔

عرش پر جس کی کمانیں چڑھ گئیں
صدقے اس بازو پہ قوت کیجئے

سمندر سڑک بن گیا

بلکہ سید المرسلین حبیب کبریا ﷺ کے غلاموں کے لئے سمندر سڑک بن گیا۔ اور آپ کے صحابی علاء الحضرمی نے سمندر کو عبور کیا۔ اور اس شان سے سمندر عبور کیا کہ ان کے پاؤں تک نہ بھیگے۔

ابو نعیم حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے حضرت علاء الحضرمی کو بحرین کی طرف بھیجا اور راستہ میں سمندر آیا۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فعبرنا وما بل الماء اسفل خفاف ابلنا۔ (خصائص دلائل النبوۃ، جلد ۳، صفحہ ۲۰۹)

تو ہم نے سمندر کو عبور کر لیا اور ہمارے اونٹوں کے سم تک نہ بھیگے۔

دیکھئے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے سمندر سڑک بنا تھا تو محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کے لئے بھی سمندر پھٹ گیا۔ اور صحابہ کرام نے سمندر کو عبور کر لیا اور ان کے پاؤں تک نہ بھیگے۔

استفسار

حضور اکرم نبی محترم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ شب معراج جب میں حریم خلوت گاہ قدس میں پہنچا۔ اور اللہ عزوجل سے قریب ہوا۔ اور اتنا قریب ہوا کہ قوسین کا قاب بن گیا۔ جب مجھے اس مقامِ قرب میں باریابی ہوئی تو اس وقت ربّ العزت نے مجھ سے استفسار فرمایا:

یامحمد هل غمك انی جعلتك آخر النبین قلت لاقال فهل غم امتك انی جعلتهم آخر الامم قلت لا۔

ترجمہ: اے محمد (ﷺ) کیا تمہیں آخری نبی ہونے کا غم ہے۔ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا تو کیا تمہاری امت کو آخری امت ہونے کا رنج ہے۔ میں نے عرض کی، نہیں اے رب۔

اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔ محبوب اپنی امت کو یہ خوش خبری سنا دو کہ میں نے انہیں آخر الامم اس لئے بنایا ہے تاکہ:

لافضح الامم عند هم ولاافضحهم عندالامم۔ (جواہر، جلد ۱، صفحہ ۳۸۹)

امم سابقہ کو تمہارے سامنے رسوا کیا جائے اور تمہیں کسی امت کے سامنے رسوائی نہ اٹھانی پڑے۔

انتباہ: ذرا استفسار فرمانے والے کی سطوت و جبروت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کلمات محبت پر غور فرمائیے کہ پوچھنے والا خطاب کرنے والا کون ہے۔ کس سے پوچھا جا رہا ہے۔ اور کس شان سے پوچھا جا رہا ہے۔ اور اس ساعت خاص میں پوچھا جا رہا ہے جب کہ محبّ محبوب کے خلوت کدہ میں جلوہ فرما ہے۔ ہاں ہاں پوچھنے والا وہی ہے جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ:

ماتلك بيمينك ياموسیٰ۔ موسیٰ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے۔

لاریب پوچھنے والا وہی ہے جس نے کلیم سے فرمایا تھا کہ: **لن ترانی** ۔ تم ہمیں نہیں دیکھ سکتے۔

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوشِ لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

وہی ربّ العزت ہے جو غنی العالمین ہے جو بڑا بے نیاز ہے۔ جسے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔ وہی آج اپنے محبوب کے دکھ درد کو پوچھتا ہے اور نہ صرف آپ کے بلکہ آپ کی امت کے مزاج پوچھے جا رہے ہیں۔

آخر الامم

حدیث بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت ہے چنانچہ خود ارشاد فرماتے ہیں:

نحن آخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔ (ابن ماجہ)

میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔

آئے جو یہاں حبیب یزدان پیچھے
یعنی شہِ مرسلان ذی شان پیچھے
کیا معترضوں کو اس میں جائے حجت
فوج آگے رہا کرتی ہے سلطان پیچھے

اور ہمارا آخری امت ہونا بھی ایک ایسا عظیم و جلیل شرف ہے۔ جو کسی نبی کی امت کو نہ حاصل ہوا۔ بالیقین یہ شرف و فضیلت بھی اسی گیسوؤں والے آقا کا صدقہ ہے۔ اللہ ربّ العزت جل مجدہ نے ہمیں آخری امت اس لئے بنایا تاکہ امم سابقہ کے سامنے ذلت و رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ اس کے برعکس امم سابقہ کے احوال کا تذکرہ قرآن میں موجود ہے۔ ہمیں معلوم ہے قوم نوح نافرمان تھی طوفان کے عذاب میں مبتلا ہوئی۔ کسی پر پتھر برسے اور کسی کی شکلیں بندر اور سور جیسی بنا دی گئیں۔ غرض کہ امم سابقہ کے انجام اور ان کے اعمال سے ہم واقف ہو گئے۔ اور عبرت کے سامان پیش کرتے گئے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لیکن یہ رحمت العالمین کا صدقہ ہے انہیں کا اجلال واحترام ہے کہ باوجود اس کے کہ ہمارے جرائم امم سابقہ سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ ہم گناہوں اور عیبوں میں ان سے کم نہیں۔ مگر ہمارے محبوب اور تمام جرائم رحمت اللعالمین کے پردے میں چھپے ہوئے ہیں۔ اور ہم پر وہ عذاب نازل نہیں ہوتا اور نہ ہمیں امم سابقہ کی طرح ذلیل ورسوا کیا جاتا ہے۔ بلکہ بہت بڑے اعزازات واکرامات سے نوازا جاتا ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "لاالی انت"۔

﴿عصائے کلیم علیہ السلام وعصائے محمد ﷺ﴾

عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد

موازنہ ﴿

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معروف ومشہور معجزہ عصا بھی ہے۔ لکڑی کا عصا تھا مگر دشمنوں کے لئے اژدھابن کر آپ کی حفاظت کرتا تھا۔ لیکن سرور انبیاء حبیب کبریا ﷺ کی نرالی شان ہے۔ اور آپ کی حفاظت وصیانت بغیر عصا کے بھی ہوجاتی ہے۔

امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں کہ جب ابوجہل نے پتھر سے آپ ﷺ کو شہید کرنے کا ارادہ کیا تو:

رای علی کتفیه ثعبانین فانصرف مرعوبا۔ (زرقانی، جلد۵، صفحہ۱۹۵)

اس نے آپ کے شانہ ہائے اقدس پر دو اژدھے دیکھے اور سراسیمہ ہو کر بھاگا۔

اس روایت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر عصائے کلیم اژدھا بن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی حفاظت کرتا تھا۔ تو یہ چیز ہمارے رسول کریم ﷺ کو بلا عصا ہی حاصل تھی۔ اور آپ کی حفاظت وصیانت تو خود رب العزت جل مجدہٗ فرماتا تھا۔ قرآن فرماتا ہے:

واللہ یعصمک من الناس۔ (قرآن)

ترجمہ: خدا لوگوں سے تمہاری حفاظت کرے گا۔

سب کو معلوم ہے کہ حضور ﷺ نے جب دعوت اسلام کا آغاز فرمایا تو مکہ کا بچہ بچہ آپ ﷺ کا دشمن ہوگیا۔ اور آپ ﷺ کے خلاف سینکڑوں منصوبے باندھے گئے۔

قتل کی سازشیں شروع ہوئیں۔ زہر میں تلواریں بجھا کر رکھی گئیں۔ کھانے میں زہر دیا گیا۔ سر اقدس پر پتھر گرانے کی تدبیر سوچی گئی۔ کمین گاہوں سے آپ پر حملے کیے گئے۔ غرض کہ طرح طرح کے آزار پہنچانے کی تدبیر سوچی گئیں۔ اور ایک جان بے خطا کا سارا عرب مخالف ہوگیا۔ مگر سبحان اللہ ہر موقع پر یہ ظاہر ہوا کہ

دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است

واقعہ ہجرت﴿

سب کو معلوم ہے کہ جس شب حضور ﷺ نے ہجرت کا قصد فرمایا۔ قریش کے تمام خاندانوں نے مل کر آپ ﷺ کے قتل کا فیصلہ کرلیا تھا۔ قریش کے بہادروں نے خانہ اقدس کا محاصرہ کرلیا تھا تاکہ حضور ﷺ جب باہر تشریف لائیں تو یہ فرض ادا کیا جائے۔

ایسے خطرناک موقع پر جب کہ آستانہ اقدس دشمنوں کے نرغہ میں تھا۔ اور ہر طرف سے تلواروں کی جھنکاریں سنائی دے رہی تھیں۔ حضور ﷺ اپنے مکان سے باہر تشریف لائے اس وقت آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت کریمہ تھی۔

وجعلنا من بین ایدیھم سدا و من خلفھم سدا فاغشیناھم فھم لایبصرون۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ: ہم نے ان کے آگے پیچھے دیواریں کھڑی کردیں اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا کہ وہ نہیں دیکھتے ہیں۔

پہرہ داروں کی آنکھوں پر محافظ حقیقی نے مہر لگادی۔ وہ اندھے ہوگئے اور حضور ﷺ ان کے قریب سے نکل کر تشریف لے گئے اور انہیں خبر تک نہ ہوئی۔

صبح ہوئی اور دشمن آپ ﷺ کے تعاقب میں اس غار تک پہنچ گئے جہاں حضور ﷺ اور صدیق اکبر جلوہ فرما تھے جب وہ غار کے دہانے پر پہنچے تو وہاں یہ منظر دیکھا کہ غار کے منہ پر ببول کا درخت ہے اور اس میں کبوتروں نے گھونسلا بنایا ہوا ہے اور مکڑی نے جالا بھی تنا ہوا ہے۔ یہ دیکھ کر انہیں خیال ہوا کہ غار کے اندر اگر کوئی جاتا تو گھونسلا سلامت نہ رہتا۔

مسلم شریف میں ہے کہ اگر کافر غار کی طرف ذرا جھک کر دیکھتے تو ان مقدس پناہ

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گزینوں پران کی نظر پڑ جاتی۔ مگر محافظ حقیقی نے ان کی عقل اور دور اندیشی کے نور کو بجھا دیا اور انہیں جھک کر دیکھنے کا خیال نہ آیا اور محافظ عالم نے کفار مکہ پر یہ ظاہر کر دیا کہ۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

سراقہ کا تعاقب

مکہ میں کفار نے اعلان کیا کہ جو ان کو گرفتار کر کے لائے گا۔ اس کو سو اونٹ انعام میں ملیں گے۔ سراقہ لالچ میں آ گئے اور اسپ راہوار پر سوار ہو کر آپ ﷺ کے تعاقب میں روانہ ہوئے اور آپ ﷺ کے قریب پہنچ گئے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بتقاضائے بشری اضطراب ظاہر کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

لاتحزن ان اللہ معنا۔ (قرآن کریم)

ترجمہ: گھبراؤ نہیں خدا ہمارے ساتھ ہے۔

حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ دفعتاً سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور سراقہ اپنے ارادہ فاسد سے باز آئے اور انہیں یہ یقین ہو گیا کہ یہ کوئی اور راز ہے۔ ان کی محافظت خالق اکبر فرما رہا ہے اور یہی معجزہ دیکھ کر بعد کو مسلمان ہو گئے۔

بکری کے گوشت میں زہر

امام ابو نعیم حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ جنگ بدر سے واپس ہوئے تو مدینہ میں ایک یہودیہ نے بھنا ہوا گوشت ہدیہ کیا۔ اور عرض کی کہ میں نے نذر مانی تھی کہ جب آپ ﷺ مدینہ میں صحیح وسلامت تشریف لائیں گے یہ بکری آپ ﷺ کو ہدیہ کروں گی۔ بکری کا بھنا ہوا گوشت جب حضور ﷺ کے سامنے آیا تو اس گوشت میں سے آواز آئی۔

یامحمد لاتاکلنی فانی مسموم۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۱۵۲)

تو بکری کے گوشت نے کہا سرکار مجھے تناول نہ فرمائیں۔ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے۔

غرض کہ ایسے خطرناک ہنگاموں، سازشوں، فتنوں کے عالم میں خصوصاً عرب

کے ملک میں جہاں اقتدار حکومت اور نظام امن کا نام ونشان تک نہ تھا۔ سید عالم ﷺ کا بحفاظت تمام فرائض نبوت کو سرانجام دینا ایک مستقل معجزہ تھا۔

پہریداروں کی علیحدگی

شروع شروع میں جب حضور ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو صحابہ جاں نثاری کی بنا پر آپ ﷺ کے اردگرد پہرہ دیا کرتے تھے۔ ایک رات صحابہ خیمہ کے گرد پہرہ دے رہے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی: واللہ یعصمك من الناس۔ حضور اکرم ﷺ نے اسی وقت خیمہ مبارک سے اپنا سر اقدس باہر نکالا اور پہرے والوں کو خطاب کر کے فرمایا:

الیك وعنی الیك عنی قد عصمنی ربی۔ (بخاری)

لوگو! واپس جاؤ خدا نے میری حفاظت کا فرض اپنے ذمہ لے لیا ہے۔

لیجئے پہرے بھی ہٹا دیئے گئے اور حفاظت کے ظاہری اسباب معطل کر دیئے گئے اور ایسی صورت میں بھی کوئی ارادہ فاسد لے کر آتا تو قدرت اس کے منہ پر غضب کا طمانچہ لگاتی اور وہ خائب وخاسر واپس ہوتا۔

ناظرین! اس مختصر تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ اگر اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا دے کر ان کی حفاظت وصیانت فرمائی تھی۔ تو حضور اکرم ﷺ کی حفاظت وصیانت خود رب العزت نے اپنے ذمہ لے لی اور یہ منصب جلیل حضور ﷺ کو بغیر عصا کے حاصل ہو گیا۔ پھر عصائے کلیم بنی اسرائیل کے لئے قہر وغضب بن کر آیا تھا۔ اور حضور ﷺ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ آپ ﷺ کی کوئی چیز قہر وغضب نہیں ہے۔ آپ ﷺ کا عصا مبارک بھی گرتوں کا سہارا اور بیکسوں کا یارا ہے۔

عصائے کلیم اژدھائے غضب تھا
گروں کا سہارا عصائے محمد

عصائے کلیم پر نظر ثانی

عصائے کلیم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دو معجزات پر مشتمل ہے اول تقلیب اعیان یعنی، لکڑی کا عصا اژدھا بنا اور اس کی نوعیت بدل گئی۔ دوم عصا اژدھا بن کر

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

آپ کے سچے نبی ہونے کا نشان ظاہر ہوا اور بہت سے جادوگر آپ کا یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئے۔ ہم یہاں دونوں امور پر مختصر گفتگو کرتے ہیں۔

تقلیبِ اعیان

قلب ماہیت کا مطلب یہ ہے کہ شے کی حقیقت و ماہیت کو بدل دینا جیسے مٹی کو سونا۔ لکڑی کو لوہا بنا دینا۔ حضور ﷺ کو تقلیبِ اعیان کی قوت دی گئی۔ چنانچہ ملاحظہ کیجئے۔

لکڑی کا تلوار بننا

واقدی بنی اشہل کے کئی مردوں سے روایت کرتے ہیں کہ جنگِ بدر میں سلمہ بن اکوع کی تلوار ٹوٹ گئی اور یہ نہتے ہو گئے۔

فاعطاہ رسول اللہ ﷺ قضیبا فی یدہ فقال اضرب بہ فاذا ھو سیف جید۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۲۲۳)

ترجمہ: حضور نے انہیں ایک تازیانہ عطا فرمایا جو آپ کے ہاتھ میں تھا اور فرمایا۔ اس کے ساتھ لڑ۔ پس ناگاہ وہ لاٹھی چمکتی ہوئی تلوار بن گئی۔

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تقلیب اعیان کی قوت دی گئی تھی۔ تو حضور ﷺ میں بھی یہ طاقت موجود تھی۔

ستونِ حنانہ

ستون حنانہ ایک کھجور کا سوکھا ہوا درخت تھا۔ حضور ﷺ اس کے ساتھ ٹیک لگا کر جمعہ کا خطبہ دیا کرتے تھے۔ کچھ دن بعد صحابہ نے حضور ﷺ کے لئے منبر تیار کر دیا۔ جب پہلی مرتبہ حضور ﷺ نے منبر پہ جلوہ فرما ہو کر خطبہ دیا تو اس ستون سے رونے کی آواز آنے لگی۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ ستونِ حنانہ حضور ﷺ کے فراق میں تھر تھر کانپا اور روتا تھا۔ ستونِ حنانہ کی پوری تفصیل تو موازنہ عیسیٰ علیہ السلام میں آئے گی۔ یہاں صرف یہ دکھانا ہے کہ وہ کھجور کی خشک لکڑی حضور ﷺ کے ٹیک لگانے کی برکت سے زندہ ہو گئی۔ اس نے حضور ﷺ سے کلام بھی کیا۔ اس میں صفات انسانی بھی پیدا ہو گئیں۔

نیز عصائے کلیم اور حضور ﷺ کے اس معجزہ پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ ظاہر

ہو جاتا ہے کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جن کے لئے لکڑی کی ماہیت بدلی اور وہ اژدہا بن گئی۔ مگر انسان نہ بن سکی۔ لیکن حضور سید المرسلین ﷺ کا اعجاز دیکھئے کہ آپ کے لئے کھجور کی خشک لکڑی کی ماہیت بدلی اور پھر لطف یہ کہ اس میں صفاتِ انسانی بھی پیدا ہو گئیں۔ اور شرفِ صحبتِ نبوی کی وجہ سے علم و ادراک فہم و عقل اس میں پایا گیا۔ سبحان اللہ! اس لئے حضور ﷺ کا یہ معجزہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کی نظیر بھی ہے۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ہے۔

نفس قلب ماہیت پر نظر ثانی

اس کے بعد آپ نفس تقلیب ماہیت پر نظر کیجئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے لکڑی کی نوعیت بدلی۔ مگر کچھ دیر بعد وہ لکڑی پھر لکڑی ہو گئی۔ لیکن سید المرسلین ﷺ کا یہ اعجاز ہے کہ جب وہ لکڑی تلوار بنی تو ہمیشہ تلوار ہی رہی۔ چنانچہ حدیث مذکور کے آخری جملے یہ ہیں کہ: **فلم یزل عندہ۔** (حجۃ اللہ، صفحہ ۲۲۳)

حضرت سلمہ بن اکوع کے پاس وہ تلوار ہمیشہ تلوار ہی رہی۔

فائدہ: حضور ﷺ کے لئے کھجور کی خشک لکڑی میں انسانی صفات پیدا ہو گئیں تو ہمیشہ اس میں صفاتِ انسانی پائی گئیں اور اب بھی وہ لکڑی فہم و ادراک کی مالک ہے۔ اس توضیح سے نفس تقلیب ماہیت میں بھی نمایاں فرق حاصل ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے جس چیز کی حقیقت بدلی کچھ دیر بعد وہ چیز اپنی اصلی حالت پہ آ گئی۔ مگر سید المرسلین ﷺ نے بطور معجزہ جس کی حقیقت و ماہیت کو بدلا۔ تو پھر کبھی اس چیز نے اپنی اصلی حالت پر آنے کا نام نہ لیا۔ اور کوئی طاقت اس چیز کو اس کی اصلی حالت پر نہ لا سکی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کا لکڑی کو تلوار بنا دینا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ عصا سے افضل و اعلیٰ ہے۔

نبوت کلیم کا مصدق

اگر عصائے کلیم کو اس لحاظ سے دیکھا جائے کہ وہ اژدہا بن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کا مصدق ہوا۔ تو یہ چیز حضور کو بلا عصا حاصل تھی۔ کائنات کے ہر ذرہ نے نبی ﷺ کی نبوت کی گواہی دی۔ اور عالمِ علوی کے ہر ذرے نے آپ ﷺ کی

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نبوت کی تصدیق کی۔ چنانچہ خود حضور ﷺ ہی فرماتے ہیں۔

مامن شئ الا یعلم انی رسول اللہ الا کفرۃ الجن والانس۔

کائنات کا ہر ذرہ مجھے رسول مانتا ہے۔ مگر بے ایمان جن اور انسان۔

چنانچہ چاند نے دو ٹکڑے ہو کر، ڈوبے ہوئے سورج نے واپس آ کر، کنکروں نے کلمہ پڑھ کر، درختوں نے اشاروں پر چل کر، حیوانات نے تابعدار ہو کر، جمادات نے حکم مان کر، آسمان و زمین نے محکوم ہو کر پتھروں نے عرض سلام کر کے، جبریل نے خادم ہو کر، ملائکہ نے درود پڑھ کر حضور ﷺ کی نبوت کی گواہی دی۔ اور ساری کائنات رسالت محمدیہ ﷺ کی مصدق ہو گئی۔

﴿پانی کے چشمے﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو **تفجرماء من الحجارۃ** کا معجزہ عطا ہوا۔ اور آپ نے پتھر سے پانی کا چشمہ جاری کر دیا۔ لیکن سید المرسلین ﷺ نے وہ دکھایا جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی شیدا ہو گئے۔

یعنی کلیم نے پتھر سے اور حبیب ﷺ نے انگلیوں سے دریا بہا دیئے۔

پنجہ مہر عرب ہے جس سے دریا بہہ گئے
چشمہ خورشید میں تو نام کو بھی نم نہیں

امام بخاری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ مقام زوراء میں تھے آپ کے سامنے ایک پیالا لایا گیا۔ جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔

فوضع کفہ فیہ فجعل الماء ینبع من بین اصابعہ کانوازماء ثلاثہ مائۃ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۴۰)

حضور ﷺ نے اپنا دست مبارک پیالہ میں رکھا۔ انگشت مبارک سے پانی نکلنے لگا۔ پانی پینے والے تین سو آدمی تھے۔

امام بخاری و مسلم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ حدیبیہ میں پانی نہ رہا۔ لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا۔ صحابہ نے خدمت اقدس میں عرض کی سرکار پانی نہیں ہے۔

فوضع النبی ﷺ یدہ فی الرکوۃ فجعل الماء یفورمن بین اصابعہ کامثال العیون۔ (خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۴۰)

حضور ﷺ نے اپنا دست اقدس چھاگل میں ڈالا تو انگشت ہائے مبارک سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ اگر ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ بھی اس پانی سے سیراب ہو جاتے مگر ہم پندرہ سو آدمی تھے۔

ناظرین ! دیکھئے اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی جاری کیا ہے تو حضور ﷺ نے انگلیوں سے دریا بہا دیئے اور پتھر سے پانی جاری ہونا اتنا عجیب نہیں جتنا کہ انگلی سے پانی جاری ہونا عجیب و غریب ہے۔ کیونکہ پتھر سے پانی نکلا کرتا ہے۔ مگر گوشت پوست سے پانی نہیں نکلتا۔

انگلیاں ہیں فیض پر ٹوٹے ہیں پیاسے جھوم کر
ندیاں پنجاب رحمت کی ہیں جاری واہ واہ

﴿معجزۂ موسوی کی تحریف﴾

بعض ایسے افراد و اشخاص بھی ہیں جو انبیاء کرام کے معجزات کی تحریف کیا کرتے ہیں اور نبیوں کو اپنے جیسا بشر سمجھتے ہیں وہ معجزۂ موسوی کی یہ تاویل کرتے ہیں کہ بعض اوقات زمین یا پتھر کی سبل اور سوتیں کسی بیرونی رکاوٹ کی وجہ سے بند ہو جاتی ہیں اور جب زمین سے یہ رکاوٹ ہٹا دی جائے تو پانی نکل آتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دبے ہوئے پانی کا مقام بتا دیا اور آپ کے عصا مارتے ہی رکاوٹ ہٹی اور پانی نکل آیا۔

معجزۂ موسوی کی یہ تاویل اگرچہ عقل سے بعید اور آیات قرآن کی صریح تحریف ہے مگر یہ بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اعجاز ہے کہ اس تاویل کے باوجود ان کے معجزہ کی نفی نہیں ہوتی۔

یعنی اللہ تعالیٰ کا یہ بتانا کہ فلاں جگہ پانی دبا ہوا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے فعل سے پانی کا جاری ہونا مخالف کو بھی تسلیم ہے۔ گویا تاویل کے باوجود حضرت موسیٰ کا یہ معجزہ تو ثابت ہی رہا کہ رب تعالیٰ نے انہیں غیب کی خبر دی۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

مگر کہنا یہ ہے کہ گمراہوں نے معجزہ کلیم کی تحریف کر کے اس کا نام تاویل رکھ دیا۔ لیکن حضور ﷺ کا گوشت و پوست سے پانی کے چشمے جاری فرمانا۔ ایسا جلیل و عظیم معجزہ ہے کہ جس کی تاویل ہو ہی نہیں سکتی۔ کیونکہ امام بخاری کے یہ لفظ ہیں کہ:

فجعل الماء یفور من بین اصابعهم ۔(بخاری شریف)

پانی حضور ﷺ کی انگلیوں سے جوش مارنے لگا۔

اور اگر حضور ﷺ زمین یا پتھر پر دستِ اقدس رکھ کر جاری فرماتے تو شاید کوئی گمراہ اس کی بھی وہی تاویل کرتا جو اس نے معجزۂ موسوی کی کی۔

مگر قربان دستِ نبوی کے کہ آپ نے کبھی چھاگل میں، کبھی پیالہ میں، کبھی لوٹے میں دستِ اقدس رکھ کر پانی کے فوارے جاری فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ میرے اعجاز کی تاویل نہیں ہے۔

معجزئہ موسوی کی توثیق

بلکہ حضور ﷺ نے انگشتانِ مبارک سے پانی جاری فرما کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کی توثیق فرمادی۔ اور معجزہ موسوی کی صداقت وحقانیت دنیا پر ظاہر کر دی۔

کہ پانی کا جاری ہونا زمین سے خاص نہیں ہے بلکہ اللہ کے نبی جہاں سے چاہتے ہیں پانی جاری کر لیتے ہیں۔ کیونکہ وہ صفاتِ الٰہیہ کے مظہر ہوتے ہیں۔ ان کے ہاتھ خدا کے ہاتھ ان کی زبان خدا کی زبان ہوتی ہے۔ پھر وہ خدا کے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں اور خدائی زبان سے بولتے ہیں۔ ان کی زبان کا وہی اثر ہوتا ہے۔ جو زبان خدا کا

گفتہ او گفتہ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

ٹھوکر سے پانی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عصا مار کر پانی جاری کیا تھا لیکن اس اعجاز کو بھی دیکھیے کہ حضور ﷺ نے پتھر پر ٹھوکر مار کر دریا بہا دیے۔

ابن سعد وحبیب وابن عساکر حضرت سعید سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک مرتبہ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ مقام ذالمجاز جو عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تشریف لے گئے۔ ابو طالب کو پیاس لگی اور سخت پیاس لگی۔ اور انہوں نے خدمتِ اقدس میں تشنگی کی شکایت کی۔ حضور ﷺ نے یہ سن کر:

فاهوی بعقبه الی الارض (وفی روایۃ)

الی صخرة فرکضها قال ابوطالب فاذا انا بماء لم اریٰ مثله فشربت حتی رکضها فعادت کما کانت۔ (خصائص کبریٰ، جلد۲)

ایک پتھر کو ایڑی لگائی۔ ابو طالب کہتے ہیں پس ناگاہ وہاں ایک بہت بڑا چشمہ جاری ہو گیا ایسا چشمہ میری آنکھوں نے اس سے قبل نہ دیکھا تھا۔ میں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ پھر آپ نے ایڑی لگائی اور پانی بند ہو گیا۔

اللہ اکبر! حضرت موسیٰ علیہ السلام تو عصا مارتے ہیں۔ پھر کہیں پانی نکلتا ہے۔ مگر یہاں عصا مارنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں تو پائے اقدس میں کلیم کے عصا جتنی طاقت ہے۔ سچ ہے۔

جب آ گئی ہیں جوشِ رحمت پہ ان کی آنکھیں
دریا بہا دیے ہیں دُربے بہا دیے ہیں

الغرض انبیاء کرام میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ذات تھی۔ چٹان کی رگیں پانی کی سوتیں بن گئیں مگر سید عالم ﷺ کے لئے چرہ کا مشکیزہ، گوشت و پوست کی مبارک انگلیاں، سوکھے کنویں، دہانِ مبارک کی کلیاں متعدد بار پانی کا خزانہ ثابت ہوئیں۔ یعنی کلیم نے صرف پتھر سے اور حضور ﷺ نے ہر جگہ سے دریا بہا دیے اور یہ پانی کا معجزہ حضور ﷺ سے کئی بار ظہور میں آیا۔ جو آپ کو اس نقشہ سے معلوم ہوگا۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نقشہ رحمت

نمبر شمار	نام مقام	کیفیت	نام کتاب	پیاسوں کی تعداد	کس طرح پانی جاری فرمایا
۱	ذوالمجاز	عرفہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔		بحالتِ سفر صرف ابو طالب ہمراہ تھے۔	حضور ﷺ نے زمین یا پتھر پر ایڑی ماری عظیم الشان چشمہ جاری ہوگیا۔
۲	ایک سفر کا واقعہ ہے۔	-	بخاری باب علامات النبوۃ	چالیس آدمیوں نے پیا اور اپنے برتن اور مشکیزے بھر لئے۔	حضور ﷺ نے صرف مشکیزہ کو ہاتھ لگا دیا۔ پانی بڑھ گیا۔
۳	زوراء	بوقت نماز عصر	بخاری باب المعجزات	تین سو اشخاص نے وضو کیا۔	برتن میں دستِ مبارک رکھ دیا۔ انگشتانِ مبارک سے پانی کے فوارے پھوٹ پڑے۔
۴	کسی سفر میں۔	نماز کے وقت	بخاری باب المعجزات	اَسّی آدمیوں نے پانی پیا۔	ایک لگن میں دستِ اقدس رکھا۔ انگلیوں سے پانی بہنے لگا۔
۵	کسی سفر میں۔	-	ترمذی باب المعجزات	ستر آدمیوں نے وضو کیا۔	ایک پیالہ میں دستِ اقدس رکھا۔ انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے۔
۶	حدیبیہ	صلح کے موقعہ پر	بخاری باب المعجزات	پندرہ سو نمازیوں نے پانی پیا اور وضو بھی کیا۔	چمڑے کے مشکیزہ میں دستِ مبارک رکھا۔ انگلیوں سے پانی جاری ہوگیا۔

نمبر شمار	نام مقام	کیفیت	نام کتاب	پیاسوں کی تعداد	کس طرح پانی جاری فرمایا
۷	حدیبیہ	یہ دوسرا واقعہ ہے۔	بخاری باب المعجزات	ڈیڑھ ہزار اشخاص نے پانی پیا اور اپنے اونٹوں کو بھی پلایا۔	کنویں کا پانی سوکھ گیا تھا حضور ﷺ نے کلی فرمائی پانی ابل پڑا۔ یہاں تک کہ کنویں کی منڈیر تک آگیا۔
۸	-	بحالت سفر	مسلم حدیث جابر	ہمراہیوں نے پیا تعداد معلوم نہیں۔	حضرت جابر نے ایک طشت میں حضور ﷺ کو وضو کرایا۔ انگلیوں سے پانی نکلا اور طشت بھر گیا۔
۹	تبوک	بحالت سفر	مسلم باب المعجزات	پورا قافلہ تھا۔	حضور ﷺ نے اپنے وضو کا پانی نہر میں ڈالا تھا۔ نہر پانی سے بھر کر ابل پڑی۔
۱۰	-	بوقت عصر	بخاری ج ۲ ص ۸۴۳ اصح المطابع دہلی	چودہ سو اشخاص نے وضو کیا اور پانی پیا۔	ذرا سے پانی میں حضور ﷺ نے انگلیاں رکھ دیں پانی جوش مارنے لگا۔
۱۱	ایک دن نماز فجر کے بعد	آفتاب نکل آیا نماز فجر قضا ہوگئی	مسلم باب قضاء الصلوٰۃ	تمام لوگوں نے پیا۔	حضور ﷺ نے اپنے وضو کا پانی لوگوں کو پلانا شروع کیا۔ یہاں تک کہ سب سیراب ہوگئے
۱۲	حضرت حبان بن صدائی کے ہمراہ	ایک سفر	مسند امام احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۶۹	حضرت ﷺ نے سب سے فرمایا وضو کرلو۔	وضو کرنے کے بعد حضور ﷺ نے برتن میں ہاتھ ڈال دیا پانی ابلنے لگا۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

نمبر شمار	نام مقام	کیفیت	نام کتاب	پیاسوں کی تعداد	کس طرح پانی جاری فرمایا
۱۳	ایک سفر	ایک سفر	ابن مسعود راوی ہیں	حضور ﷺ نے فرمایا مبارک پانی کی طرف دوڑو	ایک برتن میں آپ ﷺ کے سامنے پانی پیش ہوا۔ آپ ﷺ نے اس میں انگلیاں رکھ دیں پانی کے فوارے جاری ہو گئے۔

انتباہ:

نقشہ ہذا میں جو حدیثیں نقل کی گئی ہیں وہ ایک ہی واقعہ کی متعدد حکایتیں نہیں ہیں۔ ہرایک علیحدہ اور مستقل واقعہ ہے۔ نقشہ کو دیکھنے سے آپ کو معلوم ہوگا کہ ہر واقعہ کا عنوان موقع ومحل علیحدہ علیحدہ ہے اور یہ فرق امتیاز ہرایک کو مستقل واقعہ بنادیتا ہے۔ الغرض حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصامارنے کی ضرورت پڑی۔ پھر کہیں پانی جاری ہوا اور وہ بھی صرف پتھر سے اور مخصوص ایام میں۔ مگر سیّد عالم ﷺ کا یہ اعجاز ہے کہ آپ ﷺ جہاں سے چاہتے ہیں اور جس وقت چاہتے ہیں بغیر عصا کے پانی جاری فرمالیتے ہیں۔ امام ابن سبع رحمۃ اللہ علیہ، حضور ﷺ کے خصائص میں یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ طہارت کا ارادہ فرماتے اور پانی نہ پاتے تو:

مداصابعه فتفجر منها الماء حتى يقضي طهوره ۔(جواہر البیان، جلد ا، صفحہ ۲۹)

آپ ﷺ انگشتِ مبارک اٹھاتے۔ اس سے پانی جاری ہوجاتا اور آپ طہارت فرمالیتے:

انگلیاں پائیں وہ پیاری پیاری، جن سے دریائے کرم ہیں جاری
جوش پر آتی ہیں جب غم خواری، تشنے سیراب ہوا کرتے ہیں

دودھ کی نہریں

اور پھر اس پر غور کیجئے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر سے پانی جاری فرما کر بنی اسرائیل کی پیاس بجھائی۔ مگر مصطفےٰ ﷺ نے دودھ کی نہریں جاری فرما کر صحابہ کی تشنگی دور کی۔ گویا کلیم نے پانی سے اور حبیب ﷺ نے دودھ اور پانی دونوں سے

سیراب فرمایا۔

امام بخاری حضرت ابوہریرہ سے راوی، وہ فرماتے ہیں کہ بھوک کے باعث کبھی ایسا ہوتا کہ میں جگر تھام کر زمین پر گر جاتا اور کبھی پیٹ پر پتھر باندھ لیتا۔ ایک دن میں سر راہ آبیٹھا۔ حضرت ابوبکر میرے قریب سے گذرے اور میں نے ان سے قرآن کی چند آیات کے متعلق دریافت کیا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ شاید وہ مجھے کھلادیں گے۔ مگر وہ یونہی تشریف لے گئے۔ پھر عمر فاروق آئے۔ ان سے بھی ایک آیت کا مطلب پوچھا۔ ان سے بھی غرض وہی تھی۔ مگر وہ بھی تشریف لے گئے۔ اتنے میں حضور اقدس ﷺ تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھا۔

فتبسم حين راى وعرف ما في وجهي ۔(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۳)

اور دیکھ کر تبسم فرمایا۔ یعنی میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرہ کو بھانپ لیا۔

پھر فرمایا کہ میرے ساتھ چلے آؤ۔ میں پیچھے پیچھے ہولیا۔ حضور ﷺ دولت کدہ پر تشریف لائے اور وہاں ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا پایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ابوہریرہ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ میں نے خیال کیا کہ اصحاب صفہ ستر آدمی ہیں۔ ان میں ایک پیالہ دودھ کی کیا حقیقت ہوگی۔ اگر مجھے مل جاتا تو مجھ میں کچھ سکت آجاتی (لیکن پیٹ پھر بھی نہ بھرتا) خیر اطاعت رسول ﷺ مقدم تھی۔ میں نے اصحاب صفہ کو بلایا۔ وہ حاضر ہوگئے۔ حضور ﷺ نے وہ دودھ کا پیالہ مجھے دیا اور فرمایا کہ ان سب کو پلاؤ۔ میں نے یکے بعد دیگرے سب کو پلایا اور وہ سب سیر ہوگئے۔ پھر آخر میں وہ پیالہ خدمتِ اقدس میں پیش کردیا۔ حضور ﷺ نے پیالہ کو اپنے دستِ اقدس پر رکھا۔

اور مجھے دیکھ کر مسکرائے پھر فرمایا اے ابوہریرہ اب میں رہ گیا ہوں یا تم۔ میں نے عرض کی سچ ہے یارسول اللہ ﷺ۔ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا بیٹھ جا اور اب تو پی۔ میں نے پینا شروع کیا۔ فرمایا اور پی، میں نے پیا۔ پھر حضور ﷺ یہی فرماتے رہے کہ پی اور پی۔

حتى قلت والذي بعثك بالحق ما اجد مسلكا له ۔

(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۲۸، بخاری کتاب الرقاق)

آخر میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ ﷺ مجھے اس ذاتِ مقدس کی قسم ہے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے اب تو پیٹ میں بالکل گنجائش نہیں ہے۔

فائدہ : یہ دودھ کا پیالہ تھا مگر کتنا بڑا تھا۔ خود ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ صرف ایک آدمی کے لئے بھی کافی نہ تھا اور اصحاب صفہ ستر اصحاب تھے۔ حضور ﷺ کا اعجاز دیکھئے کہ آپ نے ایک پیالہ دودھ کو دودھ کا سمندر بنا دیا۔ ستر اصحاب صفہ نے پیا۔ حضرت ابوہریرہ نے تو اتنا پیا کہ قسم کھانی پڑی کہ اب گنجائش نہیں ہے۔

کیا اس پیالہ کو کوئی بڑی سے بڑی جماعت ختم کر سکتی تھی۔ ہرگز نہیں۔ لاکھ ہوتے تو کیا اور کروڑ ہوتے تو کیا۔ سب کے لئے کافی ہوتا۔ اس پیالہ کو ختم کر دینے کی طاقت بھی اسی میں تھی جس نے اس پیالہ میں دودھ کی نہریں جاری کر دی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ پیالہ اس وقت دودھ سے خالی ہوا جب حضور ﷺ نے نوش فرمایا۔

چنانچہ حدیث بالا کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ جب ابوہریرہ خوب سیر ہو کر پی چکے تو انہوں نے وہ پیالہ حضور ﷺ کو واپس دے دیا۔

فحمد الله وسمى وشرب الفضلة ۔ (خصائص حوالہ مذکور)

اور حضور نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور بسم اللہ پڑھ کر اس پیالہ کا بقیہ دودھ نوش فرمایا

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
جس سے ستر صاحبوں کا دودھ سے منہ پھر گیا

کون سا پانی افضل ہے

بعض علماء فرماتے ہیں۔ سب پانیوں سے افضل ماءِ زمزم ہے۔ شب معراج اسی پانی سے قلبِ اقدس دھویا گیا۔ بعض فرماتے ہیں کہ ماءِ کوثر افضل ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے کہ جو پانی آپ کی انگشتانِ مبارک سے جاری ہوا۔ جس سے پندرہ سو پیاسوں کی پیاس بجھی وہ تمام پانیوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

چنانچہ امام بخاری حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ جب ایک سفر میں پانی کی شکایت کی گئی تو حضور ﷺ نے بچا ہوا پانی طلب فرمایا۔ وہ ایک برتن میں آپ ﷺ کے سامنے پیش ہوا آپ ﷺ نے برتن میں دستِ مبارک رکھا۔ دستِ مبارک سے پانی پھوٹ پڑا حضور ﷺ نے فرمایا۔

حی علی الطهور المبارك والبركة من الله ۔

وضو کے اس مبارک پانی کی طرف دوڑو اور برکت خدا کی طرف سے ہے۔

اگرچہ اس حدیث میں صراحۃً یہ مفہوم نہیں ہوتا کہ حضور ﷺ کی انگلیوں والا پانی ہی سب پانیوں سے افضل ہے۔ لیکن حضور ﷺ کا اس کو خصوصیت کے ساتھ مبارک فرمانا بھی کوئی معمولی بات نہیں ہے۔

لہٰذا یہ پانی اس لئے بھی سب پانیوں سے افضل ہے کہ یہ حضور ﷺ کی مبارک انگلیوں سے نکلا ہے اور حضور ﷺ کا جز ہے۔ اور یہ قطعی بات ہے کہ جو چیز حضور ﷺ کا جز ہے۔ وہ کائنات سے افضل ہے۔ لہٰذا یقیناً یہ پانی بھی تمام پانیوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔

اس مسئلہ کی تحقیق کے لئے دیکھئے فقیر اویسی غفرلہٗ کا رسالہ "آبِ زمزم افضل ہے یا آبِ کوثر"۔

خطاباتِ موسیٰ علیہ السلام و خطاباتِ مصطفےٰ ﷺ

خطابت اور تقریر نبوت کا نہایت ہی ضروری عنصر ہے۔ اسی بنا پر جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو فرعون کے پاس پیغمبر بنا کر بھیجا تو آپ کو یہ دعا کرنی پڑی۔

واحلل عقدة من لساني يفقهوا قولي ۔ خداوندا! میری زبان کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات سمجھ سکیں۔

گویا موسیٰ کلیم کو کمال خطابت حاصل کرنے کے لئے بارگاہِ الٰہی میں دعا کرنی پڑی۔ مگر سید الانبیاء حبیبِ خدا محمد مصطفےٰ ﷺ کو خود بخود بارگاہِ الٰہی سے یہ وصف کامل عطا کیا گیا تھا اور رب تعالیٰ نے اپنے محبوب میں ہر کمال کو جمع فرما دیا تھا۔

چنانچہ حضور تحدیثِ نعمت کے طور پر خود ارشاد فرماتے ہیں۔

انا افصح العرب بعثت بجوامع الكلم ۔

میں فصیح ترین عرب ہوں۔ میں کلماتِ جامعہ لے کر مبعوث ہوا ہوں۔

خطابت کے اجزاء

اعلیٰ درجہ کے خطیب کے لئے متعدد امور کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً آواز

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا شیریں ہونا۔ کلام کا مختصر اور جامع ہونا اور تنافر حروف، ضعف تالیف، غرابت مخالفت۔ قیاس لغوی سے خالی ہونا اور گفتگو کا مقتضیٰ حال کے مطابق ہونا اور ہر شخص کی فہم کے مطابق بات کرنا۔

اگر رحمتِ عالم ﷺ کی گفت گو۔ آواز، اس کی شیرینی دلآویزی طرز بیان اور فصاحت وبلاغت پر تبصرہ کیا جائے تو اس کے لئے دفتر درکار ہیں۔ یہاں ہم خطبہ کے آخری اور مہتم بالشان جز جس کو اثر انگیزی سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔ کیونکہ اسی جز کو حضرت موسیٰ کی دعا سے شدید لگاؤ ہے۔

﴿خطباتِ نبوی ﷺ کی اثر انگیزی﴾

(۱) خطباتِ نبوی کی اثر انگیزی اور رفعت درحقیقت معجزہ تھی۔ پتھر سے پتھر دل بھی حضور ﷺ کی گفتگو سن کر چند لمحوں میں موم ہو جاتا تھا۔ مکہ معظمہ میں ایک مرتبہ حضور ﷺ نے سورہ والنجم کی آیتیں تلاوت فرمائیں تو یہ اثر ہوا کہ آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان تو مسلمان بڑے بڑے سرکش اور سخت دل کفار بھی سجدہ میں گر پڑے۔

(بخاری شریف)

(۲) مکہ میں ایک شخص ضماد نامی جو جھاڑ پھونک کرنا جانتے تھے۔ آئے اور یہ سن کر کہ نعوذ باللہ آپ ﷺ کو جنون ہے۔ بغرض علاج آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے سامنے ایک مختصری تقریر فرمائی۔ انہوں نے عرض کی۔ ذرا پھر دہرایئے۔ حضور ﷺ نے وہی تقریر کئی بار دہرائی۔ تو آخر میں ضماد نے کہا۔

والله سمعت قول الكهنة قول الشعرآء فما سمعت مثل هولآء الكلمات۔ (مسلم باب تخفیف الصلوٰۃ وقصر الخطبہ)

خدا کی قسم میں نے شاعروں کے قصیدے کاہنوں اور ساحروں کے کلام سنے ہیں لیکن یہ تو چیز ہی اور ہے۔

(۳) ایک دفعہ نو مسلم قبیلہ ہجرت کر کے مدینہ آیا۔ حضور ﷺ نے ان کی امداد کی ضرورت سمجھی۔ مسجد نبوی میں جمعہ کے دن لوگ جمع ہوئے اور آپ نے خطبہ دیا۔ جس میں یہ آیت بھی تلاوت فرمائی۔

یاایها الناس اتقوا ربکم الخ۔ اے لوگو! اللہ سے ڈرو۔

اس کے بعد فرمایا۔ درہم، کپڑا، غلہ بلکہ چھوہارہ کا ایک ٹکڑا جو ہو راہِ خدا میں دو۔ اس وقت مسلمانوں کی مالی حالت جو تھی وہ کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔ تاہم حضور ﷺ کی رقت انگیز اور موثر تقریر نے یہ اثر کیا کہ جس کے پاس جو کچھ تھا دے دیا۔ بعض نے اپنے کپڑے تک اتار دیئے۔ کسی نے گھر کا غلہ حاضر کر دیا ایک انصاری اپنے گھر سے اشرفیوں کا توڑا اٹھا لائے۔ جو اس قدر بھاری تھا کہ ان سے مشکل سے اٹھتا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ تھوڑی ہی دیر میں آپ کے سامنے غلہ اور کپڑے کے دو بڑے بڑے ڈھیر لگ گئے۔ (مسلم باب الصدقات)

غرض کہ حضور اکرم ﷺ کے مبارک خطبات میں اس درجہ کا اثر تھا کہ جب دو قبیلوں میں اشتعال پیدا ہوتا تو سرکار کے چند فقرے جوشِ محبت کا دریا بہا دیتے۔

(۴) غزوہ بدر سے پہلے ایک دفعہ جب آپ ﷺ سوار ہو کر نکلے۔ مسلمان اور منافقین یکجا بیٹھے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے تو سلام کیا۔ مگر منافقین نے ایک گستاخانہ فقرہ استعمال کیا۔ یہ چنگاری تھی جس نے سارے خرمن کو آگ لگا دی۔ قریب تھا کہ جنگ وجدل برپا ہو جائے۔ مگر حضور ﷺ کے چند الفاظ مبارکہ نے اس آگ پر پانی ڈال دیا۔ (بخاری شریف)

(سلام علیٰ جماعة فيها المسلم والكافر)

(۵) واقعہ افک میں اوس وخزرج میں اس قدر اختلاف پیدا ہوا کہ قریب تھا کہ خاص مسجد نبوی میں تلواریں نیام سے نکل پڑیں۔ حضور ﷺ منبر پر جلوہ فرما تھے۔ اپنے سلسلہ تقریر کو جاری رکھا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ محبت وشفقت کی لہریں پھر جاری ہو گئیں۔

(صحیح بخاری بقصہ افک)

(۶) غزوہ مصطلق سے واپسی پر ایک واقعہ پیش آیا۔ مہاجرین وانصار میں شدید اشتعال پیدا ہوا۔ قریب تھا کہ دست وگریبان ہو جائیں۔ سید عالم ﷺ کو اطلاع ہوئی۔ آپ ﷺ تشریف لائے اور اس طرح تقریر فرمائی کہ چند لمحوں میں مہاجرین وانصار شیر وشکر تھے۔ (بخاری تفسیر منافقین)

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وعظ ونصیحت کے اثرات

وعظ ونصیحت میں جو خطبات حضور ﷺ ارشاد فرماتے تھے۔ ان کی اثر انگیزی کا یہ عالم تھا کہ انسان تو انسان جمادات بھی مؤثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ ایک صحابی حضور ﷺ کے خطبہ کی تصویر ان الفاظ میں کھینچتے ہیں:

(۷) وعظ لنا رسول الله ﷺ یوما بعد الصلوٰة الغداة موعظة م بلیغة ذرفت منها العیون وجلت منها القلوب۔ (ترمذی)

صبح کی نماز کے بعد حضور ﷺ نے ایسا مؤثر اور بلیغ وعظ فرمایا کہ آنکھیں اشک ریز ہو گئیں۔ اور دل کانپ اٹھے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک اور مجلس وعظ کی تاثیر کی کیفیت یوں بیان فرمائی۔

(۸) قام نبینا رسول الله ﷺ خطیبا فذکر فتنة القبر التی یفتن بها المرء فلما ذکر ذالک صاح المسلمون صیحة۔ (بخاری)

حضور ﷺ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے اور اس میں فتنہ قبر جس میں انسان کی آزمائش ہوگی۔ بیان فرمایا تو مسلمان چیخ اٹھے۔ (بخاری شریف)

(۹) حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نے خطبہ دیا۔ اور آپ کی زبان اقدس سے یہ الفاظ نکلے۔

والذی نفسی بیده۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے۔

یہ الفاظ آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمائے اور پھر جھک گئے۔ لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ جو جہاں تھا وہیں سر جھکا کر رونے لگا۔ راوی کہتے ہیں ہمیں بھی ہوش نہ رہا کہ حضور ﷺ قسم کس بات پر کھا رہے ہیں۔ (سنن نسائی کتاب الزکوٰۃ)

(۱۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضور نے خطبہ دیا۔ یہ خطبہ اس قدر مؤثر تھا کہ میں نے ایسا خطبہ نہیں سنا۔

حضور نے اثنائے تقریر میں فرمایا۔

لوگو! جو میں جانتا ہوں۔ وہ تم بھی جانتے تو ہنستے کم روتے زیادہ۔ اس مبارک

فقرہ کا یہ اثر ہوا کہ لوگ منہ پر کپڑے ڈال کر بے اختیار رونے لگے۔

(صحیح بخاری، تفسیر سورہ مائدہ)

حضور ﷺ کے خطبات کے بے جان چیزوں پر اثرات

یہ تو خطبات نبوی کے انسانوں پر اثرات تھے۔ لیکن جمادات جو فہم و عقل کے مالک نہیں ہیں۔ ان پر حضور ﷺ کے خطبات کا کیا اثر ہوتا تھا۔ وہ مندرجہ ذیل احادیث سے معلوم کیجئے۔

(۱۱) امام ابو نعیم و بزار و ابن عدی حضرت ابن عمران سے راوی وہ فرماتے ہیں ایک دفعہ حضور ﷺ نے منبر پر جلوہ فرما ہو کر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی۔

ماقدروا الله حق قدره۔ تم نے اللہ کی قدر جیسے کہ ہے نہ جانی۔

جب زبان اقدس سے یہ کلمات نکلے تو لکڑی کے منبر سے یہ آواز آئی۔

فقال المنبر هذا فجاء وذهب ثلاث مرات۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۷۷)

ایسا ہی ہے یعنی سچ فرمایا ہے۔ پھر منبر تین مرتبہ آگے پیچھے ہوا۔

(۱۲) امام احمد و مسلم و نسائی و ابن ماجہ حضرت ابن عمر سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضور ﷺ منبر پر تشریف رکھے ہوئے فرما رہے تھے۔

یاخذه الجبار سمٰوٰته وارضه بیده ثم یقول انا الجبار این الجبارون این المتکبرون ویتمیل عن یمینه ویساره۔

قیامت کے دن زمین و آسمان خدا کی مٹھی میں ہوں گے۔ جبار فرمائے گا۔ متکبرین کہاں ہیں، جبارین کہاں ہیں۔ حضور ﷺ یہ فرماتے جاتے تھے اور دائیں بائیں مائل بھی ہوتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے خطبہ کے جلال سے:

حتی نظرت الی المنبر متحرک من اسفل شیئ منه حتی انی اقول اساقط هو برسول الله۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۷۷)

قدم پاک کے نیچے منبر حرکت کر رہا تھا۔ اور منبر اس قدر متحرک ہوا کہ ہمیں یہ کہنا

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

پڑا کہ یہ حضور ﷺ کو ساتھ لے کر زمین پر آ رہے گا۔

الغرض اشرف انبیاء محبوب خدا ﷺ کو خطبہ میں کمال عطا ہوا تھا جو کسی نبی و رسول میں نہ تھا اور آپ میں وصف خطابت اِس درجہ کا تھا۔ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دعا کے بعد بھی نہ حاصل ہوا تھا

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحا عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں نہیں بلکہ جسم میں جاں نہیں

﴿حضرت داؤد علیہ السلام اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم﴾

مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے تین معجزات تھے۔

(۱) معجزہ داؤد علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام کے ابتدائی دور میں ہی جب کہ آپ بکریوں کو چرایا کرتے تھے۔ اس وقت بھی پتھر آپ سے کلام کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام سات بھائی تھے۔ اور سب کے سب جالوت سے لڑنے کے لئے حضرت طالوت کے ساتھ گئے۔ جنگ کے وقت حضرت طالوت علیہ السلام سے حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں جالوت بادشاہ کو قتل کردوں تو مجھے کیا عطا کرو گے۔ تو طالوت علیہ السلام نے فرمایا کہ اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کردوں گا۔ اور ایک بہت بڑا شہر بھی دوں گا۔ وہاں مقناطیسی پتھر موجود تھے۔ آپ نے جالوت کو قتل کرنے کے لئے پتھر لے چلنے کو فرمایا۔ آپ نے تین پتھر اٹھائے۔ اور جالوت کے قریب ہو کر ایک پتھر اس کی طرف پھینکا تو وہ پتھر جالوت کے سینہ کو چیرتا ہوا کمر سے پار ہو گیا اور جالوت اسی وقت مر گیا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ **فهزموهم باذن الله وقتل داؤد جالوت الی اخره۔** آیہ کریمہ میں بیان فرمایا ہے۔

معجزہ مصطفےٰ ﷺ

اس پتھر نے جس کو ہمارے آقا ﷺ نے غار حرا سے اُٹھایا تھا۔ اس نے آپ سے کلام کیا۔ اور وہ پتھر چار سال تک آپ کے پاس رہا۔ اور غزوہ تبوک کے وقت

جب کافروں میں سے ایک جنگی بہادر میدان جنگ میں نکلا تو اُس پتھر نے عرض کی کہ حضور مجھے اُس بہادر کی طرف پھینکیے۔ تو آپ نے اُس کے عرض کرنے کی بنا پر اس کافر کی طرف پھینکا تو وہ پتھر اس کے سینہ کو چیرتا ہوا کمر سے پار نکل گیا۔ حضور اکرم ﷺ کا جب یہ معجزہ منافقین اور کفار نے دیکھا تو بہت سے کافر اور منافق آپ پر ایمان لے آئے۔

(۲) معجزہ داؤد علیہ السلام

مروی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب کوئی لوہا ہاتھ میں لیتے تو وہ لوہا فوراً نرم ہو جاتا اس کے متعلق ہی مولا کریم نے فرقان حمید میں فرمایا ہے۔ **النا له الحدید** ۔ ہم نے اُس کے لئے لوہا نرم کر دیا۔

روح البیان میں ہے کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو موم اور تر آٹے جیسا بنا دیا یا وہ اسے اپنے ہاتھ سے جس طرح چاہتے موڑ لیتے۔ نہ انہیں اسے آگ کے ذریعہ نرم کرنے کی ضرورت پڑتی تھی اور نہ وہ اسے ہتھوڑے وغیرہ سے کوٹنے کے محتاج تھے۔ یا یہ معنی ہے کہ ہم نے انہیں اتنی قوت وطاقت بخشی کہ لوہا ان کے لئے ایسے نرم تھا جیسے دوسرے قوی بشریہ کے لئے موم۔ اور داؤد علیہ السلام قوت جسمانی میں بہت طاقتور تھے اگرچہ بظاہر جسیم وضخیم نہ تھے۔ سورۂ ص میں انہیں ذا الاید فرمایا گیا ہے۔ تو اس کا ایک معنی یہ بھی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

معجزات مصطفےٰ ﷺ

سرکار دو عالم ﷺ نے جب غزوۂ خیبر کے موقعہ پر کافروں کی طرف آگ کو پھینکا۔ تو کفار کی وہ زرہیں جو لوہے کی تھیں پگھل گئیں۔ اور اس سے کافروں کو شکست فاش ہوئی۔

اس کی مزید تفصیل آتی ہے۔

(۳) معجزہ داؤد علیہ السلام

حضرت داؤد علیہ السلام ایک مرتبہ ایک ایسے جنگل میں تشریف لے گئے جو بالکل خشک تھا۔ وہاں پانی قطعی طور پر موجود نہ تھا۔ اور آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کے آٹھ آدمی تھے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ میں اس جنگل میں قیام کروں گا۔ مگر انہوں نے

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿داؤد علیہ السلام کی خوش الحانی کا نمونہ﴾

حضرت داؤد علیہ السلام جب زبور پڑھتے تھے تو درندے، چرندے اور وحوش وطیور اپنے بلوں اور گھونسلوں سے باہر نکل کر آپ سے زبور سننے میں مشغول ہو جاتے آپ کی خوش الحانی سے پرندے وجد میں آجاتے، بسا اوقات آسمان ... تے وقت زبور سُن کر زمین پر گر جاتے

(۱)

زصورت دلکش جان تازہ گشتے
روانرا ذوق بے اندازہ گشتے

(۲)

سپہر چنگ پشت ارغنوں ساز
از ال پر حالت نشودہ آواز

ترجمہ: (۱) دلکش آواز سے جان تازہ ہو جاتی، رُوح کو بے ا از ذوق نصیب ہوتا۔
(۲) آسمان نے باوجو یہ کہ ایسے کئی خوش آواز دیکھے لیکن داؤ ... السلام جیسی پُر کیف آواز کسی سے نہ سنی ہوگی۔

دوسرا نمونہ

منقول ہے کہ جب داؤد علیہ السلام تسبیح پڑھتے تو ... آپ کے ساتھ نغمہ سرا ہوتے اور پرندے آپ سے آواز ملا کر تسبیح پڑھتے۔ پھر جو بھی یہ دلکش آواز سنتا بے خود ہو کر گر جاتا یہاں تک کہ آپ کی اس محبوب آواز سے کبھی کبھار بیک وقت چار سو جنازہ اُٹھتے

چو گردد مطرب من نغمہ پرداز
ز شوقش مرغ روح آید بپرواز

ترجمہ: جب سرود گانے والا سرود گاتا ہے تو اس کی آواز سے ہماری روح کا پرندہ اڑنے لگتا ہے۔

ٹھہرنے سے انکار کر دیا۔ اور آپ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ وہ آدمی تین دن اور تین رات متواتر چلنے کے بعد منزل مقصود پر پہنچے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ سیدنا داؤد علیہ السلام ان سے پہلے وہاں تشریف فرما ہیں۔ حیران ہوئے اور پوچھا کہ آپ یہاں کیسے تشریف لے آئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس جنگل میں سو گیا اور جب اُٹھا تو میں نے اپنے آپ کو یہاں پایا۔

معجزات مصطفےٰ ﷺ

ایک سفر میں امام الانبیاء ﷺ کے ہمراہ کچھ منافق تھے۔ اور منافقین نے آپ سے پوشیدہ اپنے درمیان یہ بات چیت کی اگر محمد ﷺ سچے نبی ہوتے تو چلنے کے بغیر ہی منزل مقصود تک پہنچ جاتے۔ آپ ان کی باتوں سے آگاہ ہو گئے۔ اور ساتھیوں سے فرمایا کہ تم جاؤ ابوبکر اور میں یہاں ٹھہریں گے۔ وہ لوگ جب اپنی منزل پہ پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور شہنشاہ ہر دوسرا احمد مصطفےٰ ﷺ ان سے پہلے اس جگہ پر تشریف فرما ہیں۔

معجزہ تسخیر جبال

حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ مسخر تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر۔ (قرآن پاک)

ترجمہ: ہم نے مسخر کر دیا پہاڑوں کو داؤد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور پرندوں کو۔

یہ آیت سیدنا داؤد علیہ السلام کی عظمت و رفعت بیان کر رہی ہے۔ مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ آپ نہایت خوش آواز تھے۔ جب آپ زبور مقدس کی تلاوت فرماتے تو پرندے اور پہاڑ تسبیح کیا کرتے۔ جو آپ کا ایک معجزہ تھا۔

اس آیت میں دو معجزے ہیں (۱) پہاڑوں کی تسخیر (۲) پرندوں کی تابعداری (۳) اس ضمن میں آپ کی خوش الحانی بھی آپ کے معجزات میں شامل ہے۔

قاعدہ حضرت شیخ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ روح البیان میں لکھتے ہیں کہ قاعدہ ہے کہ ہر نبی علیہ السلام حسین و جمیل اور خوش الحان ہوتا ہے لیکن داؤد علیہ السلام کو بہ نسبت دوسرے انبیاء کے خوش الحانی زیادہ دی گئی، جیسے یوسف علیہ السلام کو بہ نسبت دوسرے انبیاء کے حُسن زیادہ نصیب ہوا۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

طی الزمان

یہ کمال سیدنا داؤد علیہ السلام کو بطور معجزہ حاصل تھا چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی هریرة عن النبی ﷺ قال خفف علی داؤد القرآن فکان یامربه وابه فتسرج فیقراء القرآن قبل ان تسرج دوابه ولا یاکل الا من عمل یدیه۔ (رواہ البخاری، مشکوٰۃ، صفحہ ۵۰۸)

ابو ہریرہ سے مروی ہے سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور پڑھنا آسان کیا گیا تھا۔ آپ اپنے جانوروں پر زین کس چکنے سے پہلے زبور ختم کر لیتے اور اپنے کسب سے کھاتے۔

معجزئہ مصطفےٰ ﷺ

طی زمان حضور نبی پاک ﷺ کے لئے شب معراج کا واقعہ کافی ہے اور یہ کمال تو آپ کی امت کے اولیاء کرام کے لئے ثابت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت مشہور ہے۔ اسی حدیث کے تحت مظاہر الحق جلد چہارم صفحہ ۴۸۹ میں ہے:

اللہ تعالیٰ اپنے اچھے بندوں کے لئے زمانہ کو طے بسط کرتا ہے یعنی کبھی بہت سا زمانہ تھوڑا ہو جاتا ہے اور کبھی تھوڑا بہت بیا اور سیدنا حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ رکاب میں پاؤں رکھتے اور دوسری رکاب میں پاؤں رکھنے تک قرآن کریم ختم کر لیتے اور ایک روایت میں ہے کہ حرم کعبہ سے اس کے دروازہ تک جانے میں پڑھ لیتے۔ (مرقاۃ المفاتیح، جلد ۵، صفحہ ۳۳۲ میں ہے)

ملّا علی قاری علیہ الرحمۃ نے فرمایا

قال التوربشتی یرید بالقرآن الزبور لانه قصد اعجاز ہ من طریق القراء ۃ وقددل الحدیث علی ان اللہ تعالیٰ یطوی الزمان لمن یشاء من عبادہ کما یطوی المکان لهم ولهذ اباب لاسبیل الیٰ ادراکه الا بالفیض الربانی۔

توربشتی نے فرمایا کہ قرآن سے زبور مراد ہے اس لئے کہ طریق قراۃ سے اعجاز مطلوب تھا اور حدیث دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ زمانہ کو لپیٹتا ہے جس کے لئے

چاہتا ہے جیسے مکان کو لپیٹتا ہے اپنے بندوں کے لئے اور اس باب کا سمجھنا سوائے فیض ربانی کے مشکل ہے۔

ذیل میں فقیر چند بزرگان دین کے وہ واقعات عرض کرتا ہے جن کو طی زمان کے لحاظ سے یہ کرامت بصورت تلاوۃ قرآن نصیب ہے۔

(۱) سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ دن بھر روزہ رکھتے اور رات بھر نماز میں گذار دیتے۔ رات کی ایک ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھ لیتے تھے۔ صرف رات کے اوّل حصہ میں تھوڑا سا سو لیتے۔

(۲) امام شافعی رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں دن رات نمازوں میں ساٹھ قرآن شریف ختم کرتے۔

(۳) حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے دو رکعت میں کعبہ کے اندر تمام قرآن شریف پڑھا۔

(۴) ثابت بنانی علیہ الرحمۃ دن رات میں ایک قرآن شریف ختم فرماتے تھے۔ بنانی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات میں دو قرآن مجید پورے لئے اور تیسرے میں سے دس پارے پڑھے۔ اگر چاہتا تو تیسرا بھی پورا کر لیتا۔

(۵) صالح بن کیسان علیہ الرحمۃ جب حج کو گئے۔ تو راستے میں اکثر ایک رات میں دو کلام پورے کرتے تھے۔ اور تمام رات نوافل میں گزارتے تھے اور اتنا روتے تھے کہ عمامہ کا شملہ تر ہو جاتا۔

(۶) بعض کا معمول تین ختم روزانہ کا تھا۔ چنانچہ سلیم بن عتر علیہ الرحمۃ جو بڑے تابعین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں فتح مصر میں شریک تھے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قصص کا امیران کو بنایا تھا۔ ان کا معمول تھا کہ ہر شب میں تین قرآن شریف ختم کرتے تھے۔

(۷) علامہ نووی (محدث) علیہ الرحمۃ کتاب الاذکار میں نقل کرتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ مقدار جو تلاوت کے باب میں ہم تک پہنچی ہے۔ وہ ابن الکاتب کا معمول تھا کہ دن رات میں آٹھ قرآن شریف روزانہ پڑھتے تھے۔

(۸) **عن بعض المشائخ انه قراء بقرآن حین استلم الحجر الاسود**

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

والركن الاسعد الىٰ حين وصول محاذات باب الكعبة الشريفة والقبلة المنيفة وقد سمعه ابن الشيخ شهاب الدين السهروردى منه كلمةً كلمةً وحرفا حرفا من اوله الىٰ آخره قدس الله تعالىٰ اسرارهم ونفعنا بركة انوارهم۔ (نفحات الانس، جامی)

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نفحات الانس میں ارقام فرماتے ہیں کہ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ انہوں نے حجر اسود کے استلام سے دروازہ کعبہ شریف پر پہنچنے تک تمام قرآن مجید پڑھ لیا جس کو ابن شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ کلمہ اور حرف حرف اوّل سے آخر تک سنا۔ (مظاہر حق)

جب رسول اللہ ﷺ کے نیاز مندوں کا یہ حال ہے تو آقا ﷺ کا کمال کیا ہوگا۔ اس موضوع پر فقیر کی تصنیف ہے "شینہ کا ثبوت" اس میں متعدد بزرگوں کی ایسی حکایات مندرج ہیں۔

معجزات المصطفیٰ ﷺ

حضرت داؤد علیہ السلام کے معجزات مجموعی طور حضور نبی پاک ﷺ کے بالمقابل بہت کم ہیں آپ کے معجزات داؤدی معجزات کی طرح بھی ہیں اور ان سے بڑھ کر بھی کیونکہ حضور سید المرسلین ﷺ کی شان نرالی ہے۔ پرندو پہاڑ کیا چیز ہیں آپ ﷺ کے لئے تو ساری کائنات مسخر ہے۔ اور کائنات کا ذرہ ذرہ آپ ﷺ کے تابع فرمان ہے۔ چنانچہ چند احادیث ہم اس کے ثبوت میں پیش کر رہے ہیں۔ جن سے ان شاء اللہ العزیز آپ کی عظمت و رفعت ظاہر ہوگی اور ایمان تازہ۔

﴿کنکروں کی تسبیح﴾

ابن عساکر حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے چند کنکریاں اپنے مقدس ہاتھ میں اٹھائیں۔

فسبحن حتی سمعنا التسبیح۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۷۵)

یہ کنکریاں خدا کی تسبیح کرنے لگیں اور ان کی آواز ہم نے سنی۔

حضرت انس فرماتے ہیں یہ کنکریاں حضرت عثمان و ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ہاتھ

میں بھی تسبیح کرتی رہیں۔ جب ہمارے ہاتھ میں آئیں تو پھر ہم نے ان کی آواز سنی۔

﴿طعام کی تسبیح﴾

ابو الشیخ کتاب العظمۃ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور ﷺ کی خدمت میں ثرید آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ کھانا تسبیح کرتا ہے۔ صحابہ نے عرض کی، حضور ﷺ کیا آپ ﷺ اس کی تسبیح کو سمجھتے ہیں۔ فرمایا ہاں! پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ ثرید کا پیالہ میرے قریب لاؤ۔ چنانچہ طعام سے تسبیح کی آواز آنے لگی۔ اور صحابہ نے عرض کی۔

نعم هذا الطعام يسبح ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۷۵)

یارسول اللہ! واقعی یہ طعام تو تسبیح کرتا ہے۔

﴿پہاڑ کی اطاعت﴾

امام بخاری حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے ہمراہ احد پہاڑ پر تشریف لے گئے۔ پہاڑ ہلنے لگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

اثبت علیك نبی وصدیق وشهیدان ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۷۷)

اے پہاڑ ٹھہر جا تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید تشریف فرما ہیں۔ پہاڑ حکم پاتے ہی ٹھہر گیا

ایک ٹھوکر میں احد کا زلزلہ جاتا رہا
رکھتی ہیں کتنا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

﴿ملک جبال کی پیشکش﴾

امام بخاری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے عبد یالیل پر کلمہ حق پیش کیا۔ انہوں نے اسلام لانے سے انکار کیا۔ اور مجھے رنج ہوا۔ اس وقت میں نے آسمان کی جانب سر اٹھا کر دیکھا کہ

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ایک ابر ہے جس نے مجھ پر سایہ کیا اور پہاڑوں کے فرشتے نے مجھ سے کہا کہ اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کا قول سن لیا۔

وانا ملك الجبال وقد بعثني اليك لتا مرني ان شئت ان اطبق عليهم الاخشبين ۔ (مواہب لدنیہ، جلد ۱، صفحہ ٦)

اور میں پہاڑوں کا بادشاہ ہوں۔ مجھے اللہ نے آپ کی خدمت میں اس لئے بھیجا ہے کہ آپ مجھے حکم دیں اگر آپ فرمائیں تو ان پر مدینے کے ان دونوں پہاڑوں کو ڈھانپ دوں۔

﴿درختوں پر حکومت﴾

امام ابونعیم حضرت بریدہ سے روایت کرتے ہیں ایک اعرابی آیا اور اسلام لانے کے بعد اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی نشان دکھائیے تا کہ مجھے اطمینان ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو کیا نشان چاہتا ہے۔ عرض کی اس درخت کو بلائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جا تو ہی ان درختوں کو بلا۔ وہ اعرابی درخت کے پاس گیا اور کہا۔

اجبى رسول الله ﷺ فمالت عن جوانبها وقطعت عروقها حتى اتت النبى ﷺ فقالت السلام عليك يا رسول الله ۔

(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۲۵)

کہ تمہیں حضور ﷺ بلاتے ہیں۔ درختوں نے اپنی جڑیں زمین سے نکالیں۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو یوں سلام عرض کیا۔ السلام علیکم یا رسول اللہ ﷺ۔

پھر حضور ﷺ نے درختوں سے فرمایا:

ارجعى فرجعت فجلست على عروقها ۔ (حوالہ مذکور)

واپس چلے جاؤ، درخت اپنی اپنی جگہ چلے گئے۔

یہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کی:

ايذن لى يا رسول الله ان اقبل راسك ورجليك فعل ۔

یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کے سر اقدس اور پائے مبارک کو بوسہ دوں۔ حضور ﷺ نے اجازت دی۔ اس نے قدم پاک چوم لئے۔

اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بزرگانِ دین کے قدم چومنا جائز ہیں۔ بدعت نہیں ہیں۔ اگر کسی کے قدم چومنا بدعت ہوتا تو حضور ﷺ اعرابی کو کبھی اجازت نہ دیتے۔

﴿درختوں کی اطاعت﴾

امام بیہقی و ابونعیم حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔ ایک اعرابی آیا۔ حضور ﷺ نے اس کو اسلام کی تلقین کی۔ اعرابی نے کہا آپ کی رسالت پر اور کون گواہ ہے۔ آپ نے فرمایا یہ درخت۔

فدعاها رسول الله فاقبلت تخد الارض حتى جاءت بين يديه فاستشهدها ثلاثا ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۲٦)

اور اس درخت کو بلایا۔ درخت زمین کو چیرتا ہوا حاضر ہوا۔ اور آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا آپ نے درخت سے تین بار اپنی رسالت کی گواہی دلوائی۔

﴿خوشہ خرما کی اطاعت﴾

امام ترمذی حضرت ابن عباس سے راوی کہ ایک اعرابی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں کیسے جانوں کہ آپ نبی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں اس کھجور کے خوشہ کو بلاتا ہوں۔ وہ میری رسالت کی گواہی دے گا۔ پھر آپ نے اسے بلایا۔

فجعل ينزل من النخلة حتى سقط الى النبى ﷺ ثم قال ارجع فعاد فاسلم الاعرابى ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۲۷)

وہ درخت سے اترنے لگا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ کی طرف مائل ہوا۔ پھر حضور ﷺ نے اسے واپسی کا حکم دیا۔ وہ واپس ہوا۔ اور اعرابی اسلام لے آیا۔

﴿درختوں کا سجدہ﴾

خوشہ خرما والی حدیث جو دوسرے طریق سے مروی ہے اس میں یہ الفاظ اور زیادہ ہیں کہ:

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حتی سقط علی الارض وھو یسجد ویرفع۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۴۳۰)
وہ درخت زمین کی طرف گرا۔ اور اس نے حضور ﷺ کو سجدہ بھی کیا۔

﴿درختوں اور پہاڑوں کا سلام عرض کرنا﴾

امام ترمذی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ہمراہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ حضور ﷺ کسی طرف روانہ ہوئے۔

فما استقبلہ جبل ولا شجرولا مدر الا ھو یقول السلام علیک یارسول اللہ۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۴۳۰)

تو جو بھی درخت، پہاڑ اور پتھر سامنے آیا: اس نے اس طرح سلام عرض کیا۔ السلام علیک یارسول اللہ۔

﴿پتھروں کا عرض سلام﴾

ابونعیم و بزار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جب اللہ عزوجل نے محمد ﷺ کو وحی فرمائی تو:

لا امر بحجر ولا شجر وقال السلام علیک یارسول اللہ۔

(حجۃ اللہ، صفحہ ۴۳۰)

جس پتھر اور درخت کے قریب سے میں گزرتا وہ مجھے اس طرح سلام عرض کرتا۔ السلام علیک یارسول اللہ

امام ابونعیم نے روایت کیا ہے کہ جب درخت حضور ﷺ کو سلام کرتے تو آپ ان کے سلام کا جواب بھی عطا فرماتے تھے۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۴۳۰)

﴿درختوں کا طواف﴾

امام احمد طبرانی بیہقی حضرت یعلیٰ بن مرہ ثقفی سے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں حضور ﷺ نے ایک منزل پر قیام فرمایا۔ اور آپ سو گئے۔

فجاءت شجرۃ تشق الارض وطافت بہ۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۴۳۲)
تو درخت زمین کو چیرتے ہوئے آئے اور آپ کے اردگرد طواف کرنے لگے۔

حضور ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے یہ واقعہ خدمت اقدس میں عرض کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: یہ وہ درخت تھا جس نے خدا سے یہ اجازت مانگی کہ وہ مجھے سلام کرے اسے اجازت ملی یہ طواف کرنا اس کا سلام تھا۔

بیہقی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور کسی جنگل میں قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور آپ نے نعلین مبارک اتار دیں۔ پھر ایک نعلین پہن لی۔

فجاء فیر نا خذالخد الاخر فحلق بہ فی السماء فانسل منہ اسود سالخ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۶۵)

ایک پرندہ آیا۔ اور وہ حضور ﷺ کی نعلین مبارک کو لے کر اڑا اور اس سے ایک کالا سانپ نکلا۔

﴿چڑیا کی فریاد﴾

بیہقی حضرت ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔ پھر ہمارا ایک درخت سے گذر ہوا۔ جس میں چڑیا کے بچے تھے۔ ہم نے ان بچوں کو اٹھا لیا ہم نے دیکھا کہ وہ چڑیا حضور ﷺ کے اردگرد پھرنے لگی۔ (یعنی فریاد کرنے لگی)

فقال من فجع بفرخیھا فقلنا نحن قال ردوھا۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۶۳)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس چڑیا کے بچوں کو کس نے تکلیف پہنچائی۔ ہم نے عرض کی ہم نے۔ فرمایا کہ اس کے بچے واپس کردو

ہاں یہیں کرتی ہیں چڑیاں فریاد ہاں یہیں چاہتی ہے ہرنی داد
اسی در پہ شتران ناشاد گلۂ رنج و عنا کرتے ہیں

﴿کبوتروں نے سایہ کیا﴾

ابن وہب روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کہ معظمہ میں فاتحانہ داخل ہوئے۔

ان حمام المکۃ اظلت النبی ﷺ یوم فتحھا فد عابالبرکۃ۔

(شفا شریف)

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو مکۂ معظمہ کے کبوتروں نے آپ پر سایہ کیا حضور ﷺ نے کبوتروں کے لئے دعائے برکت فرمائی۔

حیوانات کا سجدہ

امام احمد وابو نعیم حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے۔

فجاء بعیر فسجدله ۔ اتنے میں ایک اونٹ آیا۔ اور اس نے آپ کو سجدہ کیا۔

امام ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ حضرت ابو بکر و عمر رضوان اللہ عنہما کے ہمراہ ایک انصاری کے باغ میں تشریف لائے۔

وفی الحائط غنم فسجدن له ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۵۹)

اس باغ میں بھیڑیں تھیں۔ سب نے آپ ﷺ کو دیکھ کر آپ کو سجدہ کیا۔

اونٹ کی اطاعت

امام بیہقی حضرت عبداللہ بن اوفی سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ہم دربار رسالت ﷺ میں حاضر تھے اتنے میں ایک شخص حاضر ہوا۔ عرض کی، حضور ﷺ میرا اونٹ بھاگ گیا ہے۔ میرے ہاتھ نہیں آتا۔ حضور ﷺ اس شخص کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ صحابہ نے عرض کی، سرکار ﷺ یہ اونٹ بہت شریر ہے۔ اس کے قریب نہ جائیے۔ لیکن جب حضور ﷺ اس کے قریب ہوئے:

فلما رأی البعیر سجدله ۔

تو اونٹ نے آپ کو دیکھ کر سجدہ کیا۔ آپ نے اونٹ کے نکیل ڈال دی۔

سرکش اونٹ کی اطاعت

امام ابو نعیم حضرت بریدہ سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری اپنے اونٹ کی شکایت لے کر دربار نبوت میں حاضر ہوا۔ عرض کی۔ سرکار ہمارا اونٹ پاگل ہو گیا ہے۔ اور ہم میں سے کسی کو یہ طاقت نہیں ہے کہ اس کے قریب ہوں یا نکیل ڈالیں۔

حضور ﷺ اس انصاری کے ہمراہ اس کے مکان پر تشریف لے گئے اور دروازہ کھلوایا۔

فلما رأی الجمل جاء الیه وسجد فاخذ النبی ﷺ براسه فخطمه ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۵۸)

اونٹ نے حضور ﷺ کو دیکھتے ہی سجدہ کیا۔ آپ نے اسے سر سے پکڑ کر نکیل ڈال دی۔

شریر اُونٹ کی اطاعت

امام احمد حضرت جابر سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کے ہمراہ بنی نجار کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ اس باغ میں ایک اونٹ تھا۔ جو بھی اس باغ میں داخل ہوتا اسے کاٹتا تھا۔

فاتاه النبی ﷺ فدعاه فجاء واضعا مشفرة فی الارض حتی برك بین یدیه ۔

جب حضور ﷺ اس کے قریب گئے تو اونٹ سربسجود حاضر ہوا۔ اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔

ناظرین! دیکھئے صحابہ کرام اونٹ کی شکایت حضور ﷺ سے کر رہے ہیں۔ حالانکہ صحابہ کرام جانتے ہیں کہ اُونٹ حیوان بے فہم وادراک کا مالک نہیں ہے۔ صحابہ کے اس فعل سے معلوم ہوا کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ حیوانات حضور کے محکوم ہیں اور جانور بھی اس مقدس رسول کی عظمت و بزرگی کا احساس رکھتے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو دربار نبوی ﷺ میں اُونٹ کی شکایت کے کیا معنی ہیں۔

ایک اونٹ کی فریاد

امام ابو نعیم وبیہقی حضرت عبداللہ بن جعفر سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک انصاری کے باغ میں داخل ہوئے اس باغ میں ایک اونٹ تھا۔

فلما رأی النبی ﷺ حن الیه وزرفتا عیناه ۔ (خصائص، جلد ۱، صفحہ ۵٦)

جب حضور ﷺ کو دیکھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

پھر حضور ﷺ نے اس اونٹ کے مالک سے فرمایا کہ تو خدا سے نہیں ڈرتا۔ اس

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اُونٹ نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تو اسے بھوکا رکھتا ہے۔

امام ابونعیم وطبرانی حضرت یعلی ابن مرہ سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن حضور ﷺ باہر تشریف لائے۔ اتنے میں ایک اونٹ آیا۔ اس نے آپ کو سجدہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ اونٹ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے۔

خدم مواليه اربعين سنة حتى اذا كبر زادلي عمله ونقص في علفه حتى اذا كان لهم عرس اخدالشفاو يسحروه۔

(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۵۷)

اس کی شکایت یہ ہے کہ اس کے مالک نے اس سے چالیس برس تک خدمت لی۔ جب یہ بوڑھا ہوگیا۔ تو اس کے چارے میں کمی اور کام میں زیادتی کر دی۔ آج اس کے مالک کے گھر شادی ہے وہ اسے ذبح کرنا چاہتے تھے کہ یہ میرے پاس فریاد لے کر آگیا۔

پھر آپ نے اُونٹ کے مالک کو بلایا۔ مالک نے اُونٹ کی شکایت کی تصدیق کی۔ حضور نے فرمایا کہ اس اُونٹ کو میرے لئے چھوڑ دو۔ یعنی ذبح نہ کرو۔

ہرنی کی فریاد

امام ابونعیم حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کا ایک جنگل سے گزر ہوا۔ ایک ہرنی نے پکارا یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا کیا چاہتی ہے۔ ہرنی نے عرض کی۔

ان لي خشفين في هذا الجبل تحلني حتى اذهب فارضعها فاطلقها قد هبت ثم رجعت۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۶۱)

سرکار اس پہاڑی میں میرے دو بچے ہیں مجھے اس شکاری نے گرفتار کر لیا ہے آپ مجھے اپنی ضمانت پر چھوڑ دیجئے۔ میں اپنے بچوں کو دودھ پلا کر واپس آجاؤں گی۔ حضور ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا۔ ہرنی بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی۔

پھر آپ نے ہرنی کو بدستور سابق باندھ دیا۔ اتنے میں شکاری جو سو رہا تھا۔ وہ بھی بیدار ہو گیا۔ حضور ﷺ کو دیکھ کر عرض کرنے لگا کہ آپ کو کوئی حاجت ہے۔ حضور

ﷺ نے فرمایا اس ہرنی کو آزاد کر دے۔ اس نے آزاد کر دیا۔ ہرنی کلمہ پڑھتی ہوئی جنگل کی طرف روانہ ہوئی۔

میرے کریم نہ آہو کو قید دیکھ سکے
عبث اسیر الم انتظار کرتے ہیں

دیکھئے! جانور بھی حضور ﷺ کو مشکل کشا دافع البلا سمجھتے ہیں اور آپ کی عزت وعظمت و بزرگی کا انہیں بھی احساس ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب مشکل پڑتی ہے بلا میں مبتلا ہوتے ہیں تو دربار رحمت اللعالمین میں حاضر ہو کر حضور ﷺ سے دستگیری چاہتے ہیں۔

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

حضور ﷺ کا اُونٹ ذبح کرنے کا منظر

امام ابونعیم وطبرانی حضرت عبداللہ بن قرط سے روایت کرتے ہیں کہ عیدالاضحیٰ کے دن حضور کی خدمت میں چند اونٹ ذبح کرنے کے لئے لائے گئے۔

فطفق يدنولفن بأتين بداء۔ (خصائص، جلد ۲)

تو ہر ایک اونٹ اچھل کر آپ کے نزدیک ہوتا تھا کہ اسے آپ پہلے ذبح فرمائیں۔

سبحان اللہ! یہ بھی کیا منظر ہوگا کہ دو عالم کے سردار کے دست اقدس میں چھری ہوگی اور ہر اونٹ محبوب دلنواز کے دست ناز سے ذبح ہونے کے لئے اپنا سر خود جھکا رہا ہوگا۔

ہر ایک کی آرزو ہے کہ پہلے مجھے ذبح فرمائیں
تماشا کر رہے ہیں مرنے والے عید قرباں میں

قصۂ حمار

ابن عساکر ابن منظور سے روایت کرتے ہیں کہ جب خیبر فتح ہوا تو حضور ﷺ سے ایک سیاہ رنگ کے گدھے نے کلام کیا۔ آپ نے فرمایا تیرا نام کیا ہے۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

گدھے نے عرض کی میرا نام یزید ابن شہاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے ساٹھ گدھے پیدا فرمائے۔ سب انبیاء کرام کے مرکب بنے۔ اب چونکہ میرے دادا کی نسل سے میں ہی باقی ہوں اور آپ کے بعد بھی اب کوئی نبی نہیں ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ سرکار مجھ پر سواری فرمائیں۔ اس سے قبل میں ایک یہودی کے پاس تھا۔ جب وہ مجھ پر سوار ہوتا تو میں اس کو قصداً گرادیتا۔ وہ مجھے بھوکا رکھتا اور چابک مارتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اب تیرا نام یعفور ہے۔

فکان رسول اللہ ﷺ یبعث بہ الی باب الرجل فیاتی الباب فیقرعہ براسہ فاذاخرج الیہ صاحب والدار اومی الیہ براسہ ان اجب رسول اللہ ﷺ۔ (خصائص کبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۶۲)

حضور ﷺ کو جب کسی شخص کو بلانا منظور ہوتا تو اس گدھے کو بھیجتے۔ یہ جاتا اور اپنے سر سے دروازہ کھٹکھٹاتا جب وہ آدمی باہر نکلتا تو اشارے سے سمجھاتا کہ تجھے سرکار ﷺ یاد فرمارہے ہیں۔

چنانچہ حضور ﷺ کے وصال کے بعد اس گدھے نے آپ کے غم میں بنی ہاشم کے کنویں میں گر کر جان دے دی۔

گوہ کا کلمہ پڑھنا

امام ابونعیم و بیہقی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ محفل صحابہ میں تشریف فرما تھے۔ ایک اعرابی گوہ کا شکار کرکے لایا۔ اور عرض کرنے لگا مجھے لات وعزیٰ کی قسم میں آپ پر ایمان نہ لاؤں گا۔ جب تک یہ گوہ آپ سے کلام نہ کرے۔

حضور ﷺ نے گوہ سے فرمایا: تو کسے پوجتی ہے۔ گوہ نے بزبانِ فصیح کہا۔ اس کو جس کا آسمان پر عرش ہے زمین پر حکومت ہے۔ سمندر میں راستے ہیں۔ جنت میں رحمت اور دوزخ میں عذاب ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا میں کون ہوں۔ گوہ نے عرض کی۔

انت رسول رب العالمین وخاتم النبیین قد افلح من صدقک وقد

خاب من کذبک فاسلم الاعرابی۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۶۵)

آپ رب العٰلمین کے آخری رسول ہیں جس نے آپ کی تصدیق کی اس نے فلاح پائی۔ جس نے آپ کو جھٹلایا۔ وہ خسارے میں رہا۔ چنانچہ اعرابی ایمان لے آیا۔

بھیڑیوں کا قاصد خدمت نبوی میں

امام بیہقی حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بھیڑیا حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ کر اپنی دُم ہلانے لگا۔ حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ھذا وافد الذئاب جاء الیکم ان تجعلوا من اموالکم شیئاً۔
(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۶۲)

یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے اس لئے آیا ہے کہ تم اپنے اموال سے ان کا حصہ مقرر کردو۔

امام ابونعیم عبداللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ ہم دربار رسالت میں حاضر تھے۔ ناگاہ ایک بھیڑیا آیا۔ اور حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضور نے فرمایا۔ یہ بھیڑیوں کا قاصد ہے۔ اگر تم پسند کرو۔ تو اپنے اموال سے ان کا حصہ مقرر کردو تاکہ پھر یہ کسی دوسرے جانور کا شکار نہ کریں۔ اور اگر تم چاہو تو یونہی رہنے دو۔ جس پر ان کا قابو چلے وہی ان جنگلی درندوں کا رزق ہوجائے۔ صحابہ نے عرض کی۔

ماتطیب انفسنا بشیئ فاوحی باصابعہ الثلاث فولی۔
(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۶۳)

حضور ﷺ ہمارا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ اپنے ہاتھ سے جنگلی درندوں کے لئے حصہ مقرر کیا جائے۔ چنانچہ حضور نے تین انگلیوں سے بھیڑیئے کو اشارہ کیا۔ وہ چلا گیا۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر حضور ﷺ گائے، بھینس، بکری وغیرہ میں سے جنگلی درندوں کا حصہ مقرر فرمادیتے۔ تو آج شیر اور بکری ایک گھاٹ پر پانی پیتے۔ مگر صحابہ نے یہ پسند نہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے ان درندوں کا حصہ مقرر کردیا جائے۔ اس لئے حضور ﷺ نے جنگلی درندوں کو اجازت دے دی کہ جس پر تمہارا قابو چلے

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

شکار کرلو۔

حضور ﷺ عالم غیب ہیں

امام احمد وابن سعد وبزار وحاکم وبیہقی وابونعیم، یہ تمام جلیل القدر محدثین حضرت ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک چرواہا بکریاں چرارہا تھا۔ ایک بھیڑیا آیا۔ اور بکری لے گیا۔ چرواہے نے بھیڑیے سے بکری چھڑالی۔ بھیڑیے نے کہا خدا نے مجھے رزق دیا اور تو نے مجھ سے چھین لیا۔ چرواہے نے کہا۔ عجیب بات ہے کہ حیوان کلام کررہا ہے، بھیڑیے نے کہا عجیب بات تو یہ ہے کہ:

رسول اللہ بین الحرتین یحدث الناس بانباء ماسبق (وفی روایتہ) یخبرکم بما مضیٰ وبما ھو کائن بعدکم۔

ان دو پہاڑوں کے درمیان ایک رسول پیدا ہوئے ہیں۔ جو زمانہ آئندہ وگزشتہ کی خبریں سناتے ہیں۔

بھیڑیے کی یہ گفتگو سن کر چرواہا جو یہودی تھا دربار رسالت میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوا اور یہ واقعہ حضور اقدس ﷺ میں بیان کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

فقال رسول اللہ ﷺ صدق صدق۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۶۱)

بھیڑیے نے سچ کہا۔ بھیڑیے نے سچ کہا ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی روشن ہوگیا کہ حضور ﷺ کو عالم ماکان وما یکون کہنا شرک نہیں ہے۔ اگر شرک ہوتا تو حضور بھیڑیے کے قول کی تصدیق نہ فرماتے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حیوانات بھی حضور ﷺ کو عالم ماکان وما یکون مانتے ہیں۔ مگر چند افراد جو حیوانات سے بھی بدتر ہیں وہ آپ ﷺ کے اس وصفِ خاص میں کلام کرتے ہیں

بلا ریب ہر غیب کے ہیں وہ عالم
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

حضور ﷺ کے غلاموں کی شیروں پر حکومت

امام ابونعیم وبیہقی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ میں کشتی میں سوار ہوا کشتی ٹوٹ گئی اور میں ایک تختہ پر بہتا ہوا ایک جزیرہ میں پہنچا اور میرا شیر سے سامنا ہوا میں نے شیر کو دیکھا تو اس سے کہا:

یا ابا الحارث انا سفینۃ مولیٰ رسول اللہ ﷺ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۶۵)

اے ابوالحارث میں محمد رسول اللہ ﷺ کا غلام ہوں۔

حضرت سفینہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر شیر دُم ہلانے لگا۔ پھر میرے ساتھ چلا اور مجھے مکہ کے راستہ پر کھڑا کردیا۔ جب میں روانہ ہوا تو شیر گرجنے لگا۔ گویا مجھے الوداع کررہا تھا۔

مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں یہ ہے کہ حضرت سفینہ اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے۔ اور کفار نے آپ کو گرفتار کرلیا۔ جس وقت آپ جیل سے بھاگے تو راستہ میں شیر مل گیا۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت سفینہ کا دو مرتبہ شیر سے سامنا ہوا ہو۔ اور آپ دونوں مرتبہ یہ کہہ کر چھوٹ گئے ہوں کہ میں سید المرسلین ﷺ کا غلام ہوں۔ بہرحال یہ تو ظاہر ہی ہے کہ حضور ﷺ تو حضور ﷺ ہیں۔ آپ ﷺ کے غلام بھی شیروں پر حکومت کرتے ہیں

اُن کو شیروں پر شرف حاصل ہوا
جو بنا ادنیٰ سگِ کوئے حبیب

حضرت سفینہ کی وجہ تسمیہ

اب چونکہ حضرت سفینہ کا ذکر آگیا ہے اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نام کی وجہ تسمیہ بیان ہوجائے۔ حضرت سفینہ حضور ﷺ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ سفینہ عربی میں کشتی کو کہتے ہیں۔ صحابہ کرام نے خود ان سے ان کے نام کی وجہ تسمیہ پوچھی تو انہوں نے فرمایا کہ ایک سفر میں ہم حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔ صحابہ کرام کے ساتھ سامان زیادہ تھا۔ انہوں نے اپنا سارا سامان میری چادر میں باندھ کر میرے سر پر رکھ دیا۔ صحابہ کی اس حرکت کو دیکھ کر حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احمل فانما انت سفینة فلوحملت من یومئذ وقر بعیرا وبعیرین او ثلاثة اواربعة اوخمسة او ستة اوسبعة ماثقل علی۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۴۳۶)

اٹھالو اس لئے کہ تم سفینہ (کشتی) ہو۔ حضرت سفینہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کے ان کلمات مبارکہ کا یہ اثر ہوا کہ اس دن سے میں ایک دو تین چار پانچ چھ یہاں تک کہ سات اونٹوں کا بوجھ اٹھا لیتا ہوں۔ مگر کسی قسم کی گرانی محسوس نہیں کرتا۔

ناظرین! تسخیر حیوانات کی کثیر احادیث نقل کی جا سکتی ہیں۔ مگر اختصار ملحوظ ہے۔ تاہم ان احادیث سے روشن ہو جاتا ہے کہ اگر حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پرند مسخر تھے تو ہمارے حضور ﷺ کے لئے تمام حیوانات مسخر و منقاد ہیں

میرے مولیٰ کی ہے بس شان عظیم جانور بھی کریں جس کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم، پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

﴿لوہے کا موم ہو جانا﴾

حضرت داؤد علیہ السلام کا یہ معجزہ مشہور ہے۔ آپ کے مبارک ہاتھوں میں یہ تاثیر تھی کہ لوہا نرم ہو جاتا تھا۔ قرآن حکیم میں اللہ عزوجل فرماتا ہے:

والنا له الحدید۔ ہم نے داؤد کے لئے لوہا نرم کر دیا۔

یہ ظاہر ہے کہ لوہا پگھلا کر بھی نرم ہو سکتا ہے۔ مگر سید عالم ﷺ کے لئے ایسی چیزیں نرم ہو گئیں جو پگھلا کر بھی نرم نہ ہو سکیں۔

امام ابو نعیم دلائل النبوۃ میں لکھتے ہیں کہ یوم اُحد مشرکین سے پوشیدگی کے لئے حضور ﷺ نے اپنا سر مبارک ایک پہاڑ کی جانب مائل فرمایا تاکہ آپ پہاڑ میں چھپ جائیں۔

فلین الله الجبال حتیٰ یدخل طرسه۔ (دلائل النبوۃ، جلد ۲، صفحہ ۲۱۵)

اللہ نے پہاڑ کو نرم کر دیا اور آپ ﷺ نے اپنا سر مبارک پہاڑ میں چھپا لیا۔

اسی طرح مکہ معظمہ میں ایک پتھر ہے جس پر نماز میں حضور ﷺ نے استراحت فرمائی۔

لان الحجر حتیٰ بدراعیه وساعدیه۔ (حوالہ مذکور)

پتھر نرم ہو گیا اور اس پتھر پر حضور کی کہنیوں اور بازوؤں کے نشان آ گئے۔

دیکھئے وہاں لوہا نرم ہے۔ یہاں پتھر نرم ہے اور پتھر کا نرم ہو جانا لوہے کے نرم ہو جانے سے بدرجہا افضل و اقویٰ ہے۔ کیونکہ لوہا پگھلا کر نرم ہو سکتا ہے۔ مگر پتھر کے نرم ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس کے مقدس جسم میں پتھر کو نرم کر دینے کی تاثیر ہے۔ اس کے لئے لوہے کو نرم کر دینا کیا مشکل ہے۔

خدا نے اس قدر اونچا کیا درجہ محمد کا
نہ پہچانا کسی نے آج تک رتبہ محمد کا

﴿پتھر پر نشانِ قدم﴾

امام بیہقی حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ جب پتھر پر ننگے پاؤں چلتے تو: غاصت قدماه۔ پتھر پر پائے مبارک کا نشان آ جاتا

نہ میرے دل میں جگر میں نہ دیدہ تر میں
کرم کرے وہ نشانِ قدم تو پتھر میں

﴿سلف صالحین اور نشانِ قدم﴾

علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں کہ بعض اوقات جب حضور اکرم ﷺ برہنہ پا پتھر پر چلتے تو پتھر نرم ہو جاتا۔ اور نشانِ قدم پتھر پر آ جاتا اور ایسے پتھر جن پر قدم نبوی کے نشان ہیں بیت المقدس اور مصر کے کئی مقامات پر پائے جاتے ہیں:

والناس تتبرك به وتزوروه وتعظمه۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۴۵۳)

اور لوگ اس پتھر کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور اس کو متبرک سمجھتے ہیں۔

شاہی مسجد لاہور کے تبرکات میں بھی ایک پتھر ہے۔ جس پر حضور ﷺ کا نشانِ قدم موجود ہے اور میں نے خود بھی اس کی زیارت کی ہے۔ جمعہ کے دن ان تمام تبرکات کی زیارت کرائی جاتی ہے۔ دہلی کے جس محلہ میں یہ مبارک پتھر ہے۔ اس کا نام ہی "محلہ قدم شریف" ہو گیا ہے۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سلطان قاقیبائی کی وصیت

علامہ شہاب الدین خفاجی فرماتے ہیں۔ سلطان قاقیبائی نے بیس ہزار درہم سے ایک ایسا پتھر خرید رکھا تھا جس پر کہ نشانِ قدم مبارک تھا۔

واوصیٰ بجعله عند قبره وهو الان موجود۔

انہوں نے وصیت کی تھی کہ یہ مبارک پتھر میری قبر پر نصب کیا جائے۔ چنانچہ یہ پتھر ان کی قبر پر اب بھی موجود ہے۔

ہائے اس پتھر سے اس سینہ کی قسمت پھوڑیئے
بے تکلف جس کے دل میں یوں کریں گھر ایڑیاں

فائدہ : علامہ شہاب الدین خفاجی کی اس تحریر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سلف صالحین وشاہانِ اسلام حضور ﷺ کے نشانِ قدم کی تعظیم وتکریم کرتے تھے اور اس کو متبرک سمجھتے تھے بلکہ اس پتھر کو ذریعۂ نجات جانتے تھے۔ ثابت ہوا کہ بزرگانِ دین واولیائے کرام ومشائخ عظام کی ہر چیز کی تعظیم کرنا اسے متبرک سمجھنا اس کی زیارت کرنا، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ بلکہ سلف صالحین وشاہانِ اسلام کا طریقہ ہے۔ وہابی حضرات ان کی تعظیم کو بدعت وشرک کہتے ہیں۔ اگر یہ مان لیا جائے تو کیا سلف صالحین وشاہانِ اسلام بدعتی ومشرک تھے؟

حضرت سلیمان علیہ السلام اور مالک کون ومکان ﷺ

تفاسیر میں ہے کہ حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے تین معجزے تھے۔

معجزہ سلیمان علیہ السلام

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت جب قوم عمالقہ نے لے جانے کا ارادہ کیا۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہوا کو حکم دیا۔ تو اس تخت کو ہوا ایک مہینے کی مسافت پر لے گئی جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں اس آیۂ کریمہ میں فرمایا ہے **وسلیمان الریح غدوها شهر ورواحها شهر**۔ اور سلیمان کے بس میں ہوا کر دی۔ اس کی صبح کی منزل ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ کی راہ۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کے بعد ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا۔ آپ

جہاں کہیں لے جانے کا حکم فرماتے تو ہوا وہاں لے جاتی۔

فائدہ : ورواحها: اور شام کے وقت چلنا۔ یعنی دوپہر کے بعد سے رات تک۔ شہر: ایک مہینے کی راہ۔ یعنی وہ باد صبا تختِ سلیمان کو اُٹھا کر ایک دن میں اتنا لمبا سفر طے کر لیتی جسے سوار دو ماہ میں طے کرتے۔ یہ جملہ مستانفہ ہے یا الریح سے حال ہے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے سفر کا نمونہ

حضرت حسن سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام صبح کو دمشق سے روانہ ہو کر قیلولہ اصطخر میں کرتے۔ آپ تخت پر اپنے شاہی ٹھاٹ کے ساتھ سوار ہوتے، آپ کے ساتھ شاہانہ لشکر بھی ہوتا۔ دمشق اور اصطخر کے درمیان اتنا طویل سفر تھا کہ اگر تیز رفتار سوار ایک ماہ مسلسل چلتا تب کہیں اسے طے کرتا۔

فائدہ : اصطخر بوزن فردوس فارس کا ایک شہر ہے جسے صخر جنی نے سلیمان علیہ السلام کے لئے بنایا تھا۔ وہ صخر جنی جسے قرآن مجید میں "عفریت من الجن" سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پھر دوپہر کے بعد روانہ ہو کر شام کو کابل پہنچتے تھے ان دونوں شہروں کے درمیان بھی تیز رفتار سوار کے لئے ایک ماہ کا سفر ہے۔

فائدہ : کابل بضم الباء الموحدہ بلاد ہند کی ایک معروف طرف ہے (جو آج کل افغانستان کا دار الحکومت ہے) پھر صبح کو رے شہر میں ہوتے تو شام کو سمرقند پہنچ جاتے۔ رے دیار دیلم کے ایک شہر کا نام ہے جو قومس اور جبال کے درمیان واقع ہے۔ سمرقند ماوراء النہر کا عظیم ومشہور شہر ہے یعنی نہر جیحون۔

سلیمانی مکتوب

ہمارے بعض احباب سے منقول ہے کہ ہم نے ایک جگہ سلیمان علیہ السلام کے کسی مصاحب کا ایک مکتوب پڑھا جس پر لکھا تھا کہ ہم اسی جگہ پر اُترے اور اسی شہر کو تیار کیا۔ رات یہاں بسر کریں گے صبح کو اصطخر جائیں گے۔ وہاں سے روانہ ہو کر شام کے وقت ان شاء اللہ شام کے ملک میں پہنچیں گے۔

فائدہ : کشف الاسرار میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام دورانِ سفر عراق سے مرو تک، پھر بلخ تک، پھر بلاد ترک تک پہنچے، بعدہٗ چین چلے جاتے۔ طلوعِ آفتاب کے وقت روانگی فرماتے تو قندھار تک پہنچ جاتے، وہاں سے مکران وکرمان جاتے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اس کے بعد اصطخر پہنچتے۔ فارس میں آپ کی یہی قیام گاہ تھی وہاں سے صبح کے وقت روانہ ہوکر شام کے وقت ملکِ شام میں تدمر میں پہنچتے یہی آپ کی منزل تھی۔

فائدہ: شام سے عراق تک پہنچنے سے پہلے آپ کا شیاطین کو حکم تھا کہ آپ کے لئے پتھر سفید اور زرد جمع کرتے رہیں۔ مندرجہ ذیل اشعار آپ کے بعض اصحاب کے لکھے ہوئے ایک پتھر سے ملے:

(۱)
ونحن ولا حول سوی حول ربنا
نروح الی الاوطان من ارض تدمر

(۲)
اذا نحن رحنا کان ریث رواحنا
مسیرة شهر و الغد و ة لآخر

(۳)
اناس شروا الله طوعا نفوسهم
بنصر ابن داؤد النبی المطهر

(۴)
متی یرکب الریح المطیعت ارسلة
مبادرة عن شهر لم تقصر

(۵)
تظلهمو طیر صفوف علیهمو
متی رفرفت من فوقهم لم تبتر

ترجمہ: (۱) ہماری طاقت سوائے قوتِ الٰہی کے کچھ نہیں ہم ارض تدمر سے وطنوں کو جارہے ہیں۔
(۲) ہم جارہے ہیں اور ہمارا سفر شام تک جاری رہے گا جو ایک ماہ کی مسافت ہے پھر صبح کو ہمارا دوسرا سفر ہوگا۔
(۳) لوگ شریر ہیں لیکن بخدا ان کے نفوس تابع ہیں ساتھ مدد ابن داؤد نبی علیہ السلام کے۔

(۴) وہ جب تابعدار ہوا پر سوار ہوتے ہیں تو وہ ایک ماہ کی مسافت طے کرنے میں کوتاہی نہیں کرتی۔
(۵) ان پر پرندے سایہ کرتے ہیں صفیں باندھ کر۔ جب وہ چلتی ہے تو پرندے ان کے اوپر ہوتے ہیں۔

انتباہ: نبی پاک ﷺ کے لئے نہ صرف ہوا بلکہ جملہ عالمین تابع کردیئے گئے بلکہ اس طرح کی خرقِ عادت یعنی ہوا کا تابع ہونا آپ ﷺ کے اولیائے امت کو بھی حاصل تھا بلکہ نبی پاک ﷺ نے اس کے تابع کرنے کا نسخہ بھی بتایا ہے جسے آگے عرض کیا جائیگا بلکہ خود سلیمان علیہ السلام نے بھی یہی نسخہ استعمال فرمایا۔ چنانچہ مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے تھے جو پرندوں کی طرح اڑتے تھے۔ ان کی وجہ سے ایک دفعہ آپ سے نماز قضا ہوگئی آپ نے انہیں راہِ خدا میں ذبح کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ نے میرے لئے گھوڑے قربان کیے ہم اس کے بدلے میں ہوا آپ کے تابع کردیتے ہیں۔

نسخہ

من کان للہ کان اللہ لہ۔ (جو اللہ کا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہوجاتا ہے)
یہ وہی نسخہ ہے جس سے کائنات مسخر ہوتی ہے کیونکہ قاعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی خاطر کسی شے کو قربان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں اسے بہتر شے عطا فرماتا ہے۔
(روح البیان)

حضرت جعفر طیّار کی پرواز

مروی ہے کہ حضور سیّدِ عالم ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو جنگ پر بھیجا اور اس جنگ کی امارت ان کے سپرد فرمائی۔ اسلام کا علم انہی کے ہاتھ میں دیا۔ کافروں نے ان پر حملہ کیا اور جنگ میں آپ کا ایک ہاتھ کٹ گیا آپ نے علم دوسرے ہاتھ میں تھاما۔ کفار کے حملے سے آپ کا دوسرا ہاتھ بھی کٹ گیا۔ اس کے بعد ستر زخم کھا کر شہید ہوگئے۔ کسی نے آپ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا:
ما فعل اللہ بک۔ (اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا؟)
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دونوں ہاتھوں کے بجائے دو نورانی پر عطا

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمائے جن سے میں بہشت میں اڑتا ہوں، جہاں چاہتا ہوں چلا جاتا ہوں۔ میرے ساتھ حضرت جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام ہوتے ہیں۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ایک جگہ پر کھڑے ہیں اور فرماتے ہیں:

وعلیکم السلام۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! آپ کس کو سلام کا جواب دے رہے ہیں؟

آپ نے فرمایا: ان جعفر بن ابی طالب مرمع جبریل ومیکائیل۔

(یہ جعفر بن ابی طالب حضرت جبریل ومیکائیل (علیہما السلام) کے ساتھ گزرے ہیں اور مجھے سلام کیا)(روح البیان)

انتباہ: ہر ولی کی کرامت اپنے نبی علیہ السلام کے معجزہ کا عکس ہوتا ہے گویا وہ کرامت معجزۂ نبوی ہی ہے اس معنی پر دیکھ لیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہوا پر اڑنا کیسا ہے اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا اڑنا کیسا۔

﴿معجزات مصطفیٰ ﷺ﴾

رسول پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تخت کو معراج کی رات ہوا پانچ سو سال کی مسافت پر لے گئی۔

تبصرہ اویسی غفرلہٗ﴾

نبی پاک ﷺ کے تصرفات ومعجزات سے ایک یہ بھی ہے کہ ہوا آپ کے حکم کے تابع تھی مثلاً جب آپ نے اصحاب کہف کے ہاں اپنے یاروں کو بھیجنا چاہا تو آپ نے ان کو چادر پر بٹھا کر ہوا کو حکم فرمایا کہ وہ انہیں اصحاب کہف کی غار تک پہنچائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ واقعہ کی تفصیل فقیر کے رسالہ "نسبت کا سکہ" میں دیکھئے۔

معجزہ سلیمان علیہ السلام﴾

جب حضرت سلیمان علیہ السلام کسی دریا کو پار کرنے کا ارادہ فرماتے تو اس دریا کا پانی ہوا میں اُڑ جاتا۔ اور جب وہ عبور کر لیتے۔ تو وہ پھر اُسی حالت پہ آجاتا جیسا کہ پہلے تھا۔

معجزات مصطفیٰ ﷺ﴾

سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے عشاق اور غلامان صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی کشتی کے بغیر دریا کو عبور کیا ان کے واقعہ کی تفصیل گزر چکی ہے۔

معجزہ سلیمان علیہ السلام﴾

(۳) قرآن پاک میں بھی ذکر ہے شیطان حضرت سلیمان علیہ السلام کے مطیع تھے۔

معجزات مصطفیٰ ﷺ﴾

ایک مرتبہ سرکار دو جہاں محمد مصطفےٰ ﷺ کی بارگاہ عالیہ میں جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ فرمائیں۔ تو حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرح شیطان آپ ﷺ کے تابع ہو جائیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے جبریل! میں ان کو اپنا مطیع کرنے کا خواہشمند نہیں ہوں۔ میری یہ خواہش ہے کہ ملائکہ میری اُمت کے لئے مغفرت کی دُعا کریں۔ چنانچہ اللہ کریم نے آپ کی خواہش کو پورا فرمایا۔ جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم ویؤمنون بہ ویستغفرون للذین امنود

یعنی وہ ملائکہ عرش اٹھاتے ہیں۔ اور اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور ایمان لاتے ہیں اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ چالیس افراد جنہوں نے رسول مقبول ﷺ کی آزمائش کی انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ سے حضرت سلیمان علیہ السلام اعلیٰ درجے کے مالک تھے کیوں کہ ہوا، انسان، جنات اور شیطان ان کے مطیع تھے۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ براق جو دنیا ما فیہا سے بہتر ہے اللہ کریم نے اسے میرا مطیع کر دیا۔

فائدہ: براق ایک چوپایہ ہے۔ جس کا چہرہ جنتی آدمی کی شکل گھوڑے کی طرح کھر، گائے کی مانند دم، خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا۔ زین اس کی سرخ اور سبز یاقوت کی بنی ہوئی ہے۔ یہ جواب سن کر یہودیوں نے اقرار کر لیا۔ اور کہا کہ تورات میں بھی یہی مکتوب ہے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت

حضرت سلیمان علیہ السلام نے دعا فرمائی:

رب اغفرلی وھب لی ملکا لاینبغی لاحد من بعدی۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ: اے رب میری مغفرت فرما اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی اس دعا کو قبول فرما کر ان کو روئے زمین کی بادشاہت عطا فرمائی اور وہ صرف دنیا پر حکمران ہوئے مگر سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کو دنیا و آخرت دونوں کی حکومت و سلطنت عطا فرمائی گئی۔ یعنی حضرت سلیمان فرش کے حاکم تھے اور محمد مصطفےٰ ﷺ عرش وفرش دونوں کے حاکم ہیں

اللہ اللہ جس کو نہیں جلالت تیری
فرش کیا عرش پہ جاری ہے حکومت تیری

سلطنت مصطفیٰ ﷺ

امام ابو نعیم حضرت ابن عباس سے راوی ہیں کہ آمنہ خاتون رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب حضور ﷺ پیدا ہوئے تو میں نے دیکھا کہ ایک سپید ابر نے آپ ﷺ کو ڈھانپ لیا اور میرے سامنے سے غائب ہو گئے۔ پھر وہ پردہ ہٹا تو کیا دیکھتی ہوں کہ سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا آپ ﷺ کی مٹھی میں ہے۔ اور کوئی منادی پکار رہا ہے۔

بخ بخ قبض محمد ﷺ علی الدنیا کلھا لم یبق خلق من اھلھا الا دخل فی قبضہ۔

واہ واہ محمد ﷺ نے ساری دنیا پر قبضہ کر لیا۔ زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو حضور کے قبضہ میں نہ آئی ہو۔

فائدہ: حدیث بالا پر غور کیجئے۔ منادی پکارتا ہے کہ زمین و آسمان کی مخلوق پر حضور ﷺ نے قبضہ کر لیا مخلوق زمین و آسمان کی اگر تفصیل کی جائے تو عمر ختم ہو جائے اور صرف زمین کی مخلوق گنتی و شمار میں نہ آئے۔ اجمالی طور پر یہ سمجھ لیجئے کہ زمین کی مخلوق

حیوانات، جمادات، وحوش وطیور، جن وانسان ہیں اور ان سب پر حضور ﷺ کی حکومت وسلطنت ہے۔

اور آسمان کی مخلوق فرشتے وغیرہ ہیں۔ فرشتے بھی حضور ﷺ کے امتی اور آپ ﷺ کے غلام ہیں اور ملائکہ بھی حضور ﷺ کے محکوم ہیں۔ عام فرشتوں کو چھوڑیئے۔ ملکوتیوں کے شہنشاہ جبریل امین علیہ السلام کو دیکھئے کہ شب معراج قدم پاک مصطفےٰ ﷺ پر اپنی نوری پیشانی رکھ کر آپ ﷺ کو بیدار کر رہے ہیں

تاج روح القدس کے موتی جسے سجدہ کریں
رکھتی ہیں ایسا وقار اللہ اکبر ایڑیاں

ساری دنیا پر حضور ﷺ کا قبضہ

امام احمد وابن حبان وضیائی وابو نعیم بسند صحیح حضرت جابر ابن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اتیت مفاتیح الدنیا علی فرس ابلق جاء نی بھا جبرائیل علیہ السلام علیہ قطیفۃ من سندس۔ (جواہر البیان، جلد ا، صفحہ ۳۹۶)

مجھے دنیا کی کنجیاں دی گئیں۔ ابلق گھوڑے پر میری خدمت میں لائے گئے۔ ان پر خوبصورت زین پوش بانقش ونگار پڑا تھا۔

دنیا ماسوی اللہ کو کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کے سوا جتنی اشیاء ہیں وہ سب دنیا ہے۔ مثلاً جنت، دوزخ، لوح وقلم، انسان، فرشتہ، جن۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت کی کنجیاں، دوزخ کی کنجیاں زمین وآسمان کے خزائن کی کنجیاں، غرض کہ ساری کائنات حضور ﷺ کے دست تقدس میں ہے اور ساری دنیا پر حضور ﷺ کا قبضہ ہے

شہنشاہ زمانہ بازاراں کرو فرآئے کہ
یا دنیا پہ قبضہ ملک میں سب خشک وتر آئے

زمین پر حضور ﷺ کی حکومت

حجۃ اللہ علی العالمین میں ہے کہ جب حضور ﷺ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور غار ثور میں قیام فرمایا۔ تو سراقہ نے آپ ﷺ کا تعاقب کیا اور غار کے قریب پہنچ کر کہنے لگا کہ اب آپ ﷺ کو کون بچائے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جبار وقہار وہی میری حفاظت کرے گا۔ اتنے میں جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے عرض کی اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ہم نے زمین کو آپ ﷺ کا مطیع کر دیا۔ آپ ﷺ جو چاہیں زمین کو حکم دیجئے۔ زمین آپ ﷺ کے حکم کی تابعداری کرے گی۔

فقال یارض خذیه فاخذت ارجل جواده الی الرکبة۔

اے زمین پکڑ لے زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں پکڑ لئے اور گھٹنوں تک دھنس گیا۔

جب سراقہ زمین میں دھنس گیا۔ سراقہ نے ایڑ لگائی۔ مگر گھوڑے نے حرکت نہ کی۔ آخر مجبور ہو کر عرض کرنے لگا۔ حضور ﷺ مجھے امان دیجئے اور اس مصیبت سے چھڑائیے۔ میں واپس چلا جاؤں گا اور کسی کو آپ کے قیام غار کی خبر نہ دوں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

یا ارض اطلقیه فاطلقت جواده۔ (حجۃ اللہ صفحہ ۵۸۵)

اے زمین چھوڑ دے۔ زمین نے سراقہ کے گھوڑے کے پاؤں چھوڑ دیئے۔

زمین کے خزائن پر حضور ﷺ کا قبضہ

امام بخاری و مسلم حضرت ابو ہریرہ سے راوی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا۔

اذجیئ بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی۔ (بخاری جلد اوّل)

زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں۔

سبحان اللہ! سرور انبیاء حبیب کبریا محمد مصطفےٰ ﷺ کو ساری کائنات کی حکومت وسلطنت عطا فرمائی گئی ہے۔

وہی نور حق وہی ظل رب ہے انہیں کا سب ہے انہیں سے سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں

ملائکہ پر حکومت

اگر حضرت سلیمان علیہ السلام جنوں کے بادشاہ ہیں تو حضور اکرم ﷺ جنوں اور فرشتوں دونوں کے شہنشاہ ہیں۔ ان کی حکومت صرف جنات پر ہے اور محمد مصطفےٰ ﷺ کی حکومت جن اور فرشتوں دونوں پر ہے۔ اس کے ثبوت میں اب ہم چند احادیث نقل کرتے ہیں۔

جبریل ومیکائیل حضور ﷺ کے وزراء ہیں

بزار وطبرانی حضرت ابن عباس سے راوی کہ سیّد عالم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے چار وزیروں سے میری مدد فرمائی۔

اثنان من اهل السماء جبریل ومیکائیل واثنان من اهل الارض ابوبکر وعمر۔ (جواہر جلد ا صفحہ ۲۹۶)

دو وزیر آسمانوں میں جبریل ومیکائیل اور دو وزیر زمین میں یعنی ابوبکر وعمر (رضوان اللہ تعالیٰ عنہم)۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جبریل ومیکائیل آسمانوں میں حضور ﷺ کے وزیر ہیں اور یہ امر بدیہی ہے کہ وزیر بادشاہ کے ماتحت ہوتا ہے۔ تو جب ملائکہ کا شہنشاہ جبریل علیہ السلام محکوم ہے۔ تو عام فرشتے کیوں نہ آپ کے تابع فرمان ہوں گے۔

افلاک سے اونچا ہے ایوان محمد کا
جبریل معظم ہے دربان محمد کا

فائدہ: اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ زمین وآسمان کے حاکم ہیں اور زمین وآسمان کی سلطنت عظمیٰ کے دو صوبے ہیں۔ قانون سلطنت یہی ہے کہ ہر صوبہ کا وزیر علیحدہ ہوتا ہے اسی لئے حضور ﷺ نے خطہ زمین کی وزارت حضرت صدیق اکبر وفاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو عطا فرمائی اور خطہ سمٰوات کی وزارت حضرت جبریل ومیکائیل کو دی گئی۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

حضرت جبریل علیہ السلام حضور علیہ السلام کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے

حضرت سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وسیدنا جبریل علیہ السلام انما خلق لخدمته النبی ﷺ۔
(جواہر، جلد ا، صفحہ ۶۵۴)

جبریل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

غوث کبیر سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول کی توثیق احادیث سے بھی ہوتی ہے چنانچہ معرکہ بدر کی مندرجہ ذیل حدیثوں پر غور کیجئے۔

معرکۂ بدر

امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ بدر کی لڑائی میں حضور ﷺ نے فرمایا:

هذا جبريل اخذ براس فرسه عليه أداوة الحرب ۔
(خصائص، جلد ا، صفحہ ۲۰۰)

یہ جبرائیل ہیں اپنے گھوڑے کی لگام میں پکڑے ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ جنگ کا پورا سامان ہے۔

ابویعلیٰ وحاکم وبیہقی علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے راوی، وہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں تین مرتبہ سخت آندھی آئی۔ ایسی آندھی میں نے کبھی نہ دیکھی۔ پہلی آندھی جبریل تھے۔ جو ایک لاکھ ملائکہ کے ہمراہ آئے اور حضور ﷺ کے ساتھ کھڑے ہوگئے دوسری آندھی میکائیل تھے جو ایک ہزار ملائکہ کی فوج کے ساتھ آئے اور حضور ﷺ کے بائیں طرف کھڑے ہوگئے اور تیسری آندھی

اسرافيل نزل بالف من الملئكة عن ميسرة رسول الله ﷺ۔
(خصائص، جلد ا، صفحہ ۲۰)

اسرافیل تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ آئے اور حضور کے میسرہ پہ تھے۔

امام بیہقی ربیع سے راوی۔ حضرت انس نے فرمایا جنگ بدر میں جن کافروں کو ملائکہ نے قتل کیا ان کو ہم اس طرح جانتے ہیں۔

ممن قتلوهم بضرب فوق الاعناق وعلى البنان مثل سمة النار قد احرق به ۔ (خصائص، جلد ا، صفحہ ۲۰۱)

جن کو فرشتے قتل کرتے تھے۔ ان کی گردنوں کے اوپر اور جوڑوں پر آگ کے جلے ہوئے کا نشان ہوتا تھا۔

امام بیہقی قدیشی سے راوی، وہ فرماتے ہیں کہ جنگ بدر میں جب ہم کسی کافر پر تلوار اٹھاتے تو ہماری تلوار کے لگنے سے پہلے اس کا سر زمین پر آپڑتا۔

فعرفت ان غيرى قد قتله ۔ (خصائص، جلد ا، صفحہ ۲۰۱)

تو اسے ہم نے یہ سمجھا کہ ملائکہ ان کو قتل کر دیتے تھے۔

انتباہ: معرکۂ بدر میں جبریل ومیکائیل اور ملائکہ حاضر ہیں اور حضور ﷺ کی کمان میں مصروف جنگ ہیں۔ یہ سب جانتے ہیں کہ بدر کے معرکہ میں فوج کا سپہ سالار کون تھا وہ ذات نبوی تھی جن کی قیادت اور ماتحتی میں معصوم ملائکہ جہاد کر رہے تھے۔ معلوم ہوا کہ جبرائیل ومیکائیل حضور ﷺ کے وزیر ہیں اور فرشتے آپ کی فوج کے سپاہی ہیں۔

جن وملک ہیں ان کے سپاہی
رب کی خدائی میں ان کی شاہی

ہاں ہاں جبریل ہی نہیں بلکہ تمام ملائکہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ چنانچہ ابن سعد حضرت عطیہ بن قیس سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ جب بدر کی لڑائی ختم ہوئی تو حضرت جبریل ہتھیاروں سے مرصع ایک سرخ گھوڑے پر سوار ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔

ان الله بعثنى اليك وامرنى ان لا افارقك حتى ترضى هل رضيت قال نعم رضيت فانصرف ۔ (خصائص، جلد ا، صفحہ ۲۰۲)

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یارسول اللہ ﷺ مجھے اللہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ میں آپ ﷺ سے اس وقت تک نہ جدا ہوں جب تک کہ آپ ﷺ مجھ سے راضی نہ ہو جائیں تو کیا سرکار مجھ سے راضی ہو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں راضی ہوں۔ جبریل واپس چلے گئے

مکاں عرش ان کا فلک فرش ان کا
ملک خادمان سرائے محمد

حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضور ﷺ کی بادشاہت میں فرق

(1) قرآن حکیم میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

تبارك الذی نزل الفرقان علی عبده لیکون للعلمین نذیراًO

ترجمہ: برکت والا ہے وہ جس نے اپنے بندے پر قرآن اتارا تاکہ سارے جہانوں کو ڈرانے والا ہو۔

امام بخاری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: **ارسلت الی الخلق کافة** ۔(بخاری)

میں تمام مخلوق الٰہی کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا۔

مفسرین نے فرمایا کہ "العالمین" میں تمام انبیاء کرام، فرشتے، جن، انسان، جمادات، نباتات اور حیوانات سب داخل ہیں اور حضور ﷺ ان سب کے نبی و رسول ہیں۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں فرمایا:

ہر کہ اللہ تعالیٰ پروردگار اوست
محمد ﷺ رسول اوست

ترجمہ: کہ جس چیز کا اللہ تعالیٰ رب ہے محمد مصطفےٰ ﷺ اسی کے رسول ہیں۔

اور جب حضور ﷺ ساری کائنات کے لئے ہادی و مرسل ہیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام بھی حضور ﷺ کے امتی ہوئے اور حضور ﷺ ان کے بھی نبی۔ اسی لئے

حضور ﷺ کو نبی الانبیاء کہا جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ محمد مصطفےٰ ﷺ ایسے شہنشاہ اور ایسے نبی و رسول ہیں کہ جن کے ایک امتی (یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام) کی ساری دنیا پر حکومت ہے اور مؤکلان شمس پر حکم جاری ہے۔

تو ہے وہ بادشاہ کون و مکاں کہ ملک ہفت فلک کے آن
تیرے سوالی سے شہ عرش ایوان تیری دولت کی دُعا کرتے ہیں

(2) اسی مذکورہ بالا تشریح سے یہ بھی ظاہر ہو گیا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سارے جنوں اور انسانوں کے بادشاہ تو تھے مگر سب کے نبی نہ تھے۔ کیونکہ ان کی نبوت ایک خاص قوم کے لئے تھی مگر حضور اکرم ﷺ ایسے شہنشاہ ہیں جو سارے انسانوں اور جنوں کے بھی بادشاہ ہیں اور ساری کائنات کے لئے نبی و رسول بھی ہیں

سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے
ہے اس اونچے سے اُونچا ہمارا نبی

(3) ازل سے ابد تک جس کسی کو جو بھی دولت و نعمت ملی ملتی ہے یا ملے گی سب کے بانٹنے اور تقسیم کرنے والے حضور ﷺ ہی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

انما انا قاسم والله یعطی ۔(بخاری) دیتا خدا ہے مگر تقسیم میں کرتا ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ سلطنت و حکومت دینے والا خدا ہے مگر تقسیم فرمانے والے محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضور اکرم ﷺ ایسے شہنشاہ ہیں کہ جنہوں نے دولتوں، نعمتوں کو تقسیم فرما کر حضرت سلیمان علیہ السلام کو شہنشاہ بنا دیا

لا و رب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی

(4) یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت، سلطنت، نبوت محدود ہے اور حضور ﷺ کی حکومت سلطنت، نبوت، رسالت، اقتدار و قدرت عام ہے۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام صرف دنیا کے بادشاہ ہیں اور حبیب خدا محمد مصطفےٰ ﷺ دنیا

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

وآخرت دونوں کے شہنشاہ ہیں اور آخرت کے تمام امور کی باگ ڈور حضور ہی کے دست اقدس میں ہے۔

فقط اتنا سبب ہے انعقاد بزم محشر کا
کہ ان کی شانِ محبوبی دکھائی جانے والی ہے

چنانچہ جب حشر برپا ہوگا تو اس دن سب سے پہلے حضور ﷺ ہی اپنی قبر سے باہر تشریف لائیں گے۔ آپ کو جنتی لباس پہنایا جائے گا اور سراپا اقدس ملائکہ کے نوری جلوس کے ہمراہ حضور میدانِ محشر میں جلوہ فرما ہوں گے۔ اور عرش کے دائیں جانب قیام کریں گے۔

لیس احد من الخلائق ان یقوم ذالك المقام۔
یہ وہ مقام ہوگا۔ جہاں کسی دوسرے کو کھڑے ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

پل صراط

وہ حضور ہی ہیں جو سب سے پہلے پل صراط کو عبور فرمائیں گے۔ اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گزرنے کا وقت ہوگا تو ایک منادی پکارے گا کہ:

یاایها الناس غضوا ابصارکم ونکسوا رؤوسکم۔
اے لوگو! اپنی آنکھیں بند کرلو اور اپنے سر نیچے کرلو۔
کیونکہ فاطمہ جو جنتی عورتوں کی سردار ہیں، جو حبیب رسول اللہ ﷺ ہیں وہ جنت کو تشریف لے جارہی ہیں۔

جنت کا دروازہ

وہ حضور ہی ہیں جو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور داروغۂ جنت عرض کرے گا۔

بك امرت ان لا افتح لاحد قبلك۔ مجھے حضور ﷺ ہی کے لئے حکم تھا کہ آپ ﷺ سے پہلے کسی کے لئے جنت کا دروازہ نہ کھولوں۔

جنت ودوزخ کی کنجیاں

وہ حضور ہی ہیں جن کے لئے عرصاتِ محشر میں جب کہ اولین وآخرین کا مجمع ہوگا عرش کے دائیں بائیں نور کے دو منبر بچھائے جائیں گے اور دوزخ وجنت کے خازن جنت ودوزخ کی کنجیاں حضور ﷺ کے سپرد کردیں گے اور عزت وکرامت کی کنجیاں حضور کے ہاتھ میں ہوں گی۔

اعزاز وعزت

وہ حضور ﷺ ہی ہیں جن کی ایک ممتاز حیثیت ہوگی۔ تمام انبیاء کرام حشر کے میدان میں چار پاؤں پر سوار ہوکر آئیں گے اور **ابعث علی البراق**۔ حضور براق پر جلوہ فرما ہوں گے۔

اور رضوان جنت صرف حضور ہی کی تعظیم کے لئے قیام کرے گا اور عرض کرے گا۔

لاافتح لاحد قبلك ولا اقوم لاحد بعدك۔ حضور ﷺ سے پہلے نہ کسی کے لئے جنت کا دروازہ کھولوں اور آپ کے بعد کسی کے لئے قیام کروں۔

حضور ﷺ کا تخت

وہ حضور ﷺ ہی ہیں کہ عرصاتِ محشر میں جن کا تخت سب کے تختوں سے اُونچا ہوگا۔

هووامته علی کریم فوق للناس۔
حضور اور آپ کی امت روزِ قیامت سب سے اُونچے مقام پر ہوگی۔
اور ہر نبی کے لئے ایک نور کا منبر ہوگا اور حضور ﷺ کے لئے سب سے زیادہ بلند نورانی منبر ہوگا۔ جس پر حضور تشریف فرما ہوں گے۔

دیدارِ باری تعالیٰ

وہ حضور ﷺ ہی ہیں جو سب سے پہلے دیدارِ باری تعالیٰ سے مشرف ہوں گے جب آپ منبر سے اتر کر جنت میں تشریف لے جائیں گے تو رب تعالیٰ تجلی فرمائے گا۔

ولم یتجلی لنبی قبله:
اور یہ تجلی حضور ﷺ سے پہلے کسی کے لئے نہ ہوگی۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دخولِ جنت

وہ حضور ہی ہیں جو سب سے پہلے جنت میں تشریف لے جائیں گے۔

الجنة حرام على الانبياء حتىٰ ادخلها وحرمت على الامم حتى تد خلها۔

اور حضور سے پہلے انبیاء کو اور حضور کی امت سے پہلے اور امتوں کو جنت میں داخلہ حرام ہوگا۔

شفاعتِ کبریٰ

وہ حضور ہی ہیں جن کے سر پر شفاعتِ کبریٰ کا تاج ہوگا اور سب سے پہلے حضور ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے۔ آدم سے لے کر مسیح کلمۃ اللہ تک سب کو اپنے اپنے نفس کی پڑی ہوگی۔ اور کوئی نبی حضور ﷺ سے پہلے شفاعت نہ کرے گا۔ جب لوگ انبیاء کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کی درخواست کریں گے تو سارے انبیاء کرام حضور کے سامنے اپنے عجز کا اظہار کریں گے اور فرمائیں گے۔

اذهبوا الى غيرى۔ کسی اور کے پاس جاؤ

کہیں گے اور نبی اذہبوا الیٰ غیری
میرے کریم کے لب پرانا لہا ہوگا

آخر لوگ تھکے ہارے معصیت کے مارے چاروں طرف سے امیدیں توڑے بارگاہ عرش جاہ بیکس پناہ خاتم دورۂ رسالت، فاتح بابِ شفاعت، محبوب باوجاہت مطلوب بلند عزت لجاء عاجزاں، دائے بیکساں، مولائے دو جہاں حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوں گے۔ اور اپنی مصیبت بیان کریں گے۔ حضور ﷺ فرمائیں گے۔

انا لها انا صاحبكم ۔

ہاں میں شفاعت کے لئے ہوں میں تمہارا صاحب ہوں ۔

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

کشتگان گرمی محشر کو وہ جانِ مسیح
آج دامن کی ہوا دے کر جلاتے جائیں گے
وسعتیں دی ہیں خدا نے دامنِ محبوب کو
جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے
سوختہ جانوں پہ وہ پر جوش رحمت آئے ہیں
آبِ کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

یہ ہی سماں ہوگا کہ ربّ العزت جل مجدہٗ فرمائے گا: **رضيتَ يامحمد** (ﷺ) اے محمد! کیا تم راضی ہو گئے۔

حضور ﷺ عرض کریں گے اے رب عزوجل میں راضی ہو گیا۔

سیادتِ مطلقہ

وہ حضور ہی ہیں جو قیامت کے دن سیّدِ مطلق ہوں گے۔ لواء الحمد حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا۔ عزت و کرامت دینا حضور کے بس میں ہوگا۔ خود فرماتے ہیں۔

آدم ومن سواه تحت لوائى ۔

اس دن آدم اور ان کے سوا جتنے ہیں وہ سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔

الكرامة المفاتيح يومئذ بيدى۔ اس دن عزت و کرامت کی کنجیاں میرے دستِ اقدس میں ہوں گی۔

آفتاب ان کا ہی چمکے گا سب اوروں کا چراغ
صرصرِ جوشِ بلا سے جھلملاتے جائیں گے

چنانچہ سیّدِ عالم نورِ مجسم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

انا سد الناس يوم القيمة وكنت امام الله ، وخطيبهم وصاحب شفاعتهم۔ (خصائص، جلد۲، صفحہ۲۲۳)

قیامت کے روز میں نبیوں کا امام ہوں اور تمام لوگوں کا سردار ہوں۔ میں ان کا خطیب ہوں اور میں ان کا شفیع ہوں گا۔

الغرض قیامت کا دن حضور ﷺ کی محبوبیت، مالکیت، شہنشاہیت کے اظہار

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

کا دن ہوگا۔ اس دن حضور ہی کی سلطنت ہوگی اور جو اختیار قدرت، عزت وعظمت، دبدبہ سطوت عرصات محشر میں آپ کو حاصل ہوگا۔ وہ کسی نبی ورسول کو نہ حاصل ہوگا۔

ٹوٹ جائیں گے گنہگاروں کے فوراً قید وبند
حشر کو کھل جائے گی طاقت رسول اللہ کی

﴿سلیمان علیہ السلام کی جنوں پر حکومت﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام جنات پر حاکم تھے۔ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

ومن الجن من یعمل بین یدیه۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ: اور مسخر کر دیئے ہم نے جنات میں سے کہ ان کے آگے کام کرتے ہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات سے مختلف قسم کی خدمت لی، بعض سے عمارتیں تعمیر کرائیں اور بعض کو غواصی کے کام پر مقرر کیا کہ سمندر سے موتی نکال کر لائیں۔ اور بعض کو ہتھیار اور برتن بنانے پر مامور فرمایا۔ اور جو جن شریر اور فسادی تھے، ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر قید کر دیا۔ جس کی تفصیل قرآن حکیم میں موجود ہے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا کہ آپ کو جنات پر بھی حکومت عطا فرمائی اور ملائکہ پر بھی۔ یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام جنات کے بادشاہ تھے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ جن اور ملائکہ دونوں کے شہنشاہ ہیں۔ چنانچہ اس کے ثبوت میں چند احادیث ملاحظہ فرمایئے۔

جنوں پر حضور ﷺ کی حکومت﴾

خطیب حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور کے ہمراہ تھے کہ ناگاہ ایک بہت بڑا سیاہ رنگ کا اژدہا آیا اور اس نے اپنا سر حضور ﷺ کے کانوں کے قریب کیا اور حضور ﷺ نے اس کے کان میں کچھ فرمایا۔ پھر وہ اژدہا غائب ہوگیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا: **ھذا وافد الجن نسوا سورۃ فارسلوہ الی۔**

یہ جنوں کا قاصد تھا۔ وہ قرآن کی ایک سورت بھول گئے تھے۔ جنات نے اس کو میرے پاس پوچھنے کے لئے بھیجا تھا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں۔ پھر ہم ایک گاؤں میں پہنچے۔ گاؤں والے حضور ﷺ کی خدمت میں ایک مجنوں لڑکی جو چاند کا ٹکڑا تھی لے کر حاضر ہوئے۔ یہ لڑکی آسیب زدہ تھی۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ: **ویحك انا محمد رسول الله ﷺ خل عنها فنقبت واستحیت ورجعت صحیحة۔** (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۳۰)

میں اللہ کا رسول ہوں اس کو چھوڑ دے۔ وہ لڑکی پھڑ پھڑائی اور اس نے حیا کی اور بالکل تندرست ہو کر لوٹی۔

﴿حضور علیہ السلام نے جنات کی خوراک مقرر فرمائی﴾

ابو نعیم ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ جنات کے ایک وفد نے حضور کے پاس چند یوم قیام کیا جب یہ وفد اپنے شہر جانے لگا تو انہوں نے حضور سے کھانے کی درخواست کی حضور ﷺ نے فرمایا:

اذھبوا فکل عظم مرر تم به فھوا لکم لحما غریضا وکل روث مرر تم فھوا لکم تم۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۱۰)

جاؤ جس ہڈی کو تم پاؤ گے۔ اس پر تمہارے لئے تازہ گوشت پیدا ہو جائے گا۔ اور گوبر تمہارے لئے کھجوریں بن جائیں گی۔

امام ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ سے راوی کہ ہم ایک سفر میں حضور ﷺ کے ہم رکاب تھے۔ راستہ میں حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ استنجے کے لئے پتھر تلاش کرو۔ لیکن ہڈی اور گوبر نہ لانا۔ ابو ہریرہ نے عرض کیا۔ حضور ﷺ ہڈی اور گوبر کا کیا حال ہے فرمایا:

جاء نی وفد جن فسالونی الزاد فدعوت لھم ان لا یمر بعظم ولا روث الاوجد وہ علیه طعاما۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۲۹)

میرے پاس جنات کا وفد آیا تھا۔ انہوں نے مجھ سے خوراک کے متعلق سوال کیا تو میں نے ان کے لئے دعا فرما دی کہ ہڈی اور گوبر پر ان کے لئے کھانا موجود ہو جائے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابو نعیم زبیر ابن عوام سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

فانهم سا، لونی الزاد فجعلت لهم كل عظم وروث۔

جنات نے مجھ سے اپنی خوراک کے متعلق سوال کیا تو میں نے ہڈی اور گوبر ان کی خوراک مقرر کردی۔

حضور ﷺ نے جنات کے رہنے کی جگہ مقرر فرمائی

امام ابو نعیم کثیر ابن عبداللہ سے راوی کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان جن اور کافر جن میں جھگڑا ہوا اور وہ اپنا مقدمہ میرے حضور لائے اور عرض کی کہ ہمارے رہنے کی جگہ مقرر فرما دیجئے۔

فاسكنت المسلمين الجلس والمشركين الغور۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۳۰)

میں نے مسلمان جن کی سکونت کی جگہ جلس اور کافر جن کے لئے غور کو مقرر فرما دیا۔

کثیر ابن عبداللہ کہتے ہیں۔ جلس سے مراد پہاڑ اور گاؤں ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ جلس کے رہنے والے جن مسلمان ہیں اور غور سے مراد وہ مقام ہے جو پہاڑوں اور سمندروں کے درمیان ہے۔ غور کے رہنے والے جن کافر ہیں۔

جنوں کا اسلام لانا

مخلوقات الٰہی کی ایک صنف کا نام جن ہے۔ اہل لغت کہتے ہیں کہ عربی میں جن کا لفظ جن سے مشتق ہے۔ اس کے معنی چھپنے یا چھپانے کے ہیں۔ چونکہ یہ مخلوق عموماً انسانوں کی آنکھوں سے مستور رہتی ہے۔ اس لئے ان کو جن کہتے ہیں۔ جن کے وجود کا انکار کفر ہے۔

قرآن کریم سے ان کا وجود ثابت ہے۔ قرآن نے یہ بھی بتایا کہ ان کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے۔

خلق الجآن من مارج من نار خدا نے جن آگ سے پیدا فرمائے۔

جنوں میں مرد اور عورت ہوتے ہیں۔ ان میں سلسلہ توالد بھی جاری ہے۔ ان میں مسلمان اور کافر بھی ہیں ان کی قوت انسان سے زائد ہے۔

یہ مسجدوں میں آ کر نماز بھی پڑھتے ہیں اور حج بھی کرتے ہیں۔ ان کی خوراک

گوبر اور ہڈی ہے ان میں شریف اور شریر بھی ہوتے ہیں۔ وہابی اور مرزائی بھی ہیں۔ اکثر شریر جن ہی انسان کو ستاتے ہیں۔

یہ ہماری طرح کپڑے پہنتے ہیں۔ اکثر اوقات سپید رنگ کے کپڑے پہنے یا سیاہ کتے یا سیاہ سانپ کے روپ میں دکھائی بھی دیتے ہیں۔ جنات مکلف ہیں۔ خود رب العزت فرماتا ہے:

ماخلقت الجن والانس الاليعبدون۔

ہم نے جن اور انسان عبادت کے لئے پیدا کئے ہیں۔

جنات سے بھی انسانوں کی طرح قیامت میں سوال و جواب ہوں گے۔ کافر جن دوزخ میں اور مسلمان جن جنت میں جائیں گے۔ جنات انسان سے افضل نہیں یہی وجہ ہے کہ جن نبی نہیں ہوتا۔

ستارہ ہائے آسمانی میں انقلاب

اسلام سے پہلے عرب میں جنوں کا تسلط تھا۔ لوگ ان کی پوجا کرتے تھے۔ بت خانوں کے عاملوں اور کاہنوں سے ان کی دوستی ہوتی تھی۔ اور یہ ان کو غیب کی خبریں بتایا کرتے تھے۔ جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ جب کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو ملاء اعلیٰ میں اس کا ذکر فرماتا ہے۔ ملاء اعلیٰ والے اپنے نیچے کے فرشتوں میں اس کا ذکر کرتے۔ اور اس طرح درجہ بدرجہ ہر آسمان کے فرشتوں کو اس کا علم ہو جاتا ہے یہاں تک کہ آخری آسمان تک بات پہنچتی ہے۔ جہاں سے نیچے دنیا کی سرحد شروع ہوتی ہے۔

اسی آخری آسمان سے جن چھپ چھپا کر فرشتوں کی باتیں سن کر اور سو جھوٹ ملا کر کاہنوں کو بتاتے اور کاہن اس میں اور اضافہ کرکے انسانوں میں مشتہر کر دیتے تھے۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نبوت سے سرفراز ہوئے تو ستارہ ہائے آسمانی میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا۔ اور جن و شیاطین اوپر چڑھنے سے روک دیئے گئے۔ کیونکہ جب شیاطین اپنی سرحد سے بڑھ کر فرشتوں کی باتیں سننا چاہتے

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تو فوراً ایک چمکتا ہوا تارہ شہاب ثاقب ٹوٹ کران پر گرتا۔ اور جن کوئی آسمانی بات نہ سن سکتے۔ چنانچہ اسی کا ذکر قرآن حکیم کی مختلف سورتوں میں آیا ہے۔

جب ٹوٹنے والے ستاروں کی بھر مار ہوگئی اور کاہنوں کی خبر رسانی کے ذرائع مسدود ہو گئے۔ تو آسمان کے اس انقلاب نے جنوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ سب نے کہا کہ یقیناً روئے زمین پر کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے۔ جس کے سبب ہم آسمان تک نہیں پہنچ سکتے۔ آخر جنوں کی کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ ساری دنیا کا گشت لگانا چاہیے۔ اور اس اہم واقعہ کو معلوم کرنا چاہیے۔ چنانچہ جنوں کے ایک وفد نے یہ کام شروع کر دیا۔ اور روئے زمین کو چھان ڈالا۔

ادھر حضور ﷺ قبائل میں دورہ کر کے تبلیغ اسلام فرما رہے تھے اور اسی تقریب سے عکاظ کے میلہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں رات کے وقت مقام نخلہ میں قیام ہوا۔ اور صبح کے وقت حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ہمراہ نماز میں معروف تھے۔ اور قرآن کی آیتیں جہر کے ساتھ تلاوت فرما رہے تھے۔ اتفاق سے جنوں کی ایک جماعت جو تفتیشِ حال کے لئے تہامہ کی طرف سے آئی تھی۔ اس کا اس مقام پر گزر ہوا۔

جب جنوں کے اس جماعت نے حضور ﷺ کی مبارک زبان سے قرآن کی آیتیں سُنیں تو یک بار پکار اٹھی۔

هذا والذی حال بینکم وبین خبر السماء ۔(بخاری،خصائص جلد ۱،صفحہ ۱۲۷)

کہ یہی وہ نور حق ہے جو درخشاں ستاروں میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اور جس کے سبب ہم آسمان تک نہیں پہنچ سکتے۔

قرآن کی آیتیں سن کر جنوں کی یہ جماعت اپنی قوم کی طرف واپس لوٹی اور ان کو خاتم نبوت کے ظہور کی بشارت سنائی اور کہا کہ:

انا سمعنا قرآنا عجبا یهدی الی الرشد فامنابه ولن نشرك بربنا احدا ۔(قرآن حکیم)

ترجمہ: ہم نے عجیب و غریب کتاب الٰہی سنی جو ہدایت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ ہم اس پر ایمان لائے اور اب ہرگز خدا کا کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

اس واقعہ کے بعد سے جنوں کے اسلام لانے کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اور فوج در فوج جنات دربار رسالت میں حاضر ہو کر اسلام لائے جن کا ذکر متعدد احادیث میں موجود ہے۔ یہاں ہم دو حدیثیں ذکر کر کے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

امام مسلم و احمد ترمذی میں حضرت علقمہ سے راوی انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے لیلۃ الجن کے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ شب کو ہم نے حضور کو نہ پایا۔ اور حضور کے اس طرح غائب ہو جانے نے ہم کو اضطراب و قلق میں مبتلا کر دیا۔ اور یہ رات بڑی، بے چینی سے بسر ہوئی۔ صبح کو ہم نے دیکھا کہ حضور غار حرا کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں۔ ہمارے استفسار پر حضور ﷺ نے فرمایا:

اتانی داعی الجن فاتیتهم فقرات علیهم فانطلق فار انا آثار نیرا نهم ۔(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۱۲۷)

رات جنوں کا قاصد آیا۔ میں اس کے ساتھ گیا۔ میں نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد حضور ﷺ ہم سب کو اس مقام پر لے گئے اور وہاں جنوں کے آگ جلانے کے نشانات دکھائے۔

امام ابو نعیم حضرت ابن مسعود سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ مقام براز میں پہنچا۔ اور اس جگہ آپ نے ایک خط کھینچ کر فرمایا۔ یہاں بیٹھ جا۔ میں ساری رات وہاں بیٹھا رہا۔ صبح کو حضور ﷺ تشریف لائے میں نے عرض کی۔ حضور یہ آوازیں کیسی تھیں۔ فرمایا:

هذه اصواتهم حین ودعونی وسلموا علی ۔(خصائص جلد ۲، صفحہ ۱۳۹)

یہ جنوں کی مجھے سلام کرنے اور وداع کرنے کی آوازیں تھیں۔

﴿حضور علیہ السلام نے جنوں کے مقدمہ کا فیصلہ فرمایا﴾

امام ابو نعیم و طبرانی حضرت ابن مسعود سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ میں پانی کا لوٹا لے کر حضور کے ساتھ ہوا۔ جب میں مکہ سے آگے پہنچا تو مجھے کچھ پرچھائیاں ایک جگہ اکٹھی نظر آئیں۔ حضور ﷺ نے زمین پر ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ میرے آنے

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تک تم یہیں بیٹھے رہو۔ جب حضور ﷺ آگے بڑھے تو میں نے دیکھا وہ پرچھائیاں آپ کی طرف چلیں اور آپ ان کے ساتھ بیٹھ کر دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔ جب فجر کا اجالا ہوا۔ حضور تشریف لائے نماز فجر پڑھی۔ پھر میں نے عرض کی حضور ﷺ یہ کون لوگ تھے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا:

هولا ء جن نصيبين جا ء وني يختصمون الى فى امور كانت بينهم ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۱۲۸)

یہ شہر نصیبین کے جن تھے اپنے کچھ نزاعی معاملات میرے پاس فیصلہ کے لئے لائے تھے۔

﴿شیطان پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت﴾

بیہقی حضرت ابن مسعود سے راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ شیطان میرے قریب سے گزرا۔ میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور گلا گھونٹا یہاں تک کہ شیطان کی زبان کی ٹھنڈک میرے ہاتھوں نے محسوس کی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر سلیمان علیہ السلام دعا نہ کرتے تو میں اس کو مسجد کے ایک ستون سے باندھ دیتا۔

لينظر اليه ولدان اهل المدينه ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۶۶)

اور مدینہ کے بچے اس کو دیکھتے۔

ناظرین! ان احادیث سے روشن ہوگیا کہ قوم جن حضور ﷺ کی محکوم ہے اور تمام جنات پر حضور ﷺ کی حکومت و سلطنت ہے یہی وجہ ہے کہ جنات اپنے مقدمات کا فیصلہ حضور ﷺ سے کراتے ہیں۔ اور ہر معاملہ میں حضور ﷺ سے پوچھتے ہیں۔ اور آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔

﴿حورانِ بہشتی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قبضہ﴾

ابن عساکر حضرت ابن مسعود سے راوی کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اسلام لانے کے فوراً بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ غسل و کفن کے بعد جب دفنانے کا وقت آیا۔ تو حضور ﷺ ان کی قبر میں تشریف لے گئے۔ اور کچھ دیر

کے بعد باہر تشریف لائے اور فرمایا:

لقد نزلت من الحور العين كلهن يقلن يارسول الله زوجنا له فما خرجت حتى زوجته سبعين حوراً ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۹۹)

کہ ابھی حورانِ بہشتی آئیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس شخص کے ساتھ ہمارا نکاح کر دیجئے۔ تو میں نے ستر حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔

اس حدیث سے روشن ہوگیا کہ بہشتی حوریں بھی حضور ﷺ کی ملک میں ہیں۔ اور آپ کو یہ اختیار ہے کہ جس مسلمان کا چاہیں بہشتی حور سے نکاح کر دیں۔ اسی لئے علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

هذا الحديث ان له ان يزوج من شاء من المؤمنين من حور العين ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۹۹)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کو یہ اختیار ہے کہ جس مسلمان کا چاہیں جنتی حور سے نکاح کر دیں۔

﴿ہوا تابعدار﴾

سلیمان علیہ السلام کی ہوا تابعدار تھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولسليمان الريح غدوها شهر و رواحها شهر ۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ: ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا۔ اس کی صبح کی منزل ایک ماہ اور شام کی منزل ایک ماہ کی راہ بنایا۔

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ہوا چلتی تھی۔ اور ایک ماہ کی منزل ساعتوں میں طے کرتی تھی۔ لیکن سید المرسلین امام النبیین ﷺ کی نرالی شان ہے آپ کو ہوا سے زیادہ تیز گام بجلی سے زیادہ سبک خرام براق برق عطا ہوا ۔ جس کی سرعت جس کی تیزی اور رفتار اس بلا کی تھی کہ حدِ نظر پر اس کا دوسرا قدم پڑتا تھا۔

شب معراج اسی براق پر حضور ﷺ سوار ہوئے اور آپ نے بیت المقدس جو ایک ماہ کی راہ ہے اور وہاں سے آسمانوں تک جو پچاس ہزار برس کی مسافت ہے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

اور آسمانوں سے سدرۃ المنتہیٰ عرش کرسی پہ پہنچے۔ جس کی مسافت وبعد کو کوئی نہیں جانتا۔ حضور ﷺ نے یہ منازل براق پر طے کئے اور خطۂ سموات کا یہ عظیم الشان سفر رات کے تھوڑے حصہ میں طے فرمایا

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
ایک دَم میں بر عرش گئے آئے محمد ﷺ

سبحان اللہ وہ تختِ سلیمان تھا۔ جو دنیا کا چکر لگاتا تھا۔ یہ براق نبی ہے جو سدرہ تک پہنچاتا ہے۔ وہ مرکب سلیمان تھا جس کو ہوا اڑاتی اور ایک ماہ کی منزل آدھے دن میں طے کرتی تھی۔ یہ براقِ رسول ﷺ ہے جو پچاس ہزار برس کی راہ آنِ واحد میں طے کرتا ہے۔

وہ حضرت سلیمان تھے جو روئے زمین کے عجائب دیکھتے تھے۔ یہ محبوب ربّ العالمین ہیں۔ جو زمین وآسمان، لوح وقلم، عرش کرسی، سدرۃ المنتہیٰ حتیٰ کہ حریم خلوت گاہ قدس میں پہنچ کر عجائبات ایزدی کا مشاہدہ کرتے ہیں

طور پر کوئی کوئی چرخ پہ یہ عرش سے پار
سارے بالاؤں سے بالا رہی بالائی دوست

﴿حضور ﷺ کی ہوا پر حکومت﴾

غزوہ خندق جو اسلامی تاریخ میں سب سے اہم اور نہایت ہی خطرناک جنگ تھی۔ جس میں کافروں کی چوبیس ہزار فوج نے تین حصوں میں منقسم ہو کر مدینہ پر اس زور سے حملہ کیا تھا کہ مدینہ کی زمین دہل گئی۔ ایسے نازک موقع پر اللہ عزوجل نے ہوا سے حضور ﷺ کی مدد ونصرت فرمائی اور ہوا نے لشکر کفار کو تہ وبالا کر دیا۔

امام ابو نعیم حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ خندق کے دن اس زور کی ہوا چلی کہ طوفان آ گیا۔ کافروں کی فوج کے خیمے اکھڑ گئے۔ اور ان کے دیگچے چولہوں پر سے الٹ گئے۔ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا:

نصرت بالصبا، وھلکت عاد بالدبور۔ (خصائص جلد ۱، صفحہ ۲۳۰)

میں مشرق کی ہوا کے ساتھ مدد دیا گیا اور قوم عاد مغربی ہوا سے ہلاک ہوئی۔

اس حدیث سے ظاہر ہو گیا کہ اگر سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا مسخر تھی تو حضور ﷺ کے لئے بھی ہوا مسخر کر دی گئی۔ جس نے لشکر کفار کو تباہ وبرباد کر دیا۔

﴿حضرت سلیمان علیہ السلام کا ایک سفر﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام کا سفر بڑی شان وشوکت سے ہوتا تھا۔ وحوش وطیور، جن وانسان کی کثیر تعداد آپ کے ہمراہ ہوتی تھی۔ پرندے اپنے پروں سے آپ پر سایہ کرتے تھے۔

ایک سفر کا واقعہ ہے کہ آپ شام سے یمن کی جانب تشریف لے جا رہے تھے۔ حسب معمول جن وانس وحوش وطیور کا لشکر آپ کے ہمراہ تھا۔ یہ لشکر بارہ ہزار مربع میل زمین پر تھا۔ اثنائے سفر میں شام کے ایک جنگل سے آپ کا گزر ہوا۔ اس جنگل میں چیونٹیوں کی کثرت تھی۔ جو سارے جنگل میں پھیلی ہوئی تھیں۔ ابھی لشکر سلیمانی اس جنگل سے تین میل کے فاصلہ پر تھا کہ چیونٹیوں کے بادشاہ نے کہا:

یاایھا النمل ادخلوا مساکنکم لایحطمنکم سلیمان وجنودہ وھم لایشعرون۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ: اے چیونٹیو! اپنے سوراخوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان اور اس کا لشکر تمہیں بے خبری میں کچل نہ ڈالے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کے فاصلے سے چیونٹی کی آواز کو سنا۔

فتبسم ضاحکامن قولھا۔ (قرآن)

ترجمہ: اور چیونٹی کی اس بات کو سن کر آپ مسکرا کر ہنسے۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس سفر سے کئی باتیں معلوم ہوئیں کہ:

(۱) حضرت سلیمان علیہ السلام کی سلطنت انسان اور دیگر مخلوقات پر تھی اور زمین کی جاندار چیزیں ان کی رعایا تھیں۔

مگر سید المرسلین ﷺ کا اعزاز دیکھئے کہ زمین وآسمان، عرش وفرش کی جاندار اور بے جان چیزیں آپ کی امت اور رعایا ہیں اور ساری مخلوق الٰہی پر حضور ﷺ کی

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سلطنت ہے۔ جس کی ایک جھلک آپ حضرت داؤد علیہ السلام کے تذکرہ میں دیکھ چکے ہیں۔

(۲) حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی گفت کو سمجھ لی۔ معلوم ہوا کہ آپ حیوانات کی بولی جانتے تھے مگر حضور اکرم ﷺ کی نرالی شان ہے جانور تو در کنار حضور ﷺ پتھر اور لکڑی کی بولی بھی سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ استن حنانہ سے حضور ﷺ نے گفتگو فرمائی۔ ہرن نے قید ہو جانے کی شکایت کی۔ اونٹ فریادی بن کر آیا۔ چڑیا نے دستگیری چاہی۔ جنوں نے آپ سے کلام کیا۔ لوگوں نے جانوروں کی شکایت حضور ﷺ سے کی۔ جس کی تفصیل تسخیر طیور میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

(۳) چیونٹی نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظمت کو پہچانا اور انہیں معصوم جانا۔ اس لئے کہا وھم لا یشعرون، کہیں لشکرِ سلیمان بے خبری میں ہمیں پامال نہ کر دے۔ گویا حضرت سلیمان علیہ السلام کو جانداروں نے پہچانا۔ لیکن سید عالم ﷺ کو چاند، سورج، سوکھی لکڑی، حجر و شجر غرض کہ ساری کائنات نے پہچانا اور معصوم جانا۔ چنانچہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں اونٹ، ہرن، چڑیا، جن، انسان، فرشتہ، جنگلی، درندوں کا شکایت کرنا، فریادی بن کر آنا۔ اس کا کھلا ثبوت ہے نیز اس کی تفصیل تسخیر طیور، تسخیر جبال میں گزر چکی ہے۔

(۴) حضرت سلیمان علیہ السلام کے اس سفر سے چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ آپ نے تین میل کے فاصلہ سے چیونٹی کی آواز کو سن لیا۔ مگر ان کانوں کے قربان جنہوں نے اپنی والدہ کے شکم اطہر میں قلم قدرت کے چلنے کی آواز کو سن لیا۔ امام بیہقی حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

واسمع وجبته حین تسجد تحت العرش۔

میں زمانہ شیر خواری میں چاند کے زیرِ عرش سجدہ کرنے کے دھماکہ کو سنتا تھا۔

اس حدیث سے روشن ہو گیا کہ حضور ﷺ نے چاند کے زیرِ عرش سجدہ کی آواز کو سنا۔ جو ہزاروں برس کے فاصلہ کی آواز تھی۔ معلوم ہوا کہ وہ حضرت سلیمان علیہ السلام تھے جو تین میل کے فاصلہ کی آواز سن لیتے تھے۔ اور یہ محبوب رب العالمین (عزوجل و ﷺ) ہیں جو ہزاروں برس کے فاصلے کی آواز سن لیتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

﴿ہُدہُد سلیمان علیہ السلام﴾

حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت بہت وسیع تھی۔ جن وانس اور پرند۔۔۔ آپ کے لشکری تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے شام سے حجاز کا سفر کیا۔ مکہ معظمہ میں قیام فرمانے کے بعد یمن جانے کا ارادہ کیا۔ اور مقام صنعاء پر قیام فرمایا۔ یہاں آپ کو پانی کی ضرورت ہوئی ہدہد پرندہ جس کے سپرد یہ خدمت تھی کہ پانی کے مواقع کی جستجو رکھے اور جس وقت پانی کی ضرورت ہو وہ بتائے۔ لیکن ہدہد اس وقت غائب تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جلال آیا اور فرمایا:

مالی لا اری الھدھد۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ: میں ہدہد کو نہیں پاتا۔

اگر اس نے اپنی غیر حاضری کی کوئی معقول وجہ بیان نہ کی تو میں اس کو سخت عذاب دوں گا۔ اتنے میں ہدہد ڈرتا جھجکتا حاضر دربار ہوا۔ اور بلقیس ملکہ سبا کی ملکہ کی خبر لے کر آیا۔ جس کی تفصیل تفاسیر میں موجود ہے۔

﴿مَاءُ الفَرَسُ﴾

اس واقعہ سے حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظمت و رفعت کا اظہار ہو رہا ہے کہ آپ کی ایسی جہانگیر حکومت تھی کہ انسانوں سے تجاوز کر کے جن و طیور تک پہنچ گئی تھی۔ اب ایک واقعہ حضور ﷺ کے غلاموں کا بھی سن لیجئے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ تھا۔ آپ نے حضرت عقبہ نافع فہری کو افریقہ کا گورنر بنا کر بھیجا۔ حضرت عقبہ کو افریقہ کے مختلف سفروں میں ایک ایسے مقام پر قیام کا اتفاق ہوا جہاں دور دور تک پانی کا نشان نہ تھا۔ ادھر لشکر میں پانی ختم ہو گیا تھا اور لشکری مارے پیاس کے بے تاب ہو رہے تھے۔ جب پیاس کی شدت لشکر کی ہلاکت کا سبب بننے لگی تو حضرت عقبہ سخت مضطرب ہوئے۔ آخر بارگاہ رب العلمین میں دعا کی۔ آپ ابھی دعا

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ آپ کے گھوڑے نے سُم سے زمین کو کریدنا شروع کر دیا۔ اور زمین سے ایک صاف پتھر ظاہر ہوا۔ جس سے ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔

حضرت عقبہ نے لشکر کو اطلاع دی۔ چاروں طرف سے پیاسے اس چشمہ پر لوٹ پڑے اور سب نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ اور گڑھے کھود کر پانی جمع کر لیا۔ اس روز سے یہ مقام ماءالفرس کے نام سے موسوم ہو گیا۔

کہنے کو تو یہ معمولی بات ہے کہ گھوڑے کے سُم سے پانی جاری ہو گیا۔ مگر وہ لوگ جو راسخ الایمان ہیں۔ اور مذہب کی تاثیر سے واقف ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ اسباب کے احاطے سے باہر بھی ایک ایسی قوت ہے جس کے اشارہ پر اسباب حرکت کرتے ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور خرق عادات کے ظہور کو ممکن الوقوع جانتے ہیں۔ وہ سمجھ سکتے ہیں۔ یہ واقعہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ہد ہد اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کی نظیر ہے۔ جس طرح سلیمان علیہ السلام کے لئے ہد ہد پرندہ پانی کی اطلاع دیتا تھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے غلاموں میں ایسے افراد پیدا کر دیئے جن کے لئے گھوڑے نے پانی کی اطلاع دے دی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء میں زمین میں پانی جاری کرنے کی طاقت تھی۔ اور ہمارے حضور ﷺ کے غلاموں کے گھوڑوں کے سموں نے زمین سے چشمے بہا دیئے۔

فرق صرف اتنا ہے کہ اس کا ظہور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے ہوا اس لئے اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ اور اس کا ظہور حضرت عقبہ کی دُعا سے ہوا۔ جو نبی نہ تھے اس کا نام کرامت ہے۔ اور ولی اللہ کی کرامت بھی نبی علیہ السلام کے معجزہ کی ترجمان ہوتی ہے۔

﴿حضرت زکریا علیہ السلام اور شافع روز جزاء ﷺ﴾

معجزہ زکریا علیہ السلام﴾

ابتداء حضرت زکریا علیہ السلام حضرت ۷۰ آدمیوں کو اپنے ساتھ لے کر بیت المقدس میں تورات لکھا کرتے تھے۔ تو یہودیوں نے اعتراض کیا کہ زکریا علیہ السلام اگرچہ

دعویٰ نبوت میں سچے ہیں۔ تو ان کو تورات لکھنے کی حاجت نہ ہوتی تو حضرت جبریل روح الامین علیہ السلام نے یہود کے اس اعتراض سے مطلع کر دیا۔ اور عرض کی کہ اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوں اور قلم کو حکم فرما دیں کہ اللہ کریم کے حکم سے لکھ۔ زکریا علیہ السلام کھڑے ہو گئے۔ اور قلم کو تورات لکھنے کا حکم فرمایا۔ تو قلم نے لکھنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اس نے تورات کی بارہ سورتیں لکھیں۔ یہود نے جب یہ معجزہ دیکھا تو دولتِ ایمان سے مشرف ہو گئے۔

معجزات مصطفیٰ ﷺ﴾

فخر الانبیاء بادشاہ ہر دوسرا، احمد مجتبیٰ ﷺ نے مشرق کی جانب لکھنے کا ارادہ فرمایا۔ مگر منشاء کے مطابق کوئی خط نہ لکھ سکا۔ تو جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ قلم کو لکھنے کا حکم فرمائیں۔ آپ ﷺ نے جب قلم کو حکم فرمایا تو اُس نے لکھنا شروع کر دیا۔ اور وہ سارا خط نبی پاک ﷺ کی حسب منشاء تھا۔ جو مخالف وہاں تھے انہوں نے کہنا شروع کر دیا۔ کہ کھلا جادو ہے۔

تبصرہ﴾

حضور نبی پاک ﷺ امی تھے لیکن بطور معجزہ آپ لکھتے بھی تھے اور پڑھتے بھی تھے۔ تفصیل کے لئے دیکھئے فقیر کا رسالہ "پڑھے لکھے امی"۔

معجزہ زکریا علیہ السلام﴾

حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ مریم رضی اللہ عنہا کی کفالت کرنے پر جب خدام بیت المقدس کے درمیان تنازعہ ہوا تو اس وقت حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم پانی میں تیرتا رہا۔ تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ فاقوذ کی بیٹی حضرت عمران بن ماثان کی زوجہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نانی جان، حضرت ہارون صاحبزادوں (جو کہ احبار علماء اور بیت المقدس کے خدام بھی تھے) جیسا کہ خانہ کعبہ کے خدام کے پاس سیدہ طیبہ مریم علیہا السلام کو ان کے پیدا ہونے پر کپڑے میں لپیٹ کر لے آئیں۔ اور کہا کہ اس کی میں نے منت مانی ہوئی تھی۔ اس کو قبول کر لو۔ حضرت نانی مریم علیہا السلام چونکہ ان کی صاحبزادی تھیں جو کہ بنی اسرائیل کے علماء اور سردار تھے۔ ان وجوہات کی بناء پر ہر ایک خادم اپنی کفالت میں لینے کا خواہش مند تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فرمایا کہ اس کی کفالت کا حقدار میں ہوں۔ آخر کار متفقہ فیصلہ ہوا کہ قرعہ ڈالا جائے۔ کل چھبیس (26) خدام تھے۔ سب ایک نہر پر جمع ہو کر اپنے قلم دریا میں ڈالیں پس ہر ایک نے اپنے اپنے نام کا قلم دریا میں ڈال دیا۔ سب کے قلم پانی میں ڈوب گئے مگر حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم تیرتا رہا۔ اور حضرت مریم (رضی اللہ عنہا) کی کفالت آپ کے سپرد ہوئی۔

معجزات مصطفےٰ ﷺ

رسول کریم ﷺ سے کفار کی ایک جماعت نے معجزہ دیکھنے کا اصرار کیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے پانی میں ہر ایک اپنا اپنا نیزہ ڈالے۔ سب نے اپنے اپنے نیزے ڈالے۔ اور سب کے نیزے پانی میں بہہ گئے۔ مگر رسول کونین ﷺ کا نیزہ نہ بہا۔ بعض کافر یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لے آئے۔

معجزہ زکریا علیہ السلام

جب یہود نے حضرت زکریا علیہ السلام کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو آپ سے درختوں نے واضح الفاظ میں کلام کیا اور عرض کیا کہ آپ ہمارے اندر چھپ جائیں۔ پس درختوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو اپنے اندر چھپا لیا۔

معجزات مصطفےٰ ﷺ

غزوہ اُحد کے روز شجروں اور حجروں نے اپنے اندر چھپ جانے کے متعلق عرض کیا۔ درختوں کی غلامی مصطفےٰ ﷺ کے واقعات گذر چکے ہیں۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام اور محمد مصطفےٰ ﷺ

معجزہ یحییٰ علیہ السلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام کا ایک معجزہ تھا۔ حضرت نے جب پتھر میں اپنے جسم کو کفار کی وجہ سے چھپایا۔ کفار کا اس پتھر نے آپ کی طرف سے دفاع کیا۔ اور اُن سے لڑائی کی۔ یہاں تک کہ کفار کو شکست ہوئی۔

معجزات مصطفےٰ ﷺ

جب ابوسفیان حالتِ کفر میں اور اس کے پیروکار نے حبیب کردگار مدنی تاجدار

ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنے آپ کو ایک پتھر میں چھپا لیا۔ اور پتھر نے کفار سے لڑائی لڑی اور کافر شکست کھا گئے۔ اس پر تین کافروں نے اسلام قبول کیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور احمد مجتبیٰ ﷺ

(۱) معجزہ عیسیٰ علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے آپ کا بچپن میں جھولے میں کلام کرنے کا معجزہ ذکر فرمایا ہے:

تکلم الناس فی المھد وکھلا۔

یعنی تو لوگوں سے باتیں کرتا پالنے میں اور پکی عمر میں۔

(۱) معجزہ مصطفیٰ ﷺ

سید المرسلین ﷺ جب والدہ ماجدہ سیدہ طیبہ طاہرہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم اطہر سے پیدا ہوئے تو آپ نے اپنی زبان مبارک سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فرمایا۔

(۲) معجزہ عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سام بن نوح، شداد بن عاد، ماثان بن مالاں، بنی اسرائیل کا بچہ۔ ان چاروں مُردوں کو زندہ فرمایا۔

(۳) معجزہ عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب مسیح تھا کیوں کہ آپ جب کسی مریض پر اپنا دستِ رحمت پھیرتے تو وہ اسی وقت صحت مند ہو جاتا۔

(۴) معجزہ عیسیٰ علیہ السلام

آپ مٹی لے کر پرندہ کی شکل بنا کر اس پر پھونک مارتے تو باذنِ الٰہی زندہ ہو جاتا اور اڑنے لگتا۔

(۵) معجزہ عیسیٰ علیہ السلام

جو کچھ لوگوں نے اپنے گھروں میں کھایا ہوتا اور جو کچھ چھپایا ہوتا تو آپ لوگوں کو بتا دیتے تھے۔ ان جملہ معجزات کا ذکر قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں فرمایا ہے:

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

انی قد جئتکم بایۃ من ربکم انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیہ فیکون طیرا باذن اللہ وابری الاکمہ والا برص واحی الموتیٰ باذن اللہ وانبئکم بما تاکلون وما تدخرون فی بیوتکم ۔

ترجمہ: میں تمہارے پاس ایک نشانی لایا ہوں تمہارے رب کی طرف سے کہ میں تمہارے لئے مٹی کی ایک صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرندہ ہوجاتی ہے اللہ کے حکم سے اور شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے کو جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے اور جو اپنے گھروں میں رکھتے ہو۔

﴿معجزاتِ مصطفیٰ ﷺ فی احیاء الموتیٰ﴾

(۱) شفیع المذنبین رحمۃ اللعالمین ﷺ سے بھی معجزات کا اظہار ہوا۔ سرورِ کائنات ﷺ نے بھی اپنے صحابی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادوں کو جو فوت ہوگئے تو باذن اللہ زندہ فرمایا۔ انصار کے اس لڑکے کو جس کی والدہ نے ناراض ہوکر اسے عاق کردیا تھا۔ اور ناراضگی کی وجہ سے اس کو عذاب ہورہا تھا۔ آپ نے اُس لڑکے کو زندہ کیا پھر اس کی والدہ اس سے راضی ہوئی اور پھر لڑکا عذاب سے نجات پاکر مرگیا۔ بنو سعد کے قبیلہ کے بچے کو زندہ فرمایا۔ بنوزمان قبیلہ کا آدمی جو اُونٹ کے مرنے کی وجہ سے رو رہا تھا۔ لیکن جب رسول پاک ﷺ نے اونٹ کے دوبارہ زندہ ہونے کیلئے دعا فرمائی تو دُعا کی برکت سے وہ اونٹ دوبارہ زندہ ہوگیا۔

﴿معجزات المصطفےٰ ﷺ فی شفاء الامراض﴾

(۲) بیماروں کو شفا دینا۔ حضور اکرم ﷺ کے صحابی ابن رجاء رضی اللہ عنہ کی پشت پر غزوہ احد میں ستر زخم آئے تھے۔ تو آپ نے ان کی پشت پر دستِ رحمت پھیرا تو وہ فوراً صحت یاب ہوگئے۔

(۳) ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ابو مغیرہ (جو کہ مادرزاد نابینا تھے) کی آنکھوں پر دستِ رحمت پھیرا تو وہ فوراً ہی بینا ہوگئے۔ اس کی مزید تفصیل آ چکی۔

معجزہ مصطفیٰ ﷺ

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے اپنے قاصد کے ہاتھ مٹی کے پرندہ کی شکل بناکر بھیجی اور کہا کہ اگر آپ سچے رسول ہیں تو اس کو صحیح پرندہ بنادیں۔ آپ نے پھونک ماری تو وہ صحیح پرندہ بن گیا۔ اور باآوازِ بلند اس پرندے نے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ" کہا۔

﴿معجزات مصطفیٰ ﷺ متعلقہ بہ علم الغیب﴾

مدینہ منورہ میں جب آپ تشریف فرما ہوئے۔ تو ان دنوں میں انصار کا طریقہ یہ تھا ایک دن کھانا کھا کر دوسرے دن کے لئے رکھ دیتے۔ تو آپ ﷺ انصار کو صاف فرمادیتے کہ تم نے کھانا رکھا ہوا ہے۔

دلوں کے ارادے تمہاری نظر میں
نہیں تم سے کچھ بھی چھپا یا محمد ﷺ

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ وہی حضرات جو نبی پاک ﷺ کا امتحان لینے آئے تھے۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہا کہ وہ آپ سے افضل ہیں۔ کیوں کہ ایک دفعہ جب کہ بیت المقدس پر چڑھے تھے شیطان اٹھانے کے لئے آئے تو بارگاہ ایزدی سے جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ شیطانوں کے چہروں پہ طمانچے بازو مار کر آگ میں گرا دے۔ یہ سن کر رسول معظم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کریم نے ان سے زیادہ بزرگی اور فضیلت عطا فرمائی ہے۔ غزوۂ بدر کی فتح کے بعد جب میں لوٹا تو مجھے بھوک لگی ہوئی تھی تو ایک یہودی عورت طباق لے کر آئی جس میں بکری کا بھنا ہوا گوشت تھا۔ اور کہا کہ میں نے نذر مانی تھی جب آپ جنگ سے بعافیت واپس آئیں گے تو بکری کا بچہ ذبح کرکے اُس کا بھنا ہوا گوشت کھلاؤں گی۔ تو میں اپنے مجھ سے حاضر کردہ گوشت کھانے ہی لگا تھا کہ فوراً اُس گوشت نے کہا یارسول اللہ مجھ میں زہر ملا ہوا ہے اس لئے نہ کھائیں۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام الانبیاء ﷺ

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام برگزیدہ نبی اور اولوالعزم انبیاء ورسل سے ہیں اس کے باوجود حضور نبی پاک ﷺ کے امتی بھی ہیں۔ ان شاء اللہ قرب قیامت میں ہی اسی لئے تشریف لائیں گے تاکہ ان کے امتی ہونے پر مہر ثبت فرمائیں گے اور عیسائیت کے غلط عقائد واعمال کی اصلاح فرما کر انہیں بھی امت مصطفیٰ ﷺ میں داخل فرمائیں گے۔

یہاں ان کے چند معجزات کا ذکر کر کے فقیر اپنے نبی ﷺ کے معجزات کو مفصل طور عرض کرے گا۔ (ان شاء اللہ)

مسیح علیہ السلام کی مسیحائی اور شفاخانہ محمدی ﷺ

عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں ہے:

وتبری الاکمه والابرص باذنی واذا تخرج الموتی باذنی۔

(پارہ ۳ آل عمران)

ترجمہ: اور تم اچھا کر دیتے، مادر زاد اندھے کو اور سفید داغ والے کو میرے حکم سے اور تم نکالتے قبروں سے مردوں کو زندہ کر کے میرے حکم سے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تین مرضوں کے ازالہ کی قوت دی گئی تھی۔

نبوی شفاء

حضور سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ آپ کا ہر امر ہر مرض کی دوا اور ہر بیماری کے لئے فوری شفا ہے۔

لعاب دہن

دکھ درد میں لوگ ڈاکٹروں اور حکیموں کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں۔ مگر صحابہ کرام دربار رسالت میں حاضر ہو کر حضور ﷺ سے شفا چاہتے ہیں۔ شفاخانہ رسول ﷺ میں مریض آتے ہیں اور حضور ﷺ کبھی لعاب دہن لگا کر اور کبھی دست اقدس پھیر کر امراض کو دفع فرما دیتے ہیں۔

دواؤں کے استعمال سے یہ یقین نہیں کہ ضرور شفا ہوگی۔ مگر لعاب دہن رسول

ﷺ کی یہ خصوصیت ہے کہ لگاتے ہی فوراً شفا ہوتی ہے۔ نہ انتظار کرنا پڑتا ہے اور نہ امید باندھنے کی ضرورت پڑتی ہے۔

ہوتی ہے شفا دم میں دم آتا ہے بے دم میں
محبوب خدا کا ہے کیا خوب شفاخانہ

تفصیل

اس بارے میں شفائے امراض کی چند حدیثیں نقل کرتے ہیں، جن سے ناظرین یہ اندازہ کر سکیں گے کہ اگر مسیح کلمۃ اللہ تین مریضوں کے ازالہ کی قوت رکھتے تھے۔ تو مصطفیٰ ﷺ ہر مرض کے لئے شافی الامراض ہیں۔

اندھے کا بینا ہونا

امام بیہقی وطبرانی حبیب ابن فدیک سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کی آنکھیں بظاہر اچھی معلوم ہوتی تھیں۔ مگر دکھائی کچھ نہ دیتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تمہاری آنکھوں کو کیا ہوا۔ عرض کی:

وقعت رجلی علی بیض حیة فاصابت بصری فنفث رسول اللہ ﷺ فابصر۔

حضور ﷺ میرا پاؤں سانپ کے انڈوں پر پڑ گیا۔ جب سے بینائی جاتی رہی۔ حضور ﷺ نے دم کر دیا، اسی وقت بینائی واپس آ گئی۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۶۹)

مادر زاد اندھے کا بینا ہونا

امام ترمذی وحاکم حضرت عثمان بن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ عرض کی دعا کیجئے۔ رب تعالیٰ میری آنکھیں اچھی کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ وضو کرو، پھر دو رکعت نماز پڑھو، پھر یہ دعا کرو:

اللهم انی اسئلك واتوجه الیك بنبیك محمد نبی الرحمة یامحمد انی اتوجهه بك الیٰ ربی ان یكشف عن بصری قال وقد كشف اللہ عن بصره۔

اے رب! میں سوال کرتا ہوں اپنے نبی کے وسیلہ سے جو نبی رحمت ہیں۔ اے محمد ﷺ میں متوجہ ہوتا ہوں۔ آپ ﷺ کے وسیلہ سے آپ ﷺ کے رب کی طرف

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تاکہ میری آنکھیں کھل جائیں۔ یہ دعا کرتے ہی اللہ نے ان کی آنکھیں روشن کردیں۔

حضرت قتادہ کی آنکھ

امام ابونعیم ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ بدر کی لڑائی میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی دونوں آنکھیں تیر کے لگنے سے ان کے رخسار پر بہہ آئیں۔ حضرت قتادہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔

فاعادهما مكانهما وبرق فيها فعاد تاتبرقان ۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۴۳۳)

حضور ﷺ نے ان کی دونوں آنکھوں کو خانہ چشم میں رکھ کر لعابِ دہن لگادیا۔ دونوں آنکھیں روشن ہوگئیں۔

امام ابونعیم و بیہقی جد قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت قتادہ کی آنکھ احد کی لڑائی میں بھی پھوٹ کر ان کے رخسار پر بہہ آئی۔ قتادہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔

فغمز عينيه براحة فكان لايدرى اى عينيه اصيبت۔

(خصائص، جلد۲، صفحہ ۲۱۸)

حضور ﷺ نے اپنی ہتھیلی سے ان کی آنکھ کو بند کردیا تو یہ حال ہوا کہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ کون سی آنکھ پھوٹی تھی۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ حضرت قتادہ کی آنکھیں دو دفعہ پھوٹ کر ان کے رخسار پر بہہ آئیں۔ جنگِ بدر میں اور جنگِ احد میں۔ مگر سبحان اللہ کہ حضور ﷺ نے دونوں مرتبہ ان کی آنکھیں تندرست فرمادیں۔

حضرت ابوذر کی آنکھ

ابویعلےٰ عبدالرحمٰن بن حارث سے روایت کرتے ہیں کہ اُحد کی لڑائی میں حضرت ابوذر کی آنکھ پھوٹ گئی۔

فبزق فيها النبى ﷺ فكانت اصح عينيه ۔ (خصائص، جلد۱، صفحہ ۲۱۶)

حضور ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگادیا۔ تو حضور ﷺ کی بنائی ہوئی آنکھ خدا کی بنائی ہوئی آنکھ سے زیادہ روشن ہوگئی۔

عقیدۂ سلف صالحین رحمہم اللہ

حضرت علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ معجزہ معجزۂ عیسوی سے اقویٰ ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ ان آنکھوں کو تندرست فرماتے تھے جو اپنے مقام پر ہوتی تھیں۔ صرف قوتِ بینائی ان میں نہ ہوتی تھی۔ لیکن سیدِ عالم ﷺ کا اعجاز دیکھئے کہ آپ ان آنکھوں کو تندرست فرما رہے ہیں جن کی نہ صرف قوتِ بینائی جاچکی ہے بلکہ آنکھ خانۂ چشم سے نکل کر پھوٹ چکی ہے۔ علامہ زرقانی کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

هذا ابلغ من ابراء الاكمه لان عينيه فى مكانهما ۔ (زرقانی، جلد۱، صفحہ ۲۰)

حضور ﷺ کا ایسی آنکھوں کو تندرست فرمانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ابراء اکمہ سے اقویٰ ہے۔ کیونکہ وہاں آنکھ اپنے مقام پر موجود ہے۔

روتی آنکھ ہنساتے یہ ہیں
جلتی آگ بجھاتے یہ ہیں
ڈوبی کشتی ترائے یہ ہیں
چھوٹی نبضیں چلاتے یہ ہیں

مولیٰ علی کو آشوبِ چشم

امام بخاری سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ خیبر کی ایک شام حضور ﷺ نے فرمایا کہ کل ہم فوج کا نشان ایسے شخص کو دیں گے جس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا۔ جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی کو طلب فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی انہیں آشوبِ چشم ہے۔ اور یہ آشوبِ چشم بھی اتنا سخت تھا کہ جس کے متعلق مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ ایک صحابی سلمہ بن اکوع حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر حضور ﷺ کی خدمت میں لائے تھے۔

فبصق رسول الله ﷺ فى عينيه فبرء حتى كان لم يكن وجع ۔

(مسند امام احمد، جلد۳، صفحہ ۵۲)

حضور ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعابِ دہن ڈال دیا۔ فوراً آنکھیں اچھی

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہو گئیں۔ گویا کبھی دُکھی ہی نہ تھیں۔

حضرت علی پر لعاب مبارک کے اثرات

حضور اکرم ﷺ کے لعاب مبارک کا صرف یہ ہی اثر نہ ہوا کہ آپ کی دکھتی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ بلکہ لعاب مبارک کے کافی اثرات رونما ہوئے۔ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب سے حضور ﷺ نے میری آنکھوں میں لعاب مبارک ڈالا ہے۔

فما وجدت حراولا بردا ولا رمدت عینالی ۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۸۵۷)

اس وقت سے میں سردی اور گرمی بھی محسوس نہیں کرتا۔ اور نہ اب کبھی میری آنکھیں دُکھنی آئیں۔

حضرت علی کالباس

امام طبرانی وابو نعیم حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سخت گرمیوں میں موٹے کپڑے پہنا کرتے تھے۔

ویلبس فی البر الشدید الثوبین الخفیف وما یبالی۔

اور سخت سردیوں میں باریک کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ آپ اپنے اونٹ کو کھینچ رہے تھے اور آپ کی پیشانی سے پسینہ ٹپک رہا تھا۔ جب میں نے اس کا سبب پوچھا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ حضور ﷺ کے لعاب مبارک کے اثرات ہیں۔

برص کے مریض کی صحت

حضرت معاذ بن عفراء کی بیوی کو برص کا مرض تھا انہوں نے دربار رسالت میں شکایت کی۔

فمسح علیها فاذهب الله البرص ۔ (زرقانی، جلد ۵، صفحہ ۱۰۰)

حضور ﷺ نے اپنا عصا مبارک ان کے جسم پر پھیرا۔ برص کا مرض فوراً جاتا رہا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا دستِ اقدس پھیر کر مرض برص کو دور فرماتے تھے۔ مگر حضور اقدس ﷺ اپنے عصا مبارک سے شفائے کامل عطا

فرما رہے ہیں۔ جس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا عصا مبارک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ جتنی طاقت رکھتا ہے۔ سچ ہے۔

محبوبِ خدا کا کوئی ہم پایہ نہیں ہے
اس شان کا دنیا میں کوئی آیا نہیں ہے

دم عیسیٰ ودم مصطفیٰ علیہما السلام

دم عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہو چکا اب چند نمونے دم مصطفےٰ ﷺ کے بھی پڑھئے۔

جلے ہوئے ہاتھ کا اچھا ہونا

امام بیہقی محمد بن حاطب سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے ہاتھ پر پکی ہوئی ہانڈی گر گئی اور میرا ہاتھ جل گیا۔ میری والدہ مجھے دربار رسالت ﷺ میں لے کر حاضر ہوئیں۔

فجعل یتفل علیها ویقول اذهب الباس رب الناس فبرأت۔

(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۹۵)

حضور ﷺ نے میرے ہاتھ پر دم کیا اور فرمایا "اذهب الباس" اسی وقت جلا ہوا ہاتھ اچھا ہو گیا۔

مہلک زخم کا اچھا ہونا

امام بیہقی محمد بن ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

برجله قرحة قد اعیت الاطباء۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۷۹)

اس کے پاؤں میں زخم تھا۔ جس کے علاج سے اطباء عاجز آ چکے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی انگلی پر لعاب لگا کر زخم پر مل دیا۔ زخم اسی وقت اچھا ہو گیا۔ کسی نے کیا خوب فرمایا

تم سے اس بیمار کو صحت ملے
جس کو دے دیں حضرت عیسیٰ جواب

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

تلوار کے زخم کا اچھا ہونا

غزوۂ خیبر میں حضرت سلمہ بن اکوع کی ٹانگ میں تلوار کا زخم لگ گیا۔ حضرت سلمہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

فنفث فيه ثلاثة نفثات فما اشتكيتها حتى الساعة ۔ (بخاری، غزوۂ خیبر)

حضور ﷺ نے تین مرتبہ دم فرمایا۔ زخم اسی وقت اچھا ہو گیا۔

ٹوٹے ہوئے ہاتھ کا اچھا ہونا

امام بیہقی حبیب ابن یساف سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ ایک لڑائی میں ہم حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔ میرے کندھے پر ایک ضرب لگی اور میرا ہاتھ ٹوٹ گیا۔

فاتيت النبي ﷺ فتفل فيها والزقها وبرأت وقتلت الذي ضربني ۔

(حجۃ اللہ، صفحہ ۳۲۹)

میں حضور ﷺ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے لعابِ دہن لگا کر میرا ہاتھ جوڑ دیا۔ پھر میں نے اسی ہاتھ سے اس شخص کو قتل کر دیا جس نے مجھے زخمی کیا تھا۔

لکنت کا دور ہونا

بشر بن عقربہ جہنی کہتے ہیں۔ میرے والد جنگِ احد میں شہید ہو گئے میں روتا ہوا خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیوں روتا ہے کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ میں تیرا والد اور عائشہ تیری والدہ ہو جائیں۔ پھر حضور ﷺ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔

فكان اثر يده من راسه اسود وسائره ابيض وكانت في لساني عقدة فتفل فيها فانحلت۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۸۲)۔

تو میرے جن بالوں پر حضور ﷺ کا ہاتھ پھر گیا وہ سیاہ رہے اور باقی سفید۔ میری زبان میں گرہ تھی آپ ﷺ نے لعابِ دہن ڈال دیا۔ فوراً گرہ کھل گئی۔

﴿دستِ مصطفےٰ ﷺ میں شفاء﴾

ورم کا تحلیل ہونا

ابن سعد عمیر بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بنت ابو بکر کی گردن

میں ورم تھا۔

فجعل النبي ﷺ يمسحها فذهب الورم ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۷)

حضور ﷺ نے دستِ اقدس ان کی گردن پر پھیر دیا ورم جاتا رہا۔

دستِ مبارک پھیر کر بال اگا دیے

ابن سعد طبقات میں ہلب بن یزید سے روایت کرتے ہیں کہ ہلب ابن یزید حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

وهو اقرع فمسح راسه فنبت شعره۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۱۵)

ان کے سر پر بال نہ تھے۔ حضور ﷺ نے دستِ مبارک پھیرا۔ اسی وقت بال اُگ آئے۔

دستِ مبارک پھیر کر سو برس کی عمر کر دی

امام بیہقی عبداللہ بن بسر سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے عبداللہ کے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ:

يعيش هذا الغلام قرنا وكان في وجهه ثولول قال لا يموت هذا حتى يذهب الثولول من وجهه ۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۱۵۰)

یہ لڑکا ایک قرن زندگی پائے گا ان کے چہرہ پر ثولول تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ ان کے مرنے سے پہلے دور ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

پاگل کا اچھا ہونا

ابو نعیم حضرت زراع سے روایت کرتے ہیں کہ میں اپنے پاگل بچے کو دربارِ رسالت میں لے کر حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے اس کے چہرہ پر دستِ مبارک پھیر دیا اور دعا بھی فرمائی۔

فلم يكن بعد دعوة النبي اعقل منه ۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۷)

تو حضور ﷺ کی دعا کے بعد وہ لڑکا سب میں زیادہ عقل مند ہو گیا۔

بشر بن معاویہ رضی اللہ عنہ کا ماتھ

امام بخاری تاریخ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت بشر بن معاویہ اپنے والد کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان کے چہرہ اور سر پ

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دستِ اقدس پھیر دیا۔ جس کا اثر یہ ہوا:

فکان لایمسح شیاء الابرأی۔ (خصائص، جلد۲، صفحہ۷۲)

کہ بشر جس مریض پر اپنا ہاتھ پھیر دیتے اس کو شفا ہو جاتی۔

فائدہ: حضرت بشر کے ہاتھ میں یہ طاقت یہ برکت کہاں سے آ گئی۔ ان کے ہاتھ میں بیمار کو اچھا کر دینے کی قوت کیوں پیدا ہو گئی۔ ان کے ہاتھ ساری دنیا کے ہاتھوں سے کیوں ممتاز ہو گئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کے سر پر حضور ﷺ کا مبارک ہاتھ پھر گیا تھا۔ یہ حضور ﷺ کے ہاتھ کی برکت اسی کا تصرف اور اسی کا فیض تھا جو حضرت بشر کے ہاتھوں سے ظاہر ہو رہا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو شفائے امراض کا معجزہ ملا تھا۔ مگر مصطفےٰ حبیبِ خدا ﷺ نے دوسروں کے ہاتھوں میں ہر مرض کے ازالہ کی طاقت عطا فرما دی تھی۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود ہی مسیحا تھے لیکن کوئی دوسرا آپ کے دور میں آپ جیسا مسیح نہیں سنا گیا لیکن حضور نبی پاک ﷺ نے نگاہِ کرم سے کئی مسیحا بنا دیئے اور نہ صرف اپنے زمانہ میں بلکہ آپ کی امت کے کئی اولیاء مسیحا ہو گزرے ہیں اور اب بھی ہیں اور تا قیامت آتے رہیں گے۔ اسے کہتے ہیں اختیار الکل المختار الکل۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "اختیار الکل المختار الکل"۔

﴿عیسیٰ علیہ السلام کے احیاء الموتیٰ کی فہرست﴾

معالم تنزیل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت مسیح کلمۃ اللہ نے چار اشخاص کو زندہ فرمایا۔

(۱) عاذر حضرت مسیح کے دوست جن کو تین دن بعد قبر سے نکالا۔

(۲) ایک بڑھیا کا بیٹا جس کا جنازہ لے جایا جا رہا تھا۔

(۳) محصل چنگی کی لڑکی جو ایک دن کی مری ہوئی گھر میں پڑی تھی۔ تفسیر جلالین میں ہے کہ ان تینوں کی اولاد بھی ہوئی۔

(۴) چوتھے سام ابن نوح کو بھی آپ نے زندہ کیا۔ جب یہ قبر سے نکلے تو قیامت کے خوف کی وجہ سے ان کے بال سپید ہو گئے تھے۔ حالانکہ قاعدہ یہ تھا کہ ان لوگوں کے جسم

قبر میں سلامت رہتے تھے۔ سام نے زندہ ہوتے ہی پوچھا کہ کیا قیامت آ گئی؟ حضرت مسیح نے فرمایا نہیں۔ سام نے کہا تو پھر میں زندگی نہیں چاہتا۔ اور اس شرط پر مرنا چاہتا ہوں کہ سکراتِ موت کی تکلیف سے محفوظ رہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے دعا فرمائی اور یہ اسی وقت انتقال کر گئے۔ قرآن حکیم نے دو مقام پر حضرت مسیح کے معجزات میں احیاء اموات کے معجزہ کا ذکر کیا ہے۔ مگر یہ تفصیل نہ بیان فرمائی کہ مسیح علیہ السلام کے دستِ اقدس نے کتنے مردے زندہ کئے۔ تاہم تفاسیر بلکہ انجیل مقدس کے مطالعے سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صرف چار ہی مردے زندہ کئے۔

﴿امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا احیاء الموتیٰ﴾

حضرت علامہ سید محمود رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎ سید الانبیاء محمد مصطفےٰ ﷺ کے اعجاز کا کیا پوچھنا ہے۔ حضور ﷺ تو روحِ عالم اور جانِ کائنات ہیں۔ اور آپ کی مقدس روح یعسوب الارواح ہے ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں یہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

چنانچہ یہ پھولوں میں مہک، کلیوں میں چٹک، دریا میں روانی، آبشاروں میں جوش، سمندر میں تلاطم، ہوا میں تیزی، دن میں نور، سورج میں چمک، چاند میں دمک، ستاروں میں جھلک غرض یہ کہ باغِ عالم میں بہار، زمین و آسمان کو قرار، چمنستانِ اسلام میں شادابی علیہ التحیۃ کی سرسبزی اسی جانِ عالم روحِ کائنات کے دم قدم سے ہے ؎

ہے انہیں کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار
یہ نہ تھے عالم نہ تھا گر یہ نہیں عالم نہیں

لہٰذا افضل کائنات فخرِ موجودات ﷺ کو مردے زندہ کرنا کیا دشوار ہے۔ حضور ﷺ نے تو سوکھے درخت اور پتھروں کو زندہ فرما دیا اور صرف زندہ ہی نہیں کیا بلکہ حضور ﷺ کی برکت سے ان جمادات میں صفاتِ انسانی پیدا ہو گئیں۔

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

احیاء الموتیٰ از امام الانبیاء ﷺ کی فہرست

(۱) حضرت حسن بصری سے روایت ہے کہ ایک شخص خدمتِ نبوی میں حاضر ہوا۔ عرض کی، سرکار میری لڑکی فلاں جنگل میں مرگئی ہے۔ حضور ﷺ اس کے ہمراہ اس جنگل میں تشریف لے گئے۔

وناداها باسمها یافلانته اجیبی باذن الله فخرجت وهی تقول لبیك وسعدیك۔ (شفاء ملا علی قاری، صفحہ ۶۲۸)

اور اس کا نام لے کر آواز دی۔ وہ لڑکی لبیک وسعدیک کہتی ہوئی قبر سے باہر آگئی۔

(۲) امام بیہقی سے روایت ہے کہ ایک شخص کو حضور ﷺ نے دعوتِ اسلام دی تو اس نے کہا۔ اگر آپ میری لڑکی زندہ کردیں تو میں ایمان لے آؤں گا۔ چنانچہ حضور ﷺ اس کے ہمراہ لڑکی کی قبر پر تشریف لے گئے۔

فقال یا فلانته فقالت لبیك و سعدیك فقال ﷺ اتحبین ان ترجعی الدنیا فقالت لا یارسول الله وجدت الله خیرالی من ابوی۔ (شفاء ملا علی قاری، جلد۱، صفحہ ۶۲۸)

اور اس کا نام لے کر آواز دی۔ لڑکی نے لبیک وسعدیک کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو دنیا میں واپس آنا چاہتی ہے۔ لڑکی نے کہا یارسول اللہ ﷺ نہیں۔ کیونکہ میں نے اللہ عزوجل کو اپنے والدین سے زیادہ مہربان پایا ہے۔

فائدہ: حضور ﷺ کا یہ معجزہ حضرت مسیح کے معجزہ کے بالکل مشابہ ہے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے سام ابن نوح کو زندہ کیا تھا۔ لیکن سام نے دنیاوی زندگی نہ چاہی۔ اسی طرح حضور ﷺ نے لڑکی کو زندہ کیا۔ مگر لڑکی نے دنیا میں واپس آنا پسند نہ کیا۔

موازنہ

اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو احیائے اموات کا معجزہ دیا گیا تھا تو حضور ﷺ کو بھی احیائے اموات کا منصب عطا ہوا بلکہ حضور ﷺ کے صدقے میں حضور ﷺ کے غلاموں کو بھی یہ منصب ملا۔ چنانچہ امام ابونعیم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

ایک صحابیہ کی دعا سے مردہ زندہ ہوگیا

ہم ایک انصاری کی عیادت کو گئے۔ ابھی ہم ان کے پاس بیٹھے ہی تھے کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ اس انصاری کی والدہ بہت بوڑھی تھیں۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ لڑکا انتقال کرگیا ہے تو انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دربارِ ایزدی میں یوں عرض کی:

اللهم انك تعلم انی اسلمت لك وهاجرت الی رسولك رجاء ان تعینی عند کل شدة ورخاء فلا تحمل علی هذه المصیبة الیوم فکشف عن وجهه حتی اکلنا معه۔ (دلائل النبوت، جلد۲، صفحہ ۲۲۲)

اے اللہ تو جانتا ہے میں تیرے لئے اسلام لائی اور ہجرت کی۔ تیرے رسول کی طرف یہ امید رکھتے ہوئے کہ تو ہر شدت اور نرمی کے وقت مجھے اپنی رحمت میں رکھے گا۔ پس اس لڑکے کے چہرے سے جب کپڑا اٹھایا۔ تو وہ زندہ ہوگیا اور ہم نے اس کے ساتھ کھانا بھی کھایا۔

حضور ﷺ نے حیوانات بھی زندہ کئے

امام ابونعیم حضرت کعب بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے ایک بکری کو ذبح کرکے کھانا تیار کیا۔ اور حضور ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے حضرت جابر کو فرمایا۔ اپنی قوم کو بلالو۔ جابر کا خاندان آیا اور حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کھاؤ مگر ہڈی نہ توڑنا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب نے سیر ہوکر کھالیا۔

وفضل الجفنة شیها کان فیها ۔ اور کھانا اتنا کا اتنا ہی رہا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے تمام ہڈیاں جمع کرنے کا حکم دیا۔ جب تمام ہڈیاں جمع ہوگئیں تو:

فوضع یده علیها وتکلم بکلام لم اسمعه فاذا الشاة قد قامت۔ (خصائص کبریٰ)

حضور ﷺ نے اپنا دستِ مبارک ان ہڈیوں پر رکھ کر کچھ پڑھا جو ہمیں سنائی نہ دیا۔ ناگاہ بکری زندہ ہوگئی۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لب زلال چشمہ کن میں گندھے ہیں وقت خمیر
مردے زندہ کرنا اے جان تم کو کیا دشوار ہے

﴿انوکھے معجزے﴾

عیسیٰ علیہ السلام نے وہ مردے زندہ کئے جس میں پہلے جان تھی لیکن ہمارے حضور ﷺ نے انہیں زندگی بخشی جن میں جان تھی ہی نہیں۔

اُستنِ حنانہ﴾

ابن ابی حاتم کتاب مناقب الشافعی میں لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے نبی ﷺ کو جو معجزات وعطیات اللہ عزوجل نے عطا فرمائے وہ کسی نبی کو نہیں ملے۔ کسی شخص نے پوچھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ احیائے موت کے بالمقابل حضور ﷺ کو کیا عطا ہوا۔ سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حنین الجذع فهذا اکبر من ذالك ۔(خصائص، جلد۲، صفحہ۷۷)

حنین جذع کا واقعہ موجود ہے۔ جو عیسیٰ کے احیائے موت سے اکبر ہے۔

فائدہ : حنین لغت میں مشتاق کی اس آواز کو کہتے ہیں جو فراقِ محبوب میں اس کے منہ سے نکلتی ہے۔ اور جذع کھجور کے کٹے ہوئے تنا کو کہتے ہیں۔

مختصر واقعہ﴾

اس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ جب مسجد نبوی تعمیر ہوئی تو شروع شروع میں کوئی منبر نہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ جمعہ کا خطبہ ایک کھجور کے خشک تنا کے ساتھ ٹیک لگا کر دیا کرتے تھے۔ کچھ دن بعد صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے لئے تین سیڑھی کا ایک منبر تیار کر دیا جب حضور ﷺ نے پہلی بار اس منبر پر رونق افروز ہو کر جمعہ کا خطبہ دیا۔ اور وہ کھجور کا تنا حضور ﷺ کے ٹیک لگانے کے شرف سے محروم ہو گیا۔ تو اس سے رونے کی آواز آنے لگی۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں:

صاحت النخلة صياح الصبي ۔(بخاری)

کھجور بچوں کی طرح رونے لگا۔

حضرت جابر ابن عبداللہ فرماتے ہیں۔

سمعنا للجذع صوتا كصوت العشار ۔(خصائص، جلد۲، صفحہ۷۵)

کھجور کے اس تنا سے حاملہ اونٹنی کی سی آواز آتی تھی۔ جو ہم نے سنی۔

صحابہ کرام حیران ہوئے کہ کھجور کے خشک تنا سے رونے کی آواز آ رہی ہے۔ مگر یہ کسے معلوم تھا کہ اس تنا کو کس حسن والے کی جدائی رلا رہی ہے۔ حضرت سہل ابن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

حنت الخشبة فاقبل الناس عليها حتى كثر بكاؤهم ۔(خصائص، جلد۲، صفحہ۷۶)

کہ جب وہ تنا رونے لگا تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور صحابہ بھی اس کے ساتھ رونے لگے۔

ستون کی دیکھ کر حالت صحابہ سربسر روئے
تمامی حاضرانِ مجلس خیرالبشر روئے
رلائے جبکہ چوب خشک کو آقا کی مجبوری
کہو پھر کیوں نہ غیرت سے تڑپ کر ہر بشر روئے

آخر حضور اکرم ﷺ منبر سے نیچے تشریف لائے۔

واحتضنه فسكن وقال لولم احتضنته لحن الى يوم القيامة ۔

اور اس کو گلے سے لگا لیا۔ پھر وہ چپ ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اگر میں اس کو تسلی نہ دیتا تو یہ لکڑی قیامت تک روتی رہتی۔

تقابل﴾

احیائے اموات کا مطلب یہ ہے کہ مردہ جسم میں دوبارہ حیات کا اعادہ کیا جائے۔ حضرت عیسیٰ انسان ہی کے مردہ جسم کو باذن اللہ زندہ فرماتے تھے۔ اور یہ مردہ جسم وہ ہے جس میں حیات آ سکتی ہے۔ بلکہ ایک وقت میں موجود تھی۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کا یہ معجزہ اس سے بھی عجیب تر ہے یہ خشک لکڑی جماد محض ہے اور ایسی چیز جس میں عادتاً نہ حیات آ سکتی ہے اور نہ روح حیوانیہ کی یہ صلاحیت رکھتی ہے اور نہ کسی وقت اس میں حیات موجود تھی۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

غور کیجئے یہ نباتاتی جسم چوبِ خشک زندہ ہوئی۔ اس میں انسانی صفات پیدا ہوگئیں۔ چنانچہ اس کھجور کے تنا کا رونا چلانا بخاری و مسلم سے اور تھرتھر کانپنا نسائی سے ثابت ہوگیا۔ بلکہ اس کھجور کے تنا سے ایک عاشقانہ رنگ ظاہر ہوا۔

معلوم ہوا وہ مسیح علیہ السلام تھے۔ جنہوں نے انسان کے مردہ جسم کو زندہ کیا۔ یہ حبیبِ خدا ﷺ ہیں۔ جو ایک خشک لکڑی کو باذن اللہ زندہ فرما کر عقل و شعور، فہم وادراک، حزن وملال جیسی صفاتِ انسانی اس میں پیدا فرما رہے ہیں۔

ہاں دمِ عیسیٰ سے نابینا بھی بینا ہوگئے
قم باذن اللہ کہا مردے بھی زندہ ہوگئے
لیکن اس اعجاز پر عیسیٰ بھی شیدا ہوگئے
مصطفےٰ نے خشک لکڑی کو زندہ کردیا

اختیار الکل

نبی پاک ﷺ نے نہ صرف بے جانوں کو جان بخشی بلکہ انہیں انسانی شعور و عقل اور نشیب و فراز فہمی کی دولت بھی بخشی۔

حنانہ سے گفتگو کا منظر

دارمی عبداللہ بن بریدہ سے اور امام بغوی و ابونعیم و ابن عساکر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب منبر تیار ہوا اور حضور ﷺ نے منبر پر جلوہ فرما ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ تو کھجور کا خشک تنا فراقِ رسول ﷺ میں چیخ چیخ کر رونے لگا۔ رحمتِ عالم ﷺ منبر سے اترے اور کھجور کے تنا پر دستِ شفقت رکھ کر فرمایا اے خشک لکڑی کیوں روتی ہے؟

حنانہ نے عرض کی حضور ﷺ آپ کی جدائی رلاتی ہے۔

سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا:

أسکن ان تشاء اغرسك فی الجنة فیاکل منك الصالحون وان تشاء ان اعیدك رطبا کما کنت فاختار الاخرة۔ (خصائص، جلد۲، صفحہ ۷۶)

چپ ہوجا تو کہے تو تجھے جنت کا درخت بنادوں اور نیک بندے تیرے پھل

کھائیں۔ اور کہے تو تجھے دنیا میں کھجور کا ایک سرسبز شاداب درخت بنادوں۔ اس نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔

درسِ عبرت

یہ بھی کیا منظر ہوگا کہ شہنشاہِ عرب و عجم مالک رقابِ امم ﷺ ایک خشک لکڑی سے گفتگو فرما رہے ہوں گے اور اس خشک لکڑی کا کیا مرتبہ ہے کیسے نصیب ہیں کہ سرکار اس سے اس کی مرضی پوچھ رہے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تو کہے تو تجھے جنتی درخت بنادیا جائے۔ معلوم ہوا کہ جنت کے سیاہ و سپید کا حضور ﷺ کو اختیار ہے۔ ورنہ کیا کوئی جنت میں کسی درخت کی کمی یا زیادتی کرسکتا ہے۔

ثابت ہوا کہ جنت حضور ﷺ کی ملک ہے اور اس میں آپ ﷺ کو ہر قسم کا اختیار ہے نہیں بلکہ ساری خدائی آپ ﷺ کے قبضہ میں ہے

یہ اکرام ہے مصطفےٰ پر خدا کا
کہ جو کچھ خدا کا ہوا مصطفےٰ کا

ابن عیسیٰ ابن مصطفےٰ ﷺ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کمال بے مثال ہے لیکن حضور سرورِ عالم ﷺ کا کمال ایسا کہ جس پر عیسیٰ علیہ السلام اپنا کمال نثار کرنے پر فخر محسوس فرمائیں۔

معجزہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مٹی کے پرند بنانا۔ پھر ان کا زندہ ہو کر اڑنے کا تذکرہ قرآن حکیم میں موجود ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

انی اخلق لکم من الطین کھیئۃ الطیر فانفخ فیه فیکون طیرا باذن اللہ۔

ترجمہ: میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی صورتیں پھر اس میں پھونکتا ہوں وہ اللہ کے حکم سے اڑنے لگتا ہے۔

فائدہ: آیتِ بالا میں دو باتیں قابلِ غور ہیں۔ (۱) ایک تو یہ کہ مٹی سے پرندوں کی

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

صورت بنانا۔ (۲) اور دوسرے اس صورت میں روح پھونکنا اور اس کا زندہ ہو کر اڑنا۔ شق اول نہ کمال ہے اور نہ معجزہ کیونکہ ہم بھی مٹی سے پرندوں کی صورت بنا سکتے ہیں۔ بازاروں میں مٹی کی چڑیا بھی بکتی ہے۔ غرض کہ شق اول صرف تمہید ہے اور شق ثانی بالیقین معجزہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پھونک مارنے سے وہ مٹی کی صورت زندہ ہو کر اڑ جاتی تھی۔

یہ سمجھنے کے بعد اس پر غور کیجئے کہ ایک تو کسی چیز کو منہ سے پھونک مار کر زندہ کرنا ہے اور دوسرے یہ کہ نہ پھونک مار کر افاضہ حیات کیا جائے اور نہ نفخ روح ہو بلکہ محض کسی کے پاس سے گذر جانے یا اس کو ہاتھ لگانے سے وہ چیز زندہ ہو جائے۔

ان دونوں طریقوں میں طریق دوم بہت افضل ہے۔ کیونکہ طریق اول میں پھونک مار کر مٹی کی صورت بنا کر وہ چیز زندہ ہو رہی ہے۔ اور طریق ثانی میں صرف ہاتھ لگا کر اشیاء کو زندہ کیا جا رہا ہے۔

ان مقدمات کے سمجھ لینے کے بعد حضور ﷺ اور حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات کا موازنہ کیجئے۔

حضرت مسیح علیہ السلام پہلے مٹی سے پرندہ کی صورت بناتے ہیں۔ پھر اس میں پھونک مارتے ہیں۔ پھر وہ مٹی کی صورت زندہ ہو کر اڑتی ہے۔

لیکن فہم و عقل اور صفات انسانی سے پھر بھی خالی ہوتی ہے۔ گویا معجزہ عیسوی کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت مسیح کے پھونک مارنے کے بعد وہ مٹی کی صورت زندہ ہوتی تھیں۔ لیکن سید المرسلین حبیب رب العالمین ﷺ کی نرالی شان ہے آپ ﷺ کی شریعت میں تصویر حرام ہے اس لئے مٹی سے پرند کی شکل نہیں بنائی جاتی حضور ﷺ نے پتھروں درختوں اور جمادات کو زندہ فرما دیا۔ مگر کیسے پھونک مار کر افاضہ روح نہ کیا بلکہ جب حضور ﷺ کسی پتھر یا درخت کے قریب سے گذرے یا آپ نے اس کو اپنا دست اقدس لگایا تو وہ پتھر زندہ ہو گئے۔ اور نہ صرف زندہ ہوئے بلکہ صفات انسانی ان میں پیدا ہو گئیں۔ وہ بولنے لگے انسانوں کی طرح فہم و شعور، عقل و ادراک کے وہ مالک ہو گئے۔

ستون حنانہ

نبی پاک ﷺ کے معجزہ سے وہ خشک لکڑی زندہ ہو گئی اس نے حضور ﷺ سے کلام کیا۔ حضور ﷺ کی عظمت و بزرگی کو پہچانا۔ اس کو رشک ہوا کہ اب سرکار مجھ پر خطبہ نہیں دیتے اور میں اس شرف سے محروم ہو گیا ہوں پھر وہ عشق رسول ﷺ میں رویا، چیخا، تھر تھر کانپا، گویا نہ صرف وہ زندہ ہی ہوا بلکہ اس میں صفات انسانی پیدا ہو گئیں۔ یہ تمام باتیں اس خشک لکڑی میں کیسے آ گئیں۔ حضور ﷺ نے اس میں نفخ روح نہ کیا تھا۔ بلکہ محض حضور ﷺ کے تکیہ لگانے سے وہ خشک لکڑی زندہ ہو گئی۔ بلکہ انسان نمی۔ بلکہ جنتی ہو گئی۔

جمادات کا زندہ ہونا

امام ابو نعیم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضر موت کا بادشاہ دربار نبوت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ ہم کیسے مان لیں کہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے چند کنکریاں دست اقدس میں اٹھائیں۔

وقال هذا يشهد انى رسول الله فسبح الحصٰى فى يده۔

(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۷۵)

اور فرمایا کنکریاں شہادت دیں گی کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ چنانچہ سنگریزوں نے تسبیح کی۔ اور وہ مسلمان ہو گیا۔

فائدہ: یہ سنگریزے جو جماد محض ہیں۔ حضور ﷺ کے دست اقدس میں آنے سے زندہ ہو گئے۔ بولنے لگے۔ حضور ﷺ کو پہچاننے لگے۔ کنکروں کا تسبیح کرنا، پرندوں کے اڑنے سے افضل ہے اور دست اقدس میں ان سنگریزوں کا زندہ ہو جانا حضرت مسیح کے نفخ روح سے اقویٰ ہے

ہے لب عیسیٰ سے جاں بخشی نرالی ہاتھ میں
سنگریزے پاتے ہیں شیریں مقالی ہاتھ میں

مثنوی میں مولانا روم نے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ ابو جہل مٹھی میں چند کنکریاں لایا۔ عرض کی بتایئے میرے ہاتھ میں کیا ہے۔ فرمایا، میں بتاؤں یا جو تیری مٹھی میں ہے وہ بتائے کہ میں کون ہوں۔ مختصر یہ کہ

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لا الٰہ گفت الا اللہ گفت
گوہر احمد رسول اللہ سفت

یعنی سنگریزوں نے بزبانِ فصیح کلمہ طیبہ پڑھا۔ جس کی آواز ابوجہل کو بھی سنائی دی۔ دیکھئے یہ سنگریزے ابوجہل کی مٹھی میں تھے۔ اسی کی مٹھی میں زندہ ہوئے۔ کلمہ پڑھنے لگے حضور ﷺ کو پہچاننے لگے۔ حالانکہ یہاں نہ نفخ روح ہے نہ حکم ہے نہ حضور ﷺ نے ان کو چھوا ہے محض حضور کے اشارہ سے یہ کنکر زندہ ہوئے اوران میں صفات انسانی پیدا ہوگئیں سچ ہے

سنگریزوں نے حیات ابدی پائی ہے
ناخنوں میں تیرے اعجاز مسیحائی ہے

پتھروں کا زندہ ہونا

امام مسلم حضرت جابر بن عبداللہ سے راوی کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

ان بمكة حجرا كان يسلم علی قبل ان ابعث۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۴۴۰)

ترجمہ: مکہ میں ایک پتھر تھا جو قبل بعثت مجھے سلام کرتا تھا۔ میں اسے اب بھی پہچانتا ہوں۔

درختوں اورپہاڑوں کا زندہ ہونا

امام ترمذی حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے راوی کہ ہم مکہ میں تھے۔ حضور ﷺ کسی طرف روانہ ہوئے۔

فما استقبله جبل ولا شجر ولا مدرا الا وهو يقول السلام عليك يارسول الله ۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۴۴۰)

تو جو پہاڑ اور درخت بھی حضور ﷺ کے سامنے آیا۔ اس نے اس طرح سلام عرض کیا، السلام علیک یارسول اللہ۔

غور کیجئے۔ یہ پہاڑ، درخت اور ڈھیلے محض حضور ﷺ کے گزرنے سے زندہ ہوگئے۔ کہنا، دیکھنا، بولنا وغیرہ صفاتِ انسانی ان میں پیدا ہوگئیں۔

ثابت ہوا کہ نبی علیہ السلام جانِ عالم اور روحِ کائنات ہیں۔ جبھی تو صرف حضور

ﷺ کے گزرنے سے یہ جمادات زندہ ہوئے۔

پتھروں اور درختوں کا چلنا

امام بیہقی حضرت اسامہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگل میں حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا یہاں کھجور کے درخت اور پتھر ہیں۔ میں نے عرض کی ہاں۔ فرمایا:

انطلق وقل لهم ان رسول الله ﷺ يامركن ان تقاربن وقل للحجارة مثل ذالك ۔

جاؤ ان درختوں اور پتھروں سے کہو کہ رسول اللہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ قریب قریب ہو جاؤ۔

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور کا حکم سنایا۔ پتھر اور درخت یکجا جمع ہوگئے اور آپ ﷺ نے قضائے حاجت فرمائی۔ پھر مجھ سے فرمایا کہ ان سے کہو کہ علیحدہ ہو جائیں۔ حضرت اسامہ فرماتے ہیں:

والذی نفسی بيده لرأيتهن يفترقن حتی عدن الی مواضعهن ۔
(حجۃ اللہ، صفحہ ۴۴۳)

مجھے اس ذاتِ مقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے وہ درخت اور پتھر حضور ﷺ کا حکم سنتے ہی علیحدہ علیحدہ ہو کر اپنے اپنے مقام پر واپس چلے گئے۔

فائدہ: یہ درخت اور پتھر حضرت اسامہ کی زبان سے حضور ﷺ کا حکم سن کر زندہ ہوئے۔ ان کا آنا جانا۔ ملنا جلنا اور بغیر پاؤں کے چلنا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے مجوزہ پرندوں کے اڑنے سے بہت ہی اقویٰ ہے۔ اور پھر ان کا حضور کے کلام کو سننا سمجھنا، حضور ﷺ کو پہچاننا، آپ ﷺ کے حکم کی تعمیل کرنا یا سوا اور زائد ہیں۔

دیواروں کا آمین کہنا

امام ابونعیم حضرت عبداللہ بن مغفل سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی:

فما بقی البیت ولا جدر ولا باب الا امن (وفی روایة) فامنت اسكفة الدار وحوائط البيت آمين آمين ۔

تو گھر کے دروازوں، اینٹوں اور چوکھٹوں نے تین بار آمین، آمین، آمین کہا۔

(ملخصاً خصائص، جلد ۲، صفحہ ۷۷)

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

دیکھیے حضور ﷺ نے دعا فرمائی۔ مکان کے دروازہ اور دیوار سے آمین کی آواز آئی۔ یہ دیواریں زندہ ہو کر بولنے لگیں۔ ان میں صفت سمع اور نطق پیدا ہو گئی۔ یہ اشیاء صرف حضور ﷺ کی فیض صحبت سے زندہ ہو گئیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضرت مسیح نے پہلے مٹی سے پرند کی صورت بنائی۔ پھر اس میں پھونک ماری۔ پھر وہ زندہ ہو کر اڑی۔

مگر محمد مصطفےٰ حبیب خدا ﷺ نے وہ دکھایا۔ جو مسیح علیہ السلام کے معجزہ سے افضل ہے۔ یعنی حضور ﷺ جس چیز کے قریب سے گذرے یا جس چیز کو حضور ﷺ نے ہاتھ لگایا وہ زندہ ہو گئی اور صفات انسانی ان میں پیدا ہو گئیں یعنی

جو بات لب حضرت عیسیٰ نے دکھائی
وہ کام یہاں جنبش داماں سے نکالا

﴿ذخیرۂ بیوت کی اطلاع﴾

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ میں ایک آیت لایا ہوں اور وہ یہ ہے کہ:

انی وانبئکم ماتاکلون وما تدخرون۔ (قرآن حکیم)

ترجمہ: میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور گھروں میں جمع رکھتے ہو۔

اس آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ آپ لوگوں کے گھروں کے ذخیرے اور کھانے کی اطلاع دیتے تھے۔ مگر حضور اکرم ﷺ غیب الغیب کی خبریں سناتے ہیں۔ ملک السموات والارض میں جو کچھ ہو گا یا ہونے والا ہے۔ سب کی اطلاع دیتے ہیں۔

امام بخاری حضرت عمر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ایک مقام پر کھڑے ہوئے۔

فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اهل الجنة منازلهم واهل النار منازلهم۔ (بخاری شریف)

اور ابتدائے آفرینش سے لے کر انتہا تک کی تمام خبریں بیان فرما دیں حتیٰ کہ اہل

جنت کو جنت میں اور اہل نار کو دوزخ میں داخل فرمایا۔

امام مسلم عمرابن الاخطب انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک دن میں:

فاخبرنا بما هو کائن الی یوم القیامة۔

قیامت کے تمام حالات وواقعات بیان فرما دیئے ہیں۔

ان دونوں حدیثوں سے ظاہر ہو گیا کہ اگر حضرت مسیح نے گھروں میں جمع شدہ چیزوں کی اطلاع دی تھی تو محمد مصطفےٰ ﷺ نے ساری کائنات میں جو کچھ ہوگا۔ ہو گیا۔ ہونے والا ہے۔ سب کی اطلاع صحابہ کرام کو دے دی۔ اور پھر ایک دن کی قلیل مدت میں حضور ﷺ کا ساری دنیا کے وقائع وحوادث اور عجائب وغرائب کی اطلاع دینا دوسرا معجزہ ہے۔

عمدۃ القاری شرح بخاری میں ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ کا ابتدائے دنیا سے لے کر انتہا تک کے تمام حالات کو:

وفی امراد ذالك کله فی مجلس واحد امر عظیم خوارق العادة۔ (عمدۃ القاری، جلد ۷، صفحہ ۲۱۴)

ایک مجلس میں بیان فرما دینا ایک بہت ہی بڑا معجزہ ہے۔

عالم میں کیا ہے جس کی تجھ کو خبر نہیں
ذرہ ہے کونسا تیری جس پر نظر نہیں

﴿حضور ﷺ نے دل کی باتیں بتائیں﴾

امام بیہقی وابونعیم حضرت ابن عمر سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ انصاری اور ایک ثقفی دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ثقفی سے فرمایا:

سل عن حاجته ان شئت انباتك بالذی جئت تسئل منه قال ثقفی فذاك اعجب الی۔

تم جو پوچھنے آئے ہو پوچھو اور اگر تم کہو تو میں بتاؤں کہ کیا پوچھنے آئے ہو۔ ثقفی نے عرض کی حضور! یہ تو بڑی عجیب بات ہے کہ آپ میرے دل میں جو سوال ہے اس کی اطلاع دیں۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نماز، روزہ اور غسلِ جنابت کے مسائل پوچھنے آئے ہو۔ ثقفی نے عرض کی، مجھے قسم ہے اس ذاتِ مقدس کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔

ان ذالك الذی اسئلك عنه۔ میں یہی مسئلے پوچھنے آیا تھا۔

پھر حضور ﷺ نے انصاری کے سوالات بھی بتائے کہ طواف رمی جمار وحلق راس کے مسائل پوچھنے آیا ہے۔ انصاری نے عرض کی:

والذی بعثك بالحق ان هذا الذی جئت واسئل عنه۔

(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۱۰)

مجھے بھی اس ذاتِ مقدس کی قسم ہے جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے میں یہی مسائل پوچھنے آیا تھا۔

عرش تا فرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائی ہے اُمی تیری دانائی کی

امام احمد، ابو یعلیٰ، بزار، بیہقی، ابونعیم، حضرت وابصہ سے راوی۔ وہ اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ آپ سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کروں۔ ابھی میں نے سوال نہ کیا تھا کہ:

فقال من قبل ان اسئله یا وابصة اخبرك بما جئت تسالنی عنه قلت اخبرنی یارسول الله قال جئت تسالنی من البر والاثم قلت ای والذی بعثك بالحق ۔(خصائص جلد ۲، صفحہ ۱۰)

حضور ﷺ نے میرے سوال سے قبل فرمایا اے وابصہ! جو کچھ تو مجھ سے پوچھنے آیا ہے میں بتا دوں۔ میں نے عرض کی حضور ﷺ فرمائیے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھنے آیا ہے۔ میں نے عرض کی، بے شک میں یہی سوال لے کر آیا ہوں۔

ناظرین کرام! غور کیجئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے ذخیرہ بیوت کی اطلاع دی تھی مگر حضور ﷺ نے قلب کی باتیں۔ دل کے ارادے، ضمیر کے وسوسوں کی اطلاع

دی۔ ثابت ہوا کہ دلوں کی کیفیتیں ان کے ارادے اور وسوسے حضور ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ کیونکہ

سر عرش پر ہے تیری گزر، دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

جنتی ہونے کی اطلاع

امام ابو یعلیٰ بسند صحیح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ دربار رسالت میں ایک شخص نے عرض کی:

یارسول الله افی الجنة انا ام فی النار قال فی الجنة ثم قام الیه آخر فقال انی الجنة انا ام فی النار قال فی النار۔(حجۃ اللہ صفحہ ۳۶۹، ملخصاً)

یارسول اللہ! میں جنتی ہوں یا دوزخی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو جنتی ہے۔ پھر ایک اور شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ حضور ﷺ میں جنتی ہوں یا دوزخی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو دوزخی ہے۔

اس حدیث سے روشن ہو گیا کہ حضور ﷺ کو یہ بھی معلوم ہے کہ جنتی کون ہے اور دوزخی کون ہے۔ چنانچہ اس قسم کی متعدد احادیث پیش کی جا سکتی ہیں، جنھیں ہم بخوفِ اختصار چھوڑتے ہیں۔

تکثیر طعام

انجیل مقدس میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک بار تھوڑی سی روٹی اور مچھلی میں کئی آدمیوں کو شکم سیر کر دیا۔ لیکن سرور انبیاء حبیب کبریا محمد رسول اللہ ﷺ کے دستِ اقدس سے ایک مرتبہ نہیں بلکہ کئی بار اس قسم کے برکات ظاہر ہوئے۔ چنانچہ اب ہم تکثیر طعام کے چند واقعات نقل کرتے ہیں۔

1) ایک صاع جو اور ایک بکری سے ہزاروں اشخاص کی شکم سیری

امام بخاری حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ غزوہ احزاب میں تمام مہاجرین اور انصار خندق کھود رہے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے دیکھا حضور ﷺ کچھ تناول فرمانا چاہتے ہیں۔ میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے۔ انہوں نے ایک صاع جو نکالے۔ گھر میں ایک بکری تھی۔ جو میں نے ذبح کی۔ بیوی نے آٹا گوندھا اور گوشت دیگچی میں چڑھا دیا۔ اور میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور چپکے سے آپ ﷺ کے کان میں عرض کی۔ سرکار ﷺ ہم نے کھانے کا انتظام کرلیا ہے آپ ﷺ چند اصحاب کے ہمراہ تشریف لے چلئے۔ لیکن حضور اقدس ﷺ نے تمام اہل خندق کو پکارا اور فرمایا۔ آؤ جابر نے دعوتِ عام کی ہے اور مجھ سے فرمایا جب تک میں نہ آجاؤں چولہے سے دیگچی نہ اتاری جائے اور نہ روٹی پکائی جائے۔ چنانچہ حضور ﷺ تمام اہل خندق کو اپنے ہمراہ لے کر تشریف لائے۔

فاخرجت له عجين فبصق فيها وبارك ثم عمد الى برمتنا فبصق وبارك فاقسم بالله لقد اكلوا وهم الف حتى تركوه وانحرفوا وان برمتنا لتغط كما هي وان عجينا ليخبز كما هو۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۲۲۸)

اور حضور ﷺ نے آٹے اور دیگچی میں لعاب دہن ڈال کر دعائے برکت فرمائی۔ جابر کہتے ہیں۔ خدا کی قسم ہزاروں اشخاص نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ اور گوشت اور آٹے میں کسی قسم کی کمی نہ ہوئی۔

2﴾چند روٹیوں سے اسی آدمیوں کا سیر ہونا﴿

امام بخاری و مسلم حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابوطلحہ نے اپنی بیوی ام سلیم سے کہا کہ میں نے حضور ﷺ کی آواز میں ضعف پایا ہے۔ غالباً یہ بھوک کی وجہ سے ہے۔ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟

فاخرجت اقراصاً من شعير۔

تو ام سلیم نے چند جو کی روٹیاں نکالیں اور حضرت انس کے ہاتھ حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجیں۔

جب حضرت انس حضور ﷺ کی خدمت میں آئے تو حضور ﷺ نے فرمایا:

ارسلك ابو طلحة۔ انس تم کو ابوطلحہ نے کھانا دے کر بھیجا ہے۔

حضرت انس نے عرض کی، ہاں۔ پھر حضور ﷺ تمام صحابہ کے ساتھ اٹھے

اور حضرت ابوطلحہ کے مکان پر تشریف لائے۔ حضرت انس نے تشریف آوری کی اطلاع دی۔ تو حضرت ابوطلحہ نے اپنی بیوی ام سلیم سے کہا۔

یاام سليم قد جاء رسول الله ﷺ والناس وليس عندنا مانطعم وهم قالت الله ورسوله اعلم۔

ام سلیم! حضور ﷺ تو اپنے صحابہ کے ہمراہ تشریف لائے ہیں اور ہمارے پاس ان سب کے کھانے کو کچھ نہیں ہے۔ ام سلیم نے جواب دیا۔ اس راز کو اللہ اور اس کے رسول ہی جانتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ ام سلیم جو کچھ ہے لاؤ۔ انہوں نے وہی روٹیاں پیش کردیں۔ جو حضرت انس کے ہاتھ بھیجیں تھیں۔ حضور ﷺ کے حکم سے ان کو چورا کردیا گیا اور گھی کا برتن روٹیوں کے چورے پر انڈیل دیا گیا۔ پھر حضور ﷺ نے کچھ پڑھا اور دس دس آدمیوں کو کھلانا شروع کیا۔

فاكلوالقوم كلهم وشبعوا والقوم سبعون رجلا اوثما نون۔

(خصائص کبری، جلد ۲، صفحہ ۳۶)

تمام قوم نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ جن کی تعداد ستر، اسی کے قریب تھی۔

انس کی والدہ نے چند روٹی بھیجیں خدمت میں
انہیں اسی صحابہ کو کھلایا میرے آقا نے

3﴾کھانے میں حیرت انگیز برکت﴿

امام ابونعیم حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ نے حضرت زینب کے ساتھ نکاح کیا تو ام سلیم نے تھوڑا سا حیس خدمتِ اقدس میں حضرت انس کے ہاتھ بھیجا۔ جب حضرت انس یہ کھانا لے کر حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے فرمایا: علی و ابوبکر و عثمان اور میرے صحابہ اور اصحابِ صفہ اور جن کو تم بازار میں دیکھو بلالاؤ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

التعجب من قلة الطعام ومن كثرة من يامرني۔

کہ میں حیران تھا کہ کھانا تو ذرا سا ہے اور سرکار ﷺ سب کو مدعو فرما رہے ہیں!

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں نے تعمیل حکم کرتے ہوئے سب کو جمع کیا۔حتیٰ کہ آدمیوں سے گھر اور حجرہ بھر گیا۔پھر مجھ سے فرمایا کھانا لاؤ۔میں نے وہی حیس پیش کر دیا۔

فمس فيه ثلاثة اصابع يربوا ويرتفع فجعلو ايتغذون حتى اذا فرغوا اجمعون بقى فى التور نحو ماجئت به۔(خصائص،جلد۲،صفحہ۴۶)

آپ نے اپنی تین انگلیاں کھانے میں رکھ دیں۔انگشتان مبارک کی برکت سے کھانا بڑھنے لگا اور طشت میں ابھرنے لگا سب نے کھایا اور طشت میں جتنا کھانا میں لایا تھا اتنا ہی باقی رہا۔

4) تھوڑے سے کھانے سے ایک سواسی اشخاص کی سیری

امام بیہقی وطبرانی حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے راوی وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی دعوت کی:

صنعت للنبی ﷺ طعاما ولا بوبکر قدرما یکفیهما۔ اور اتنا کھانا بنایا جو صرف حضور ﷺ اور حضرت ابوبکر کے لئے کافی ہو۔

سید عالم ﷺ تشریف لائے اور آپ نے فرمایا۔ تین اشراف انصار سے اور بلالو۔ایوب کہتے ہیں میں اپنے دل میں کہنے لگا اب کیا ہوگا۔کھانا تھوڑا ہے اور صرف دو آدمیوں کو کفایت کر سکتا ہے۔میں اسی شش و پنج میں تھا کہ سرکار نے پھر حکم دیا۔میں نے تعمیل کی۔اور وہ آئے اور انہوں نے شکم سیر ہو کر کھایا۔پھر حضور ﷺ نے فرمایا:

ادع لی ستین الی ان اکل من طعامه ذالك مائة وثمانون رجلا۔

(خصائص،جلد۲،صفحہ۴۷)

کہ ساٹھ آدمی اور بلاؤ۔حتیٰ کہ اسی طرح ایک سو اسی اشخاص نے یہ کھانا شکم سیر ہو کر کھایا۔

5) ایک صاع آٹے اور ایک بکری سے ایک سو تیس اشخاص کی شکم سیری

امام بخاری حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضور

ﷺ کے ہمراہ ایک سو تیس آدمی تھے۔حضور ﷺ نے فرمایا،کسی کے پاس کچھ کھانے کو ہے۔ایک شخص نے ایک صاع آٹا گوندھا۔پھر ایک چرواہے سے حضور ﷺ نے ایک بکری خریدی۔وہ ذبح کی گئی،اور آپ نے اس کی کلیجی بھوننے کا حکم دیا۔حضرت عبدالرحمٰن فرماتے ہیں:

وايم الله مامن ثلاثين ومائة الاوقدجزله رسول الله ﷺ من سوا البطن ان كان شاهدا اعطاه وان كان غائبا خباله۔

(خصائص،جلد۲،صفحہ۴۸)

خدا کی قسم حضور ﷺ نے صرف وہ کلیجی ایک سو تیس اشخاص میں تقسیم کر دی۔حتیٰ کہ جو غائب تھا۔اس کا حصہ رکھ لیا گیا۔

پھر گوشت تیار ہوا۔دو پیالوں میں بھرا گیا۔سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔م

وفضل فى القصعتين فحملنا على البعير۔(خصائص،جلد۲،صفحہ۴۸)

حتیٰ کہ گوشت ان پیالوں میں سے بچ گیا جسے ہم نے اونٹ پر لاد لیا۔

6) حضرت ابوہریرہ کا توشہ دان

امام بیہقی وابونعیم حضرت ابوہریرہ سے راوی۔وہ فرماتے ہیں،مجھ پر تین مصیبتیں سخت پڑی ہیں۔ایک تو حضور ﷺ کی وفات۔دوسرے حضرت عثمان کی شہادت اور تیسرے میرے توشہ دان کا گم ہو جانا۔لوگوں نے پوچھا کیسا توشہ دان۔حضرت ابوہریرہ نے فرمایا ہم ایک غزوہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھے۔حضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ابوہریرہ! تمہارے پاس کچھ ہے۔میں نے عرض کی کچھ کھجوریں ہیں۔ارشاد ہوا۔وہ لے آؤ۔میں لایا۔آپ نے ان کو دسترخوان پر پھیلایا۔

فاذاهواحدى وعشرون تمرا۔تو وہ اکیس کھجوریں تھیں۔

آپ ایک ایک کھجور کو خدا کا نام پڑھ کر رکھتے جاتے تھے۔پھر آپ نے سب کو ملا دیا۔پھر آپ نے حکم دیا،کہ دس دس آدمی کھائیں اور اس طرح ساری فوج سیر ہو گئی۔اور کچھ کھجوریں بچ گئیں۔وہ میں نے توشہ دان میں ڈال لیں۔اور ان کے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا:

یاابا هريرة اذا اردت ان تاخذشيا فادخل يدك فيه۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ابوہریرہ جب تمہیں کھجوروں کی ضرورت ہو تو اس توشہ دان میں ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں۔ جب مجھے ضرورت ہوتی تو میں توشہ دان میں ہاتھ ڈالتا اور کھجوریں نکل آتیں۔ اور حضور ﷺ کے زمانہ سے لے کر حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کے زمانہ خلافت تک میں اس میں سے کھجوریں کھاتا رہا۔

واخذت منه خمسين وسقافي سبيل الله۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۵۹)

اور ۵۰ وسق تو میں نے اسی میں سے راہ خدا میں خیرات کر دیں۔

مگر کھجوریں ختم نہ ہوئیں۔ پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہنگامۂ شہادت میں میرا گھر لوٹا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی میرا توشہ دان بھی جاتا رہا۔

7) بکری کے دست میں برکت

امام احمد و طبرانی حضرت ابو رافع سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کے لئے ایک بکری ذبح کی اور اس کا گوشت پکایا۔ چونکہ آپ کو دست کا گوشت مرغوب تھا۔ اس لئے آپ نے ایک دست مانگا۔ میں نے حاضر کر دیا۔ پھر دوسرا مانگا۔ میں نے حاضر کیا۔ جب تیسری بار حضور ﷺ نے طلب فرمایا تو میں نے عرض کی۔ سرکار بکری کے دو ہی دست ہوتے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا:

لوسكت لنا ولتني مادعوت به۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۵۵)

ابو رافع! اگر تم خاموش رہتے تو جس قدر دست میں مانگتا تم دیتے رہتے۔

8) گھی میں برکت

امام مسلم حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں کہ ام مالک کا یہ دستور تھا کہ وہ ایک برتن میں کچھ گھی حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا کرتی تھیں۔ جب ان کے بچے سالن مانگتے اور گھر میں سالن نہ ہوتا تو وہ اس برتن کو جس میں حضور ﷺ کی خدمت میں گھی بھیجتی تھیں۔ اٹھالاتیں۔

فتجد فيها سمنا۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۵۲)

اس میں سے بقدر ضرورت گھی نکل آتا تھا۔

ایک دن انہوں نے اس برتن کو نچوڑ لیا۔ پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر

ہوئیں تو حضور ﷺ نے فرمایا:

لوتركتها مازال قائما۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۵۵)

اگر تم نے اس کو نہ نچوڑ لیا ہوتا تو ہمیشہ اس میں سے گھی نکلا کرتا۔

9) خالی کپی گھی سے بھر گئی

ابو یعلیٰ و طبرانی و ابو نعیم و ابن عساکر حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ام سلیم نے اپنی بکری کے دودھ سے گھی نکال کر جمع کیا۔ اور حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیۃً حاضر کیا۔ حضور ﷺ نے قبول فرمایا اور کپی خالی کر کے واپس دے دی اور وہ خالی کپی ایک کیل سے گھر میں لٹکا دی گئی۔

فجاءت ام سليم فرأت العكة ممتلئة تقطر سمنا۔

جب اُم سلیم گھر آئیں تو دیکھا کہ وہ خالی کپی گھی سے بھری ہوئی ہے اور گھی اس سے ٹپک رہا ہے۔

حیران ہو گئیں۔ اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اتعجبين ان الله اطعمك كما اطعمت نبيه۔

تعجب کیوں کرتی ہو۔ اللہ نے تم کو کھلایا جیسے تم نے اللہ کے نبی کو کھلایا۔

10) کھجوروں میں حیرت انگیز اضافہ

امام بخاری حضرت جابر سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے اپنے اوپر بہت سا قرض چھوڑ کر وفات پائی۔ قرضداروں نے تقاضا کیا۔ تو میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی، سرکار ﷺ میرے والد نے اپنے اوپر قرض چھوڑ کر انتقال کیا ہے:

ولا يبلغ مايخرج سنين ماعليه۔

اور حضور ﷺ کھجوروں کی جو پیداوار میرے باغ میں ہے۔ اس سے کئی برس تک یہ قرض ادا نہیں ہو سکتا۔

آپ میرے ساتھ نخلستان میں تشریف لے چلئے تاکہ آپ کے ادب سے قرض دار مجھ پر سختی نہ کریں۔ حضور ﷺ ان کے ہمراہ تشریف لے گئے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

فمشی حول البیدر ومن بیادر التمر فدعا ثم جلس علیہ۔

(بخاری، جلد ا، صفحہ ۵۰۶)

اور کھجوروں کے ڈھیر کے گرد چکر لگا کر دعائے برکت فرمائی۔ پھر آپ اس ڈھیر پر بیٹھ گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کھجوروں میں اتنی برکت ہوئی کہ تمام قرض ادا ہو گیا۔ اور جتنی کھجوریں قرض داروں کو دی گئیں تھیں۔ اتنی ہی بچ رہیں

بہت دائن تھے جابر اورایک انبار خرما کا
ادائے قرض کرکے پھر بچایا میرے آقا نے

11) جو کی مقدار میں برکت

امام مسلم و بیہقی و بزار حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے غلہ مانگا تو حضور ﷺ نے:

فاطعمه شطر وسق شعير فما زال الرجل ياكل منه وامرأه وضيفا ه حتى كاله فاتى النبى ﷺ فقال تولم تكله لاكلت منه ولقام بكم۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۵۱)

اس کو نصف وسق عطا فرمایا۔ اس میں اتنی برکت ہوئی کہ وہ روز اپنے لئے اپنی بیوی اور اپنے مہمانوں کے لئے اس میں سے خرچ کرتا تھا اور کمی نہ ہوتی تھی۔ ایک دن اس نے اس کو تولا اور خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اگر تم اس کو نہ تولتے تو ہمیشہ ایک حالت پر قائم رہتا۔ (یعنی قیامت تک کھاتے رہتے کمی نہ ہوتی)

12) دو عدد کھجوروں کی برکت

ابن سعد حضرت ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ایک دن مجھے بھوک لگی۔ تو میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ مسجد میں چند صحابہ کو دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا۔ ہم بھی بھوکے ہیں۔ پھر ہم دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کو اطلاع دی۔ آپ نے کھجوروں کا ایک طباق منگایا۔ اور:

فاعطى كل رجل منا تمرتين فقال كلوهما تين التمرتين واشربوا عليها

من الماء فان هما ستجز يانكم يومكم هذا۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۵۰)

ہر شخص کو دو دو عدد کھجور عطا فرمائیں۔ اور فرمایا ان دو دو کھجوروں کو کھا کر پانی پی لو سارے دن کے لئے کافی ہو جائیں گی۔

13) روٹی کے چند ٹکڑوں سے اسی آدمیوں کی سیری

امام مسلم حضرت انس سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں ایک دن میں مسجد نبوی میں حاضر ہوا۔ دیکھا کہ حضور ﷺ نے اپنا بطن مبارک باندھا ہوا ہے۔ اور اصحاب سے گفتگو فرما رہے ہیں۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا کہ حضور ﷺ نے اپنا بطن مبارک کیوں باندھ رکھا ہے تو انہوں نے کہا بھوک کی وجہ سے۔ میں گھر آیا اور حضرت ابو طلحہ کو تمام ماجرا سنایا۔ انہوں نے میری والدہ سے پوچھا کہ کچھ کھانے کو ہے؟ تو انہوں نے کہا۔

کسر من خبز وتمرات فان جاء رسول الله ﷺ وحده اشبعناه۔

چند روٹی کے ٹکڑے اور تین چار کھجوریں ہیں۔ اگر حضور تنہا تشریف لے آئیں۔ تو صرف انہیں کافی ہوگا۔

پھر حضرت طلحہ نے مجھ سے کہا کہ چپکے سے حضور ﷺ کو بلا لاؤ۔ میں حاضر ہوا۔ اور دروازہ کے پیچھے کھڑے ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا سرکار میرے والد آپ کو بلاتے ہیں۔ مگر حضور ﷺ نے تمام صحابیوں سے فرمایا میرے ساتھ چلو۔ جب سرکار مکان کے دروازہ تک پہنچے۔

فدخلت وانا حزين بكثرة من جاربه۔

میں بہت غمگین گھر میں داخل ہوا۔ کیونکہ سرکار کے ہمراہ کافی آدمی تھے۔

حضور ﷺ مع صحابہ کے تشریف لائے تو میری والدہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! ہمارے پاس اتنا طعام نہیں ہے جو اتنے آدمیوں کے لئے کافی ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ فکر مت کرو۔ اللہ برکت دے گا۔ چنانچہ ہم نے وہی روٹی کے چند ٹکڑے اور کچھ کھجوریں حاضر کیں۔

حضور ﷺ نے دعائے برکت فرمائی۔ اور آٹھ آٹھ آدمیوں کو کھلانا شروع کیا۔

حتى دخل عليه ثمانون رجلا كلهم ياكل حتى يشبع۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۴۰)

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

حتیٰ کہ ۱۸۰ اشخاص نے شکم سیر ہو کر کھایا۔

14) آدھا سیر جو سے ستر، اسی اشخاص کی سیری

ابن سعد و ابن ابی شیبہ طبرانی و ابو نعیم حضرت ابو ہریرہ سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں ۔ایک رات حضور ﷺ نے فرمایا۔ اصحاب صفہ کو بلاؤ۔ میں نے ان کو بلایا۔ وہ سب حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ایک برتن میں "ضیع" جو ایک قسم کا کھانا جو سے تیار کیا جاتا ہے رکھا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اظنه قدر مد۔ میں گمان کرتا ہوں کہ وہ آدھ سیر ہوگا۔

پھر حضور ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اس کھانے پر رکھ کر سب سے فرمایا۔ کھاؤ۔

فاکلنا منها ماشئنا وکنا مابین السبعین الی الثمانین ۔

(خصائص، جلد ۲، صفحہ ۴۶)

ہم سب نے جتنا جی چاہا کھایا۔ اور ہم ستر، اسی آدمی تھے۔

15) تھوڑے سے کھانے میں غیر معمولی برکت

امام طبرانی حضرت جابر سے روایت کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے حضور ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا۔ اور مجھے حضور ﷺ کے بلانے کے لئے بھیجا۔ میں دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ اور حضور ﷺ کے کان میں چپکے سے عرض کی کہ تشریف لے چلئے۔ مگر حضور ﷺ نے صحابہ کو بھی ساتھ لے لیا:

فقام معه خمسون رجلا۔ اور ۵۰ صحابہ حضور ﷺ کے ہمراہ تشریف لائے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: دس دس کو کھلاؤ۔ سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ اور کھانا اسی طرح باقی بچ گیا۔ اس میں کمی نہ ہوئی۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۴۹)

16) تھوڑی سی زادِ راہ سے چودہ سو اشخاص کی سیری

امام مسلم حضرت سلمہ بن اکوع سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں حضور ﷺ کے ساتھ نکلے۔ صحابہ بھوک سے اس قدر بے تاب ہوئے کہ اُونٹیاں ذبح کرنا چاہیں۔

مگر حضور اکرم نے تمام لوگوں کو زادِ راہ جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور ایک چادر بچھائی گئی اور اس پر تمام ز ہ کا ڈھیر کیا گیا۔

حضرت سلمہ فرماتے ہیں:

فحزرته کربضة العنز ونحن اربع عشرة مائة فاکلنا حتی شبعنا جمیعا ثم حشونا جربنا۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۶۰۶)

اس تمام زادِ راہ کی مجموعی مقدار نے صرف اس قدر زمین کا احاطہ کیا جس پر ایک بکری بیٹھ جائے اور صحابہ کی تعداد چودہ سو تھی۔ مگر سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ حتیٰ کہ کھانا بچ گیا۔ اور سب نے اپنے توشہ دان بھی بھر لئے۔

جب سب کھا چکے تو حضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا۔ ایک صحابی ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔ آپ نے اس کو پیالہ میں انڈیل دیا چودہ سو اشخاص نے ایک پیالے کے پانی سے وضو کر لیا۔

17) تھوڑی سی زادِ راہ میں عظیم برکت

امام مسلم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔ کہ غزوہ تبوک میں صحابہ کو سخت بھوک لگی۔ اتنی تکلیف ہوئی کہ صحابہ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ! اگر اجازت ہو تو اپنی سواریاں ذبح کر لی جائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ حضور ﷺ اگر ایسا کیا گیا تو سواریاں کم ہو جائیں گی۔ آپ بچا ہوا زادِ راہ تمام لوگوں سے جمع کیجئے۔ اور اس پر دعائے برکت فرما دیجئے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ایک چادر بچھائی اور زادِ راہ جمع کرنے کا حکم دیا۔ کوئی کھجوریں لایا۔ اور کوئی روٹی کے چند ٹکڑے۔ اور اس طرح چادر پر قلیل مقدار کھانے کی جمع ہو گئی۔

پھر حضور ﷺ نے دعائے برکت فرمائی۔ پھر تمام لوگوں سے فرمایا کہ اپنے برتن بھر لیں۔

فاخذوا حتی ماترکوا فی العسکر وعاء الا ملئوه وفضلت فضلة ۔

(حجۃ اللہ، صفحہ ۶۰۷)

سارے لشکر نے اپنے برتن بھر لئے اور کھانا پھر بھی بچ گیا۔

18) تھوڑے سے جو کی برکت

امام بخاری و مسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد میرے گھر میں

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

الا شطر من شعیر فاکلت منه حتی طال فکلته ففنی۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۶۱۳)

تھوڑے سے جو کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ تو میں نے اسی کو ایک مدت طویلہ تک کھایا اور وہ ختم نہ ہوا۔ پھر میں نے اس کو تولا۔ تو وہ ختم ہو گیا۔

19) تھوڑے سے گوشت میں عظیم برکت﴾

ابن سعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ رات ہمیں کچھ کھانے کو نہ ملا۔ تو ہم بھوکے ہی سو گئے۔ صبح ہوتے ہی میں نے ایک درہم سے گوشت اور گندم خریدی۔ اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو دی۔ اور انہوں نے گوشت اور روٹی پکائیں۔

پھر میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ سرکار ہم نے کھانا پکایا ہے۔ تشریف لے چلئے، حضور ﷺ تشریف لائے۔ ہماری ہانڈی چولہے پر جوش مار رہی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اس میں سے ایک پیالہ بھر کر (حضرت) عائشہ کو دو۔ میں نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر فرمایا ایک پیالہ گوشت (حضرت) حفصہ کو دو۔ میں نے ان کو بھی دیا۔

حتی عرفت نسائه التسعة۔

حتی کہ میں نے اس ہانڈی سے حضور ﷺ کی نو بیبیوں کو ایک ایک پیالہ بھر کر دے دیا۔

پھر حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ اب تم اپنے والد اور خاوند کے لئے پیالہ بھرو۔ میں نے پیالہ بھر کر حاضر کر دیا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا:

اغرفی وکلی فغرفت ثم رفعت القدر وانها لتفیض۔ (حجۃ اللہ، صفحہ ۶۱۳)

اب تم اپنے لئے بھرو۔ میں نے اپنے لئے ایک پیالہ بھر لیا۔ اور پھر چولہے سے ہانڈی اتاری تو وہ اسی طرح بھری ہوئی تھی۔

20) ایک روٹی اور ایک زنبیل کھجوروں سے چالیس آدمیوں کی شکم سیری﴾

ابن سعد اسماء بنت یزید ابن سکن سے راوی، وہ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ ہماری

مسجد میں حضور ﷺ نے مغرب کی نماز ادا فرمائی۔ تو میں اپنے گھر گئی اور: فجئته بعرق وارغفة۔ ایک زنبیل کھجور اور ایک روٹی لائی۔

اور عرض کی۔ سرکار تناول فرمایئے۔ آپ نے اپنے اصحاب کو بھی بلایا اور سب نے شکم سیر ہو کر کھایا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

لرأیت بعض العرق لم یتحرق وعامة الخبز وان القوم اربعون رجلا۔ (خصائص، جلد ۲، صفحہ ۵۰)

کہ ان کھجوروں کی زنبیل اور روٹی میں کسی قسم کی کمی نہ آئی۔ اور کھانے والے چالیس آدمی تھے۔

قارئین کرام! ہم نے بطور نمونہ یہ چند احادیث نقل کر دی ہیں۔ اگر اس مضمون کی احادیث کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے۔ تاہم ان سے ظاہر ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ ایک دفعہ تھوڑی مچھلی اور روٹی سے کئی سو اشخاص کو شکم سیر کر دیا تھا۔ تو حضور اقدس ﷺ نے ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد بار وراسے کھانے سے ہزاروں اشخاص کے پیٹ بھر دیئے۔ اور پھر لطف یہ کہ کھانا اسی طرح باقی رہا۔ اور اس میں کسی قسم کی کمی نہ ہوئی

کئے ہیں سیر صدہا ایک بکری صاع بھر جو میں
لعاب اور دست اقدس جب لگایا میرے آقا نے

﴿رفع سماء﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رفع سما کا منصب ملا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ آسمانوں پر اٹھا لیا۔ لیکن سید عالم ﷺ نے آسمانوں پر تشریف لے جانا پسند نہ فرمایا۔ اور ہم غلاموں کے پاس زمین پر ہی رہنا اختیار کیا۔ چنانچہ ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولقد عرض علی محمد ﷺ البقاء عند وفاته فاختار ما عند الله وقربه علی البقاء فی الدنیا فقبضه الله ورفع روحه الیه ولو اختار البقاء فی الدنیا لکان کا الخضر والیاس وعیسیٰ علیهم السلام۔

(دلائل النبوت، جلد ۲، صفحہ ۲۲۷)

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ پر یہ پیش کیا کہ آپ دنیا میں رہنا چاہتے ہیں یا آخرت میں۔ تو حضور ﷺ نے آخرت اور قرب الٰہی کو اختیار فرمایا۔ اس لئے حضور ﷺ کی وفات ہوئی۔ اور اللہ نے آپ کی روح مبارک کو اپنی طرف رفع فرمالیا۔ اور اگر حضور ﷺ بقاء دنیا کو منظور فرماتے تو خضر اور الیاس اور عیسیٰ علیہم السلام کی طرح ہوتے۔

یعنی حضور اکرم ﷺ نے بقاء دنیا اور رفع آسمانی کو اختیار نہ فرمایا اور اگر حضور ﷺ چاہتے تو آپ پر ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہ ہوتی۔ اور آپ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آسمانوں پر زندہ ہوتے۔ مگر چونکہ حضور ﷺ نے آخرت کو اختیار کیا۔ اس لئے آپ پر ایک آن کے لئے موت طاری ہوئی۔ اور اب حضور ﷺ اپنے مقام اعلیٰ وارفع میں تشریف فرما ہیں۔ اور بجسد و زندہ ہیں

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ !
میری چشم عالم سے چھپ جانے والے

دارمی حضرت ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ جس مرض میں حضور ﷺ نے وصال فرمایا۔ اسی مرض کی حالت میں حضور ﷺ نے منبر پر رونق افروز ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا۔

(۱) ان عبدا عرضت علیه الدنیا وزینتها فاختار الاخرة۔

کہ اللہ نے اپنے بندے پر دنیا اور اس کی زینت کو پیش کیا۔ تو اس بندے نے آخرت کو اختیار کیا۔

نبی علیہ السلام کے ان کلمات کا مطلب اور کسی صحابی نے تو نہ سمجھا۔ مگر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یہ سن کر رونے لگے۔ وہ سمجھ گئے کہ حضور ﷺ اپنی ذات کے متعلق فرما رہے ہیں۔ (مشکوۃ شریف)

(۲) نیز مشکوۃ باب وفات النبی میں ہے کہ جب ملک الموت حاضر ہوئے تو انہوں نے عرض کی:

ان اللہ ارسلنی الیک فان امرتنی ان اقبض روحك قبضت وان

امرتنی اترکه ترکته۔ (مشکوۃ)

یارسول اللہ ﷺ مجھے اللہ نے بھیجا ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں روح قبض کروں اور اگر اجازت نہ ہو تو قبض نہ کروں۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ عزرائیل تم ایسا کرو گے۔ یعنی میرا حکم مانو گے۔

عزرائیل نے عرض کی۔

وامرت ان اطیعك ۔ ہاں میں حکم کیا گیا ہوں۔ اور مجھے اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں۔

عزرائیل کی یہ گفتگو سن کر حضور ﷺ نے حضرت جبرائیل امین کی طرف دیکھا۔ حضرت جبرائیل نے عرض کی:

یامحمد ان اللہ قداشتاق الی لقائك۔ یارسول اللہ رب تعالیٰ آپ کی ملاقات کا مشتاق ہے۔

چنانچہ حضور ﷺ نے قبض روح کی اجازت عطا فرمائی اور حضرت عزرائیل نے روح اقدس کو قبض کیا۔ اور سرکار کا وصال ہوگیا۔

ان دونوں حدیثوں سے یہ ثابت ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو یہ اختیار دے دیا تھا کہ آپ دنیا میں رہیں یا آخرت کو اختیار فرمائیں۔ مگر حضور ﷺ نے آخرت کو اختیار فرمایا۔

﴿مرزائیوں کا اعتراض﴾

مرزائی اور عیسائی کہا کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننے سے حضور ﷺ کی تنقیص شان ہوتی ہے۔ کیونکہ جو آسمان پر ہے وہ زمین پر رہنے والے سے افضل ہے۔

حیرت کی جا ہے عیسیٰ زندہ ہو آسمان پر
مدفون ہو زمین میں شاہ جہاں ہمارا

(مقولہ مرزائی)

جواب﴾

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہاں تین امور قابل ذکر ہیں (۱) حیات (۲) آسمان پر ہونا (۳) قرب خداوندی۔ ہم یہاں تینوں امور پر مختصری بحث کرتے ہیں۔

اوّل حیات

یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمانوں پر اُٹھا لئے گئے۔ گویا ابھی تک ایک آن کے لئے ان پر موت طاری نہ ہوئی۔ مگر وعدہ الٰہیہ کہ:

کل نفس ذائقة الموت۔ ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت طاری ہوگی۔ گویا فرق صرف اتنا ہے کہ حضور ﷺ نے وعدہ الٰہی کے مطابق موت کا ذائقہ چکھ لیا۔ اور حضرت عیسیٰ زمانہ آئندہ میں موت کا ذائقہ چکھیں گے۔ باقی رہی یہ بات کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ابھی تک ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی ہے تو اس کا جواب مذکورہ بالا حدیث میں موجود ہے کہ حضور ﷺ نے جا دنیا پر آخرت کو ترجیح دی۔ اگر حضور ﷺ چاہتے تو آپ پر ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہ ہوتی۔ اور وعدہ الٰہی کے مطابق جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آئندہ زمانہ میں موت طاری ہوگی۔ اسی طرح حضور ﷺ کے لئے ہوتا۔ گویا اگر حیات کے لحاظ سے دیکھا جائے تو جب بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ سے افضل ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری حیات ہیں تو حضور ﷺ پر ایک آن کے لئے موت طاری ہوئی اس کے بعد حضور ﷺ اسی طرح زندہ ہیں جس طرح کہ دنیا میں آپ کی زندگی تھی۔ اور اب حضور ﷺ اپنے مقام اعلیٰ وارفع میں بجسدہ العنصری حیات ہیں

انبیاء پر بھی اجل آنی ہے
مگر اتنی کہ فقط آئی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

آسمان پر ہونا

آسمان پر ہونا ایسی فضیلت ہے جو عام ہے، ملائکہ بھی آسمان پر ہیں۔ اسی طرح عامہ مومنین کی روحیں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں اور اپنے مرتبے کے مطابق کوئی

آسمان اول پر اور کوئی آسمان دوم پر رہتی ہیں۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر ہونا آپ کو حضور ﷺ سے افضل ثابت نہیں کرتا۔ بلکہ آسمان پر زندہ جانے کا شرف تو حضور ﷺ کے غلاموں کو بھی حاصل ہے۔ چنانچہ امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

ان قوما من امة نبينا ﷺ رفعوا كما رفع عيسىٰ عليه السلام وذالك رفع عامر بن فهيرة مولىٰ ابوبكر ن الصديق والناس ينظرون۔ (دلائل النبوت، جلد ۳، صفحہ ۲۷۴)

ہمارے نبی ﷺ کی اُمت میں سے بھی حضرت عیسیٰ کی طرح آسمان پر زندہ اٹھائے گئے۔ چنانچہ عامر بن فہیرہ صحابی جو حضرت ابوبکر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آسمان پر زندہ اٹھا لئے گئے۔ اور ان کو لوگوں نے آسمان کی طرف رفع ہوتے دیکھا۔

شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اسی اعتراض کا نہایت معقول جواب دیا ہے فرماتے ہیں

کسے بگفت کہ عیسیٰ ز مصطفےٰ اولیٰ است
کہ ایں بہ زیر زمیں آں باوج سماء ست

یعنی کہ مجھ سے ایک عیسائی نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور ﷺ سے افضل ہیں کیونکہ وہ آسمان پر ہیں اور حضور ﷺ زمین پر جلوہ فرما ہیں۔

شاہ صاحب علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو جواب دیا کہ

بگفتش کہ نہ ایں قول معتبر باشد
حباب بر سر و در یا بقعر دریا است

میں نے کہا کہ تیرا یہ استدلال باطل ہے دیکھ لے حباب یعنی بلبلہ پانی کے اوپر ہوتا ہے اور آبدار موتی پانی کے نیچے ہوتا ہے۔

لہٰذا تیرا یہ کہنا کہ چونکہ حضرت عیسیٰ آسمان پر ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ سے افضل ہیں یہ غلط ہے اور یہ کلیہ باطل ہے کہ اوپر والی چیز نیچے والی چیز سے افضل ہوتی

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ پھر آپ نے ترازو منگایا۔ ایک پلہ میں سیر اور ایک پلہ میں چھٹانک رکھا۔ چھٹانک والا پلہ اُوپر ہو گیا، سیر والا پلہ جھک گیا۔ آپ نے فرمایا بتا! سیر افضل ہے یا چھٹانک۔ اس نے کہا سیر۔ شاہ صاحب نے فرمایا اسی طرح بلاتمثیل ہمارے آقا ﷺ کا مرتبہ بھاری ہے وہ نیچے رہے اور جن کا مرتبہ ہمارے حضور سے کم تھا وہ اُوپر تشریف لے گئے۔

کیا یہ حقیقت ہے؟

شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے سیر اور چھٹانک کی مثال دے کر یہ بتایا کہ حضور ﷺ کے مراتب بہت وزنی ہیں۔ یہ مثال ہی نہیں ہے بلکہ حقیقت ہے کہ محبوب خدا ﷺ کے مراتب وکمال اتنے وزنی ہیں کہ فرشتہ آپ کو تولتا ہے تو تمام بنی نوع انسان سے حضور ﷺ کا وزن زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ امام ابونعیم، ابویعلےٰ، ابن عساکر حضرت شداد بن اوس سے راوی کہ حضور سید عالم ﷺ نے شق صدر کی حدیث میں فرمایا کہ تین فرشتے آئے انہوں نے شق صدر کی خدمت سرانجام دی۔

ثم قال زنه بعشرة امته فوزنوني بهم فرجحتهم ثم قال زنه بما ئة من امته فوز نوني فرجحتهم ثم قال زنه بالف من امته فوز نوني فرجحتهم فقال دعوه فلووز نتموه بامته كلها لرجحتهم ۔(خصائص)

پھر ایک فرشتے نے دوسرے فرشتے سے کہا ان کو ان کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ تولو اس نے تولا تو میرا وزن زیادہ ہوا۔ پھر کہا ان کو ان کی امت کے سو آدمیوں کے ساتھ تولو انہوں نے تولا۔ پھر بھی میرا وزن زیادہ ہوا۔ پھر کہا کہ ایک ہزار آدمیوں کے ساتھ تول۔ اس نے تولا۔ تو بھی میرا وزن زیادہ ہوا آخر فرشتے نے کہا۔ انہیں چھوڑ دو۔ اگر ان کو ان کی تمام امت کے ساتھ بھی تولا جائے گا۔ تو ان کا وزن زیادہ ہو گا۔

اس حدیث سے ظاہر ہوا کہ واقعی حضور ﷺ کے کمال ومراتب کا وزن تمام انسانوں کے فضائل وکمال سے زیادہ ہے۔

سوم قرب الٰہی

تیز یہ بھی ظاہر ہے کہ چرخ پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام مقام نبوی سے افضل نہیں ہے کیونکہ جس خطہ پاک پر حضور ﷺ اب جلوہ فرما ہیں۔ وہ ساری کائنات اور عرش اعظم وسدرۃ المنتہیٰ سے بھی افضل واعلیٰ ہے جس کی تفصیل اسی کتاب کے باب تعمیر کعبہ میں گذر چکی ہے۔ رہا قرب خداوندی تو حضور ﷺ کے قرب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کیا نسبت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر ہیں اور محبوب خدا ﷺ کو اس مقام دنیٰ فتدلیٰ وخلوت خانہ قاب قوسین میں باریابی حاصل ہوتی ہے جہاں ملک مقرب اور نبی مرسل کی بھی رسائی نہیں ہے

نہ کجا چرخ وسیح پر نہ کلیم وطور نہاں مگر
جو گیا ہے عرش سے بھی ادھر وہ عرب کا ناقہ سوار ہے

انزال مائدہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے کہا۔ خدا سے دعا کیجئے ہم پر آسمان سے کھانے کا خوان اترے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے دعا فرمائی۔ اتوار کے دن کھانا اترا اور اسی لئے یوم نزول نعمت کو عیسائیوں نے یوم تعطیل قرار دیا۔ گویا حضرت مسیح علیہ السلام نے دُعا فرمائی پھر کھانا اترا۔ مگر حضور اکرم ﷺ کی نرالی شان ہے۔ حضور ﷺ کے پاس بلا طلب واستدعا آسمان سے کھانا آتا تھا۔ چنانچہ امام احمد، دارمی ونسائی حضرت سلمہ بن نفیل سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ کے پاس جنت یا آسمان سے کھانا اترتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

نعم قال وبما ذا قال في مسخنة ۔(خصائص جلد ۲، صفحہ ۵۵)

ہاں انہوں نے کہا۔ کیا؟ فرمایا مسخنہ میں۔

بلکہ بعض اوقات خود رب العزت جل مجدہٗ خاص طور پر بذریعہ جبریل جنتی کھانا ارسال فرماتا ہے چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

ان ربك يقرئك السلام وارسلني اليك بهذا القطف لتاكله فاخذ

Scanned by CamScanner
Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

النبی ﷺ۔(خصائص،جلد۲،صفحہ۵۶)

آپ کا رب آپ کو سلام عرض کرتا ہے اور اس قطف کے ساتھ مجھ کو بھیجا تا کہ آپ اس کو تناول کرلیں۔

امام قاضی عیاض شفاء میں جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ بیمار ہوئے۔

فاتاه جبرائيل بطبق فيه رمان وعنب فاكل النبی ﷺ۔

تو جبریل ایک طباق میں انار اور انگور لے کر حاضر ہوئے جن کو حضور ﷺ نے تناول فرمایا۔

نیز انزالِ مائدہ کی نظیر وہ احادیث بھی ہیں جو ہم نے تکثیر طعام میں نقل کی ہیں کہ تھوڑا سا طعام حضور ﷺ کی دعا سے بڑھ جاتا تھا۔ اور ہزاروں صحابہ شکم سیر ہو جاتے تھے۔

﴿حضرت مریم اور جنتی طعام﴾

قرآن حکیم میں ہے کہ جب حضرت زکریا حضرت مریم کے حجرہ میں داخل ہوتے تو کھانا دیکھ کر فرماتے یہ کہاں سے آیا تو حضرت مریم فرماتیں:

قالت هو من عندالله ۔ ان الله يرزق من يشاء بغير حساب ۔ (قرآن مجید)

ترجمہ: یہ اللہ کی جانب سے ہے۔ اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

گویا حضرت مریم علیہا السلام کے پاس جنت سے کھانا آتا تھا تو اسی طرح حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مقدس گھر میں آسمان سے کھانا اترتا تھا۔ چنانچہ ابویعلیٰ حضرت جابر سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں ایک دفعہ کئی دن تک حضور ﷺ نے کچھ تناول نہ فرمایا۔ اس لئے حضور ﷺ حضرت فاطمہ کے گھر تشریف لائے۔ اور کھانا طلب کیا۔ حضرت فاطمہ نے عرض کی کچھ نہیں ہے۔ تھوڑی دیر بعد آپ کی ہمسایہ نے دو روٹی اور ایک گوشت کا ٹکڑا ہدیہ کیا حضرت فاطمہ نے اس کو برتن ڈھک کر رکھ دیا اور حضور ﷺ کو اطلاع دی۔ حضور ﷺ تشریف لائے تو وہ برتن لینے گئیں

۔ دیکھا تو برتن گوشت اور روٹی سے بھرا ہوا ہے آپ حیران ہوگئیں کہ کھانا تھوڑا تھا مگر بڑھ گیا ہے۔ آپ نے حضور ﷺ کے سامنے کھانا پیش کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ۔ یہ کہاں سے آیا۔ حضرت فاطمہ نے جواب دیا کہ:

هی من عند الله ان الله يرزق من يشاء بغير حساب،

ترجمہ: یہ اللہ کی جانب سے ہے۔ اللہ جسے چاہے بے حساب رزق دیتا ہے۔

یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا:

الحمد لله الذی جعلك يابنية شبيهة لسيدة النساء بنی اسرائيل ۔

(خصائص، جلد۲، صفحہ۵۰)

حمد ہے اس کو جس نے اے بیٹی تم کو سیدۃ النساء بنی اسرائیل (یعنی حضرت مریم) کی مثل بنایا۔ کیونکہ جب ان کو اللہ رزق دیتا تو وہ بھی اسی طرح کہا کرتی تھیں۔

﴿تکلیم فی المہد﴾

جب عیسیٰ علیہ السلام نے بچپن میں گفت گو فرمائی اور اپنی والدہ حضرت مریم کی طہارت و پاک دامنی کی گواہی دی اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے بھی بحالتِ شیر خوارگی کلام فرمایا۔ چنانچہ حضرت امام ابن سبع فرماتے ہیں:

ان مهده يتحرك بتحريك الملئكة واول كلام تكلم به الله اكبر كبيرا۔

کہ حضور کے گہوارہ مقدس کو ملائکہ حرکت دیتے تھے اور آپ نے بحالتِ شیر خوارگی جو پہلا کلام فرمایا وہ یہ ہے۔ اللہ اکبر کبیرا۔

بلکہ تکلیم فی المہد کا شرف حضور ﷺ کے غلاموں کو بھی حاصل ہوا۔ اور دودھ پیتے بچے نے حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دی۔ چنانچہ امام بیہقی و دار قطنی و حاکم و خطیب بغدادی حضرت معرض الیمانی سے راوی۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں حج (حجۃ الوداع) میں حضور کے ہمراہ تھا۔ پھر میں مکہ کے ایک گھر میں داخل ہوا۔ وہاں حضور ﷺ تشریف فرما تھے۔ اور چہرہ انور چاند کی مانند دمک رہا تھا۔ پھر میں نے عجیب بات یہ دیکھی کہ:

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

جاء رجل من اهل اليمامة بغلام ولدولفه فی خرقة ۔

اہل یمامہ سے ایک شخص ایک بچے کو جو اسی روز پیدا ہوا تھا۔ کپڑے میں لپیٹ کر خدمتِ اقدس میں حاضر لایا۔

حضور ﷺ نے اس بچے سے فرمایا۔ میں کون ہوں؟

قال انت رسول الله ۔ لڑکے نے کہا، آپ اللہ کے رسول ہیں۔

﴿خضر علیہ السلام اور امام الانبیاء ﷺ﴾

حضرت خضر علیہ السلام کے لئے جمہور نبوت کے قائل ہیں۔ اس پر فقیر کا مستقل رسالہ ہے۔ آپ کے بھی متعدد معجزات مشہور ہیں قرآن مجید میں ہے:

اوکالذی مرعلی قرية وهی خاوية علی عروشها قال انی يحيی هذه الله بعد موتها فاماته الله مائة عام ثم بعثه ، قال کم لبثت ، قال لبثت يوما اوبعض يوم ، قال بل لبثت مائة عام فانظر الی طعامك و شرابك لم يتسنه ۚ وانظر الی حمارك ولنجعلك آية للناس وانظرالی العظام کيف ننشزها ثم نکسوهالحما ، فلما تبين له قال اعلم ان الله علی کل شئ قدير ٥

ترجمہ: یا اُس کی طرح جو گزرا ایک بستی پر اور وہ ڈھی پڑی تھی اپنی چھتوں پر، بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اُسے مردہ رکھا سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا، عرض کی دن بھر ٹھہرا ہونگا یا کچھ کم، فرمایا نہیں تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بُو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہ رہیں اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اُٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں جب یہ معاملہ اُس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

تفسیر

ان آیات کی تفسیر میں صدر الافاضل حضرت علامہ اسماعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آپ کو ایک سو سال کے بعد نئی زندگی ملی تو آپ اپنی آرام گاہ سے اٹھے

اپنے گدھے پر سوار ہو کر اپنے محلّے میں تشریف لائے لیکن نہ انہیں لوگ پہچانتے تھے اور نہ وہ لوگوں کو بلکہ مکانات کی ہیئت بھی تبدیل تھی۔ اپنے گمان پر ہی چلتے چلتے اپنے گھر پہنچے، وہاں ایک بڑھیا نابینا اور بالکل اٹھنے بیٹھنے سے عاجز موجود پائی۔ اسی بڑھیا نے عزیر علیہ السلام کا زمانہ پایا تھا۔ عزیر علیہ السلام گھر میں داخل ہوتے ہی فرمانے لگے یہ گھر عزیر کا ہے۔

بڑھیا بولی: ہاں! ہے تو انہیں کا۔ لیکن عزیر علیہ السلام کے ذکر سے تمہیں کیا غرض! انہیں تو اس وقت پوری صدی گزر گئی۔ اب ان کا نشان تک باقی نہیں رہا۔ اور یہ کہہ کر خوب روئی۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا: بی بی! عزیر (علیہ السلام) میں ہی ہوں۔ بڑھیا بولی: سبحان اللہ عزوجل! یہ کیا کہہ رہے ہو۔ کہاں عزیر علیہ السلام اور کہاں تم۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے فرمایا: میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک صدی تک موت دے دی تھی۔ اب اس نے مجھے پھر زندہ فرمایا ہے۔ بڑھیا بولی: اگر ایسی بات ہے اور واقعی تم عزیر (علیہ السلام) ہو تو مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے۔ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو تو میرے لیے دعا مانگے کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی واپس لوٹا دے۔ اس پر مجھے یقین ہوگا کہ واقعی تم عزیر علیہ السلام ہو۔ حضرت عزیر علیہ السلام نے اس بڑھیا کے لیے دعا مانگی اور اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں پر پھیرا تو وہ بڑھیا بینا ہو گئی۔ آپ نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑے اور فرمایا: **قم باذن الله** (اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھ کھڑی ہو)۔

چنانچہ وہ اٹھ کھڑی ہوئی اور بالکل صحیح وسالم اور تندرست تھی گویا کہ اس کے پاؤں میں رسی تھی اور اس نے اس سے نجات پائی ہے۔ بڑھیا نے غور سے دیکھا تو واقعی وہی حضرت عزیر علیہ السلام تھے تو فوراً کہا:

اشهد انك عزير (میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ واقعی عزیر علیہ السلام ہیں) وہ بڑھیا بنی اسرائیل کے محلوں میں چل پڑی۔ بنی اسرائیل اپنی مجلسوں کے مختلف مشاغل میں مصروف تھے ان میں عزیر علیہ السلام کے صاحبزادہ بھی تھے جو اس وقت ایک سو اٹھارہ سال کے تھے بلکہ ان کے پوتے پڑپوتے بھی بوڑھے ہو چکے تھے۔ بڑھیا نے زور سے پکارا: بھاگ کے آ جاؤ! عزیر علیہ السلام تمہارے ہاں تشریف لائے ہیں۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

لوگوں نے بڑھیا کی ایک نہ سنی۔ بڑھیا نے کہا: ذرا غور تو کرو یہ انہی کی دعا ہے کہ میں اس حالت میں ہوں یعنی بینائی مل گئی اور تندرست ہوگئی ہوں وغیرہ وغیرہ۔ لوگوں نے یقین کرلیا اور عزیر علیہ السلام کی طرف ٹوٹ پڑے۔ عزیر علیہ السلام کے صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ میرے باپ کے دو بازوؤں کے درمیان ہلال کی طرح ایک سیاہ تل تھا۔ اگر وہ ہے تو سمجھوں گا کہ واقعی آپ میرے باپ (عزیر علیہ السلام) ہیں۔ چنانچہ حضرت عزیر علیہ السلام نے دونوں بازو کھولے تو واقعی وہ تل موجود تھا۔

بخت نصر (بدبخت) نے اپنے دور میں چالیس ہزار تورات کے حفاظ کو قتل کرادیا تھا۔ اس کے بعد ان کے پاس تورات کا ایک نسخہ بھی نہ رہا اور نہ ہی کسی کو تورات زبانی یاد تھی۔ لیکن حضرت عزیر علیہ السلام نے تمام تورات ان سب کو سنادی، اور ایسی صحیح کہ زیر وزبر اور نقطے کا بھی فرق نہ آیا۔ جن لوگوں کو بخت نصر نے قیدی بنایا تھا ان کی اولاد میں سے ایک وہاں موجود تھا جو کہ بخت نصر کے مرنے کے بعد بیت المقدس میں آکر مقیم ہوا، کہنے لگا کہ میرے باپ نے مجھے دادا کی بات سنائی کہ ہم نے بخت نصر کی قید کے دوران میں تورات کو انگور کے باغ میں دفن کردیا تھا۔ اگر مجھے اپنے دادا کے باغ کی نشاندہی کراؤ تو میں تمہیں وہ تورات نکال دوں گا۔ چنانچہ وہ سب لوگ اس باغ میں پہنچے تو وہاں سے تورات نکال کر عزیر علیہ السلام کی قرأت کا مقابلہ کیا تو حرف بحرف صحیح نکلا۔ تب انہیں یقین ہوا کہ یہ واقعی وہی عزیر علیہ السلام ہیں۔ لیکن بدقسمتوں نے کہنا شروع کردیا کہ عزیر (علیہ السلام) ابن اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس نسبت سے پاک اور منزہ ہے۔ (روح البیان پارہ ۳)

تبصرہ اویسی غفرلہ

یہ واقعہ اگر عزیر علیہ السلام کا ہے تو اس میں متعدد معجزات کا ذکر ہے مثلاً (1) ان کا سو سال کے بعد زندہ ہونا۔ (2) طعام کا خراب نہ ہونا۔ (3) گدھا کا زندہ ہو جانا۔ (4) بڑھیا کا بینا اور جوان ہو جانا۔ (5) عرصہ تک تورات کا نہ بھولنا وغیرہ وغیرہ۔

معجزات مصطفےٰ ﷺ

اس قسم کے معجزات حضور ﷺ سے ظہور پذیر ہوئے بلکہ ان سے بھی بڑھ کر:

(1) سو سال کے بعد زندہ ہونا آپ کے احیاء الموتیٰ کے بیان میں فقیر نے چند

معجزات عرض کردیئے ہیں بلکہ آپ کی امت کے اولیاء سے بھی ایسی کرامات مشہور ہیں۔ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا بڑھیا کا بیڑا ترانا اسی قسم سے ہے تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ "بڑھیا کا بیڑا" اور "غوث اعظم کی کرامت"۔

(2) طعام کا خراب نہ ہونا یہ بھی حضور ﷺ کے معجزات میں سے ہے اس کی تفصیل بھی گذری ہے۔

(3) گدھا زندہ ہونا اسی احیاء الموتیٰ کے معجزات میں شامل ہے۔

(4) بڑھیا کا بینا ہونا اور جوان ہونا اس قسم کے نبی پاک ﷺ کے معجزات بکثرت ہیں چند نمونے حاضر ہیں۔

(i) حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ (شاعر) کو حضور نبی پاک ﷺ نے خوش ہوکر انہیں دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کی مہر کو نہ توڑے یعنی تمہارے دانت نہ گریں اور منہ کی رونق نہ بگڑے۔

فائدہ : اس دعا میں طویل العمری کا راز پنہاں تھا چنانچہ راوی کہتے ہیں کہ نابغہ جعدی رضی اللہ عنہ نے ایک سو یا دو سو سال عمر پائی۔

(ii) ایک بچے کی پیدائش پر اسے کہہ دیا "عِش قرناً" یعنی سو سال زندہ رہ۔ چنانچہ وہ سو سال ہی زندہ رہا اس سے ایک لحہ بھی کم و بیش نہ ہوا۔

دیکھئے صرف دو نمونے عرض کئے ہیں مزید کتب سیر میں دیکھئے۔

دراصل بڑھیا کا بینا ہو جانا باب الشفاء سے متعلق ہے اگرچہ نبی علیہ السلام نے بے شمار نابیناؤں کو بینا بنایا چند واقعات گذشتہ اوراق میں گذرے ہیں۔ یہاں نبی علیہ السلام کی شفا بخشی کے چند واقعات تبرکاً عرض کردوں تاکہ عزیر علیہ السلام کے کمالات کی توثیق ہو۔

(1) عین میدان جنگ میں کسی کی آنکھ نکل آئی، کسی کا کوئی عضو کٹ کر الگ ہوگیا۔ کوئی زخموں کی ٹیس سے تڑپ رہا ہے کہ ناگہاں سرکار ﷺ کو اطلاع ہوئی۔ آپ نے تکلیف کے مقام پر لعاب دہن مس کرتے ہی نہ تکلیف رہی نہ زخم کا کوئی نشان موجود تھا۔

(2) جنگ خیبر کا یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ کئی دن تک لگاتار حملوں کے بعد بھی جب

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہوا تو شام کے وقت سرکار انور ﷺ نے صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"کل صبح کو میں اسلامی لشکر کا جھنڈا اس شخص کے حوالہ کروں گا جو اللہ کو دوست رکھتا ہے۔ اور کل کی فتح اس کے ہاتھ پر مقدر ہو چکی ہے۔"

یہ مژدۂ جاں فزا سن کر ہر شخص جذبۂ شوق میں بھر گیا۔ دونوں جہاں کے اعزاز کی سب سے گراں مایہ بشارت تھی۔ دلوں کے خوابیدہ ولولے اس طرح جاگ اٹھے کہ صبح سعادت کے انتظار میں آنکھوں کی نیندیں اڑ گئیں، آرزوئے شوق کی بے قراری میں دل کا کشور تہہ و بالا ہونے لگا۔ ہر مجاہد اپنے تئیں اس قابلِ رشک اعزاز کا امیدوار تھا۔ جب صبح امید طلوع ہوئی تو سارے تمنائی بارگاہ رسالت ﷺ میں سر کے بل حاضر ہوئے۔ سارا مجمع گوش بر آواز تھا کہ دیکھنا ہے آج کس کا مقدر جاگتا ہے۔ کس کے نصیبے کی کنگروں سے آنکھ لڑاتی ہے۔ انتظار شوق کی بیتابیوں کا یہی عالم تھا کہ سرکار ﷺ نے شمع اسلام کے ان وفا کیش پروانوں کو ایک بار آنکھ اٹھا کر دیکھا اور ارشاد فرمایا: "علی کہاں ہیں؟"

کسی نے جواب دیا، وہ آشوبِ چشم کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ اس لئے حاضر نہیں ہو سکے۔ فرمایا اسی حالت میں انہیں بلوایا جائے۔ جیسے ہی وہ دربار میں حاضر ہوئے، سرکار نے انہیں اپنے قریب بلایا۔ تکلیف کی شدت سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ حضور نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا کر یہ حکم سنایا۔

اسلامی لشکر کا فرخندہ فال پرچم تمہارے حوالہ کرتا ہوں۔ خیبر کی فتح آج تمہارے ہاتھ پر مقدر ہو چکی ہے۔ خدائے قدیر تمہیں میدان جنگ سے فائز المرام واپس لائے۔

واقعات کے راوی بیان کرتے ہیں کہ لعاب دہن لگاتے ہی دم کے دم میں ساری تکلیف رفع ہو گئی۔ نہ آنکھوں میں سرخی تھی نہ ورم کا کوئی نشان موجود تھا۔

پھر مولائے کائنات کا کیا کہنا۔ اس نیستانِ ہستی میں وہ خدا کے شیر تھے۔ ویسے ہی صحراؤں اور پہاڑوں میں ان کے زور بازو اور سطوت جلال۔ اور آج تو ان کے حوصلوں کے جبروت کا عالم ہی اندازے سے باہر تھا۔ کونین کے سلطان کو خود اپنے فیروز مند کا ڈنکا بجاتا تھا۔ ہاتھوں سے ان کی پیشانی پر فتح کا سہرا باندھا تھا۔ جنگ کی پہلی

ہی یلغار میں خیبر کا وہ مایہ ناز قلعہ فتح ہو گیا۔ اور یہودیوں کو ایسی عبرتناک شکست ہوئی کہ ہمیشہ کے لئے وہ ذلتوں کی خاک میں سو گئے۔ (تاریخ الخلفاء)

انتباہ: اس واقعہ میں ایک بات خاص طور پر قابل توجہ ہے اور وہ یہ کہ سرکار اقدس ﷺ کے متعلق جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ انہیں غیب کا علم یا آئندہ کی خبر نہیں تھی تو یہ کیسے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر خیبر کا قلعہ فتح ہو جائے گا۔ یہی نہیں بلکہ احادیث میں اس طرح کے بے شمار واقعات موجود ہیں جن میں حضور ﷺ نے آئندہ کی خبر دی ہے اور حضور ﷺ کی خبر کے مطابق ہی واقعہ پیش آیا ہے۔

نابینا بینا ہو گیا

یہاں صرف ایک واقعہ عرض کر دوں جو حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے بڑھ کر ہے: ایک صحابیٔ رسول نابینا ہو گئے تھے یہاں تک کہ آنکھوں کی سیاہ پتلی بالکل سپیدی میں تبدیل ہو گئی تھی۔

صحابہ کے عام دستور کے مطابق ایک دن وہ بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اور اپنی شکایت پیش کی۔ ان کی فریاد سن کر حضور ﷺ کا دریائے کرم جوش میں آ گیا۔ اٹھے اور اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگا دیا۔ اس کے بعد واقعہ کے راوی بیان کرتے ہیں۔

فابصر فرایته یدخل الخیط فی الابرة وهو ابن ثمانین o (کتاب الشفاء)

لعاب دہن کی برکت سے وہ بینا ہو گئے۔ اور یہ بینائی اخیر عمر تک قائم رہی، یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ اسی برس کے بڑھاپے میں بھی وہ سوئی کے ناکے میں دھاگہ ڈال لیا کرتے تھے۔

موازنہ

بڑھیا کی بینائی اپنی حد تک محدود رہی لیکن اس صحابی کی بینائی اتنی بڑھی کہ بڑھاپے میں بھی وہ سوئی کے ناکے میں دھاگہ ڈال لیا کرتے تھے۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

﴿حزقیل یعنی ذوالکفل علیہ السلام اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم﴾

حضرت حزقیل علیہ السلام کے متعلق قرآن مجید میں ہے:

الم ترالی الذین خرجوا من دیار ھم وھم الوف حذر الموت فقال لھم اللہ موتواثم احیاھم ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون۔ (پارہ۲،البقرہ)

ترجمہ: اے محبوب کیا تم نے نہ دیکھا تھا انہیں جو اپنے گھروں سے نکلے اور وہ ہزاروں تھے موت کے ڈر سے۔ تو اللہ نے ان سے فرمایا۔ مرجاؤ، پھر انہیں زندہ فرمادیا۔ بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرنے والا ہے مگر اکثر لوگ ناشکرے ہیں۔ (کنزالایمان)

فائدہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ کے پہلے خلیفہ حضرت یوشع بن نون علیہ السلام تھے کیونکہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے پہلے وصال فرماگئے۔ دوسرے خلیفہ کالب بن یوحنا علیہ السلام تھے۔ اور تیسرے خلیفہ حضرت حزقیل علیہ السلام ہوئے ہیں جن کا لقب ابن العجوز بھی ہے اور ذوالکفل بھی۔ ابن العجوز کہنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ نے بڑھاپے کے عالم میں فرزند کی دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت حزقیل علیہ السلام عطا فرمائے۔ اور ذوالکفل کی وجہ یہ ہے کہ ایک موقعہ پر یہودی بپھرے ہوئے تھے اور وہ ستر انبیاء علیہم السلام کو شہید کرنا چاہتے تھے تو آپ نے ان کی ضمانت اُٹھائی پھر انہیں فرمایا کہ تم کسی طرف نکل جاؤ کیونکہ میرا اکیلے کا شہید ہوجانا تم سب کی شہادت سے بہتر ہے۔ جب یہودی آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا وہ تو یہاں سے چلے گئے ہیں اور مجھے نہیں معلوم کہ وہ کدھر گئے ہیں۔

اصل واقعہ

حضرت حزقیل علیہ السلام کے دور میں شہر واسط سے تین میل دور بستی داوردان میں وبائے طاعون پھوٹ پڑی۔ وہاں کے امیر لوگ بھاگ کر چلے گئے غرباء وہاں رہ گئے جن میں اکثر وباء میں ہلاک ہوگئے تھوڑے ہی بچ گئے۔ جب طاعون کی وبا ختم ہوئی تو وہ واپس آگئے۔ انہیں صحیح سالم دیکھ کر وہاں رہنے والوں نے کہا کہ اگر دوبارہ

طاعون پھیلی تو ہم بھی بھاگ کر جان بچالیں گے۔ اتفاقاً آئندہ سال پھر طاعون کی بیاری آپہنچی تو تمام کے تمام وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب وہ دو پہاڑوں کے درمیان وادی رفیح میں پہنچے اور سمجھے کہ ہم طاعون سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں کو حکم دیا۔ ایک نے وادی کی بالائی سطح پر کھڑے ہوکر اور دوسرے نے نچلی جانب آکر آواز دی۔ **مُوْتُوا** یعنی مرجاؤ، تو سب کے سب اپنے جانوروں سمیت ایک آدمی کی موت کی طرح مرگئے۔ مُردہ لاشیں ایک ہفتہ اسی طرح پڑی رہیں جب وہ پھول گئیں اور اردگرد بدبو پھیلی تو لوگوں نے آکر دیکھا کہ ہزاروں انسان مردہ پڑے ہیں۔ وہ اس قدر قبریں کھودنے سے عاجز تھے تو انہوں نے ان کے اردگرد دیوار کھڑی کردی تاکہ درندے انہیں خراب نہ کریں اور وہ بدبو سے بھی بچ جائیں۔

ایک عرصہ اسی طرح گزر گیا، اجسام کے جوڑ جوڑ الگ ہوگئے تو وہاں سے حضرت حزقیل علیہ السلام کا گزر ہوا آپ کھڑے ہوکر انہیں تعجب سے دیکھتے رہے،

تفسیر مظہری میں ہے:

فبکی وقال یارب کنت فی قوم یحمد ونک ویقد سونک ویکبر ونک ویھللونک فبقیت وحیدا لا قوم لی فاوحی اللہ الیہ انی جعلت حیاتھم الیک۔

ترجمہ: اے ربّ کائنات میں ایسی قوم میں تھا جو تیری حمد وثنا اور پاکی بیان کرتی تھی۔ تیری کبریائی اور تہلیل کرتی تھی۔ اب میں اکیلا رہ گیا ہوں، میری قوم نہیں رہی تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ ہم ان کی زندگی کا تمہیں اختیار دیتے ہیں۔

حضرت حزقیل علیہ السلام نے ان بوسیدہ ہڈیوں کو ندا دی۔ **ایتھا العظام ان اللہ یامرک ان تجتمعی۔**

یعنی اے ہڈیو اللہ کے حکم سے اکٹھی ہوجاؤ۔

تمام بکھری ہڈیاں آپس میں مل گئیں اور انسانی ڈھانچے تیار ہوگئے۔ پھر ندا دی:

ایتھا الارواح ان اللہ یامرک ان تقومی۔

یعنی اے ارواح اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھڑی ہوجاؤ۔

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari

https://ataunnabi.blogspot.com/

یہ صدا سُن کر تمام لوگ زندہ ہوگئے اور ان کی زبانوں پر یہ کلمات جاری تھے۔

سبحانك اللهم وبحمدك لااله الاانت۔

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں تیری حمد کے ساتھ تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

سب لوگ زندہ ہوکر گھروں کو لوٹے مگر قدرتِ الٰہیہ کے اظہار اور اُن کے موت سے فرار کی علامت ان میں باقی رہی۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کے جسموں سے بدبو آتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آج تک ایک یہودی گروہ میں یہ بدبو پائی جاتی ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ ان کے چہرے مُردوں کی طرح تھے۔ تیسری روایت میں ہے کہ وہ جس انداز کے لباس پہنتے وہ ازخود کفن کی شکل میں ڈھل جاتا۔

﴿دوبارہ زندگی پانے والوں کی تعداد﴾

ان لوگوں کی تعداد میں متعدد اقوال ہیں تین ہزار، چار ہزار، آٹھ ہزار، تیس ہزار، چالیس ہزار اور ستر ہزار کی تعداد مذکور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ **وَهُمْ اُلُوفٌ** پر غور کریں تو واضح ہوتا ہے کہ وہ کم از کم دس ہزار تھے۔ کیونکہ **اُلُوفٌ** **الف** کی جمع کثرت ہے جس کا اطلاق کم از کم دس اور دس سے زائد پر ہوتا ہے تو **اُلُوف** کے معنی ہوئے کہ کم از کم دس ہزار۔

اس واقعہ سے ثابت ہوا کہ حضرت حزقیل علیہ السلام کے دل میں مُردوں کے بارہ میں رحمت پیدا ہوئی تو کم از کم دس ہزار افراد کو نئے سرے سے زندگی نصیب ہوگئی۔

یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب و مقبول بندوں کی خواہشات کو پورا فرما کر دنیا میں ان کی عظمت کو واضح فرما دیتا ہے۔

﴿معجزات احیاء الموتیٰ﴾

حضور سرورِ عالم ﷺ کے معجزات احیاء الموتیٰ کا ذکر سابقہ اوراق میں آچکا ہے اور آپ کی امت کے اولیاء کی کرامات کا تو شمار ہو ہی نہیں سکتا۔ جب کہ وہ بھی معجزات مصطفیٰ ﷺ ہی ہیں۔

نوٹ: یہ چند نمونے چند انبیاء علیہم السلام کے عرض کئے گئے بالاستیعاب بیان کئے جائیں تو کئی ضخیم تصانیف ہو جائیں۔ اہلِ دل کے لئے اتنا کافی ہے۔

فقط والسلام

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الکریم الامین وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاول پور۔ پاکستان

۲۷ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ بروز ہفتہ

Scanned by CamScanner

Click For More Books
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari